لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ○ صدق اللہ العظیم

تاریخ مکہ مکرمہ

اور

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر دورِ حاضر کی لاجواب کتاب

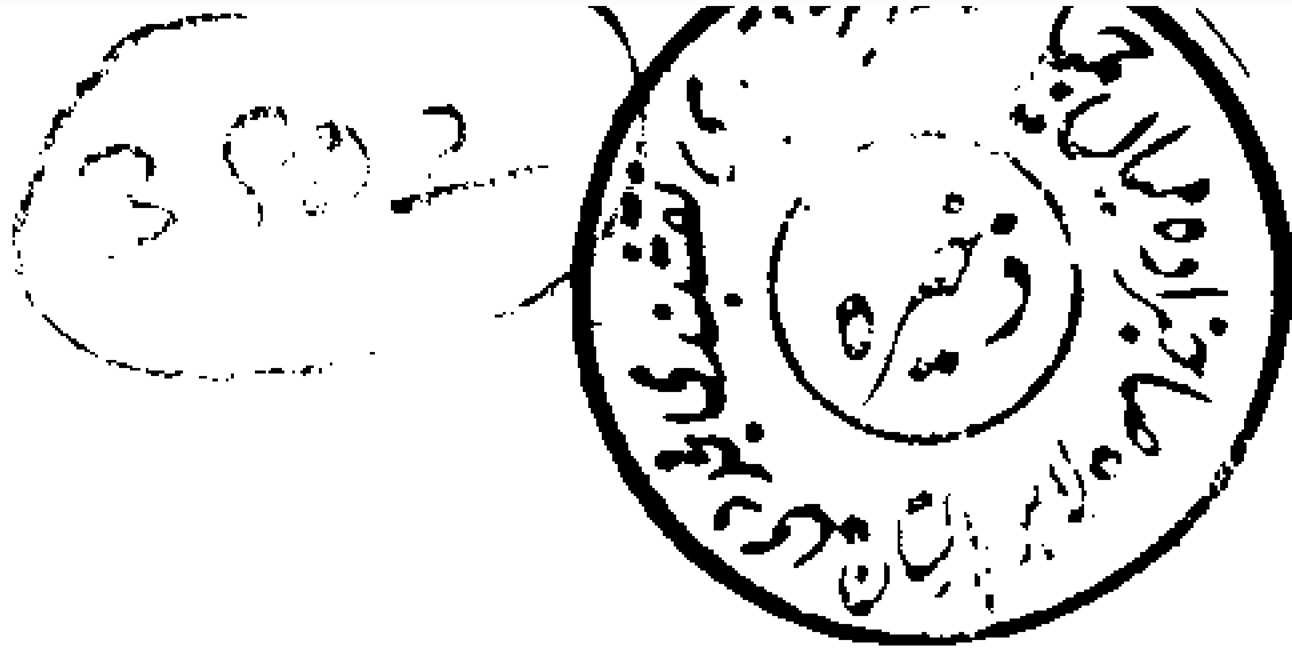
بلد الامین صلی اللہ علیہ وسلم

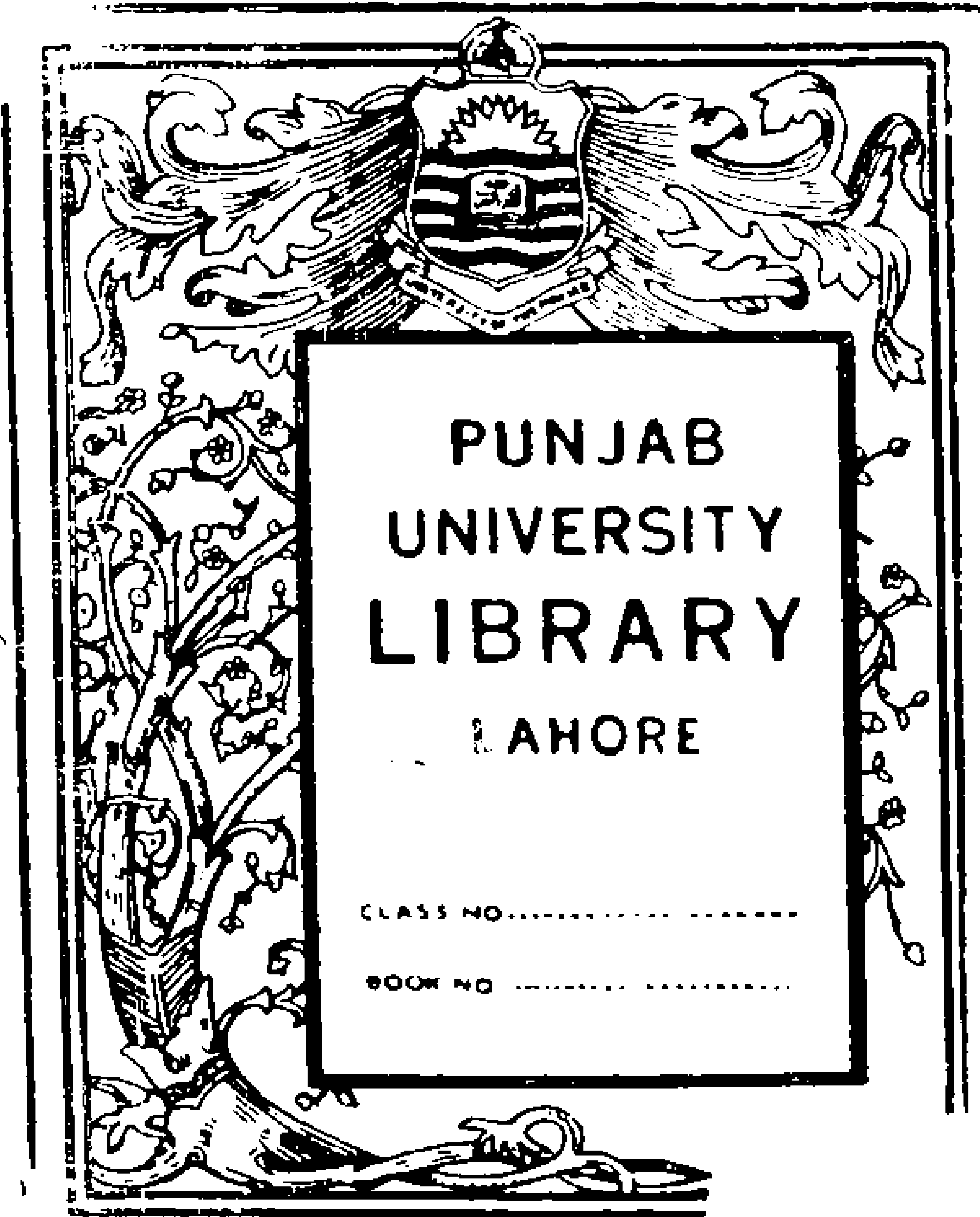
○

تصنیفِ لطیف

پیرِ طریقت فخر العصر حضرت علامہ الحاج
النور منظور احمد شاہ صاحب

الناشر: مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ (رجسٹرڈ) ○ ساہیوال
فون: ۲۶۸۵۰

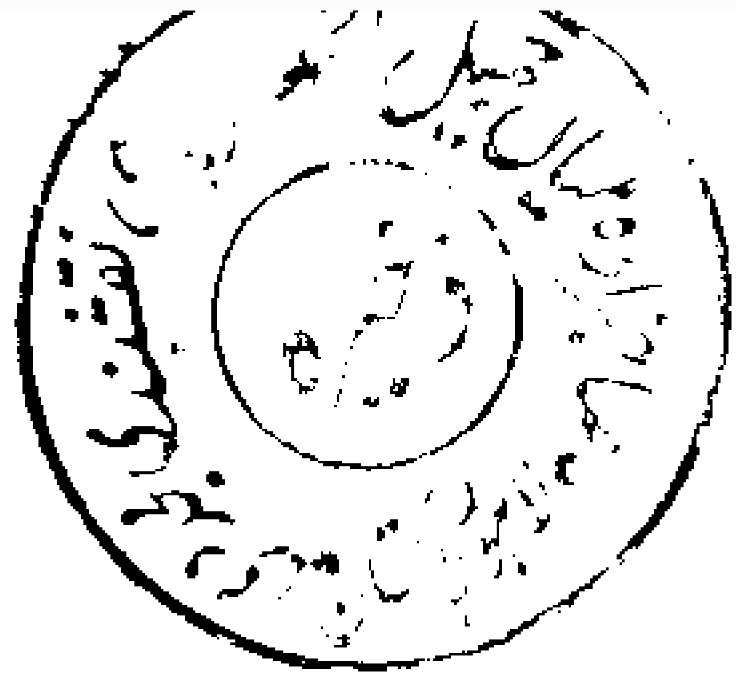


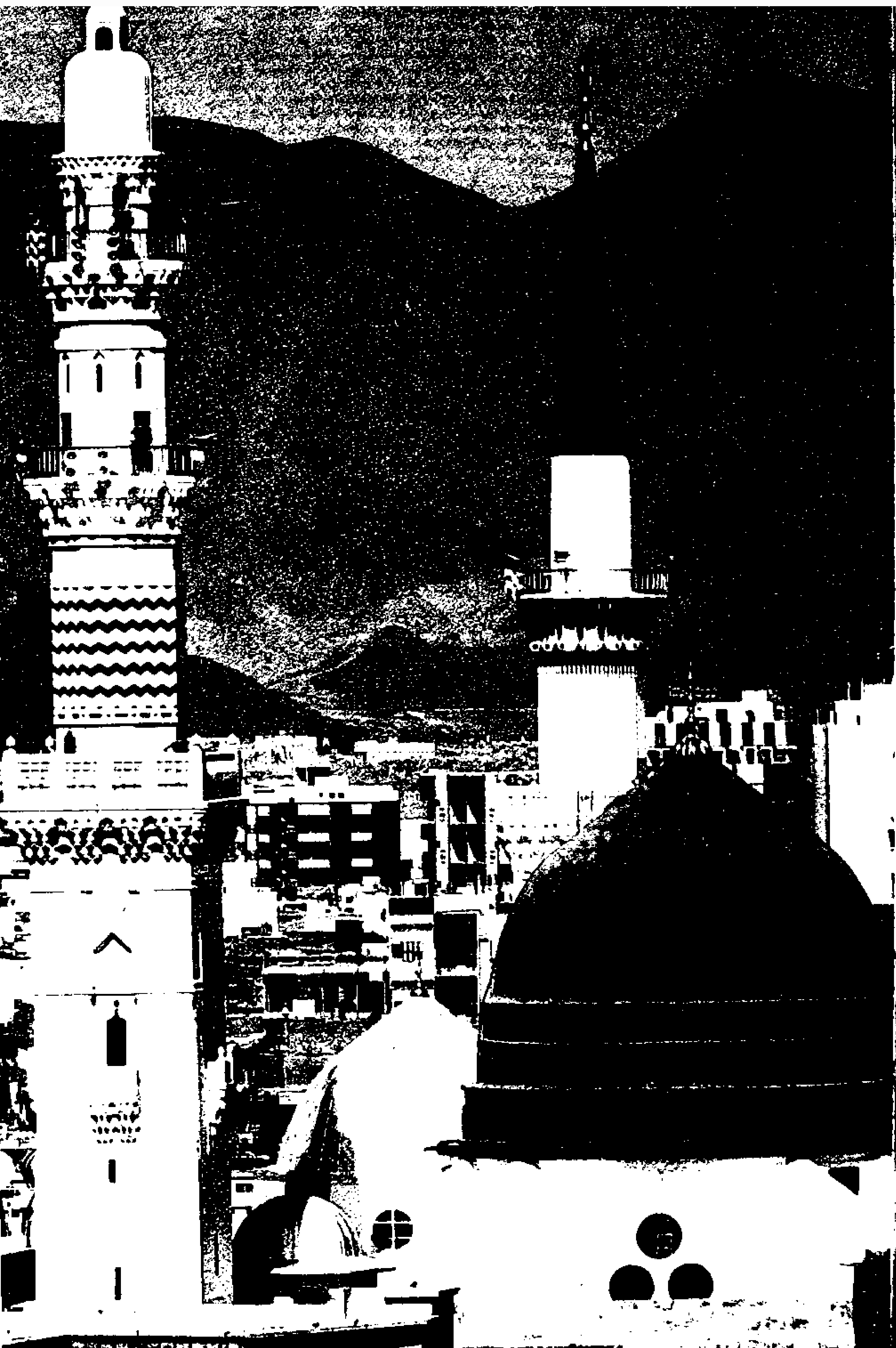

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE
CLASS NO.
BOOK NO.

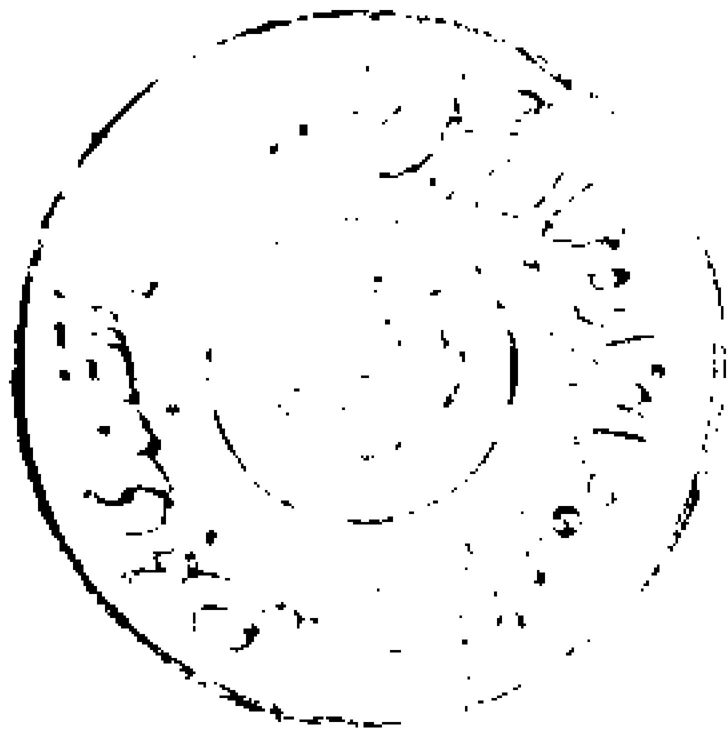
لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ

إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

مَكَّةُ الْمُكَرَّمَة







بسم اللہ الرحمن الرحیم

وھذا البلد الامین

لا اقسم بھذا البلد و انت حل بھذا البلد

تاریخ مکہ مکرمہ

اور

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی پر دورِ حاضر کی لاجواب کتاب

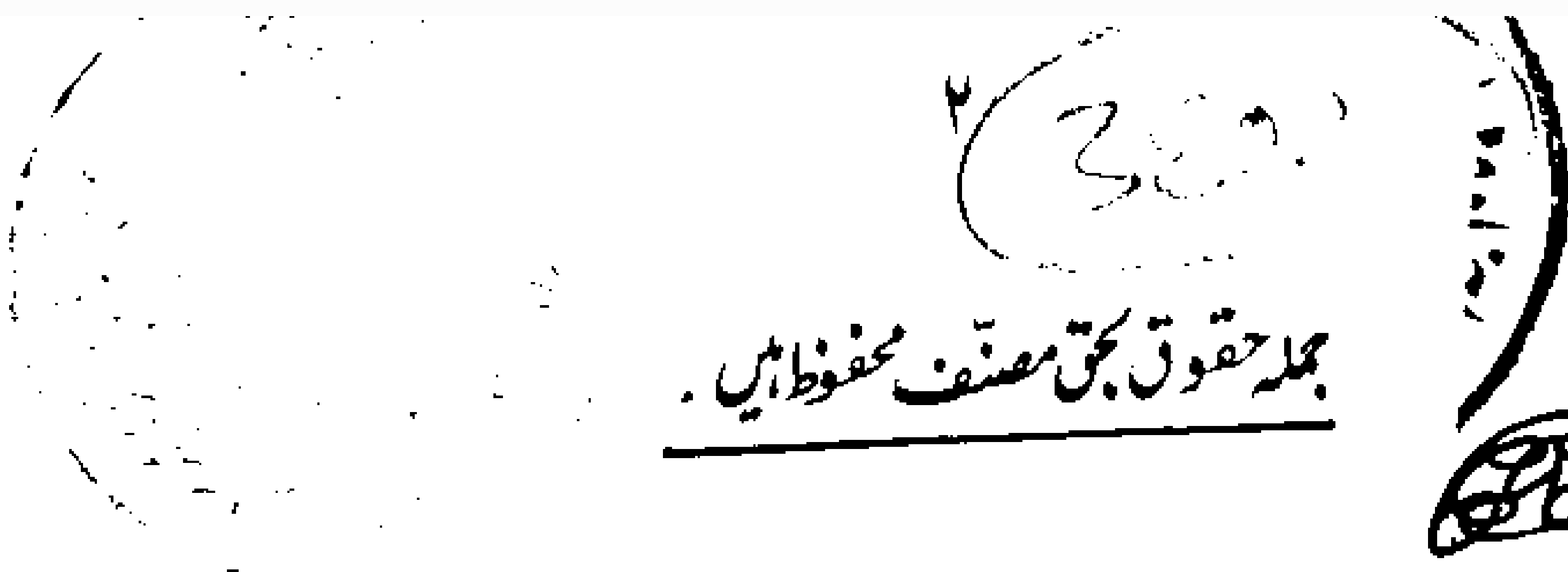


تصنیف لطیف

پیر طریقت فخر العصر حضرت علامہ ابوالنصر منظور احمد شاہ
بانی و شیخ الحدیث جامعہ فریدیہ، ساہیوال

سنہ ۱۴۰۵ھ

ناشر
مکتبہ نظامیہ ساہیوال



نام کتاب ———— بلد الامین

مصنف ———— علامہ الحاج ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ

مصححین ———— • علامہ صاحبزادہ محمد مظہر فرید شاہ صاحب
• مولانا ابوالبرکات محمد اللہ دتہ فریدی

87049

ترتیب و تدوین ———— صاحبزادہ قاری عبدالعزیز فریدی

سرورق ———— محمد الیاس نقشبندی

کتابت ———— محمد الیاس نقشبندی، محمد صدیق فانی

مطبع ———— شرکت پرنٹنگ پریس۔ ۴۳ نسبت روڈ لاہور

اشاعت ———— بار اول شعبان المعظم ۱۴۱۲ھ
بار دوم شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ

تعداد ———— گیارہ سو

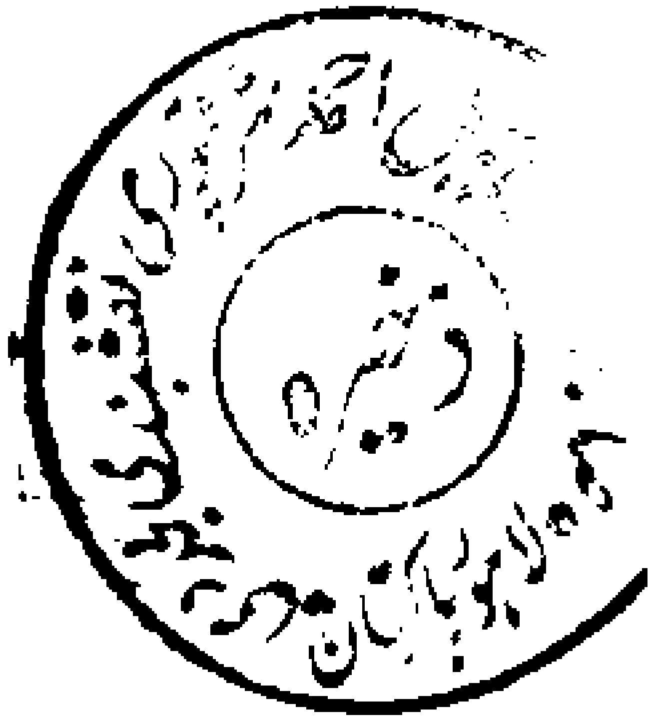
ضخامت ———— ۲۳ × ۳۶ / ۱۶ صفحات ۲۹۰

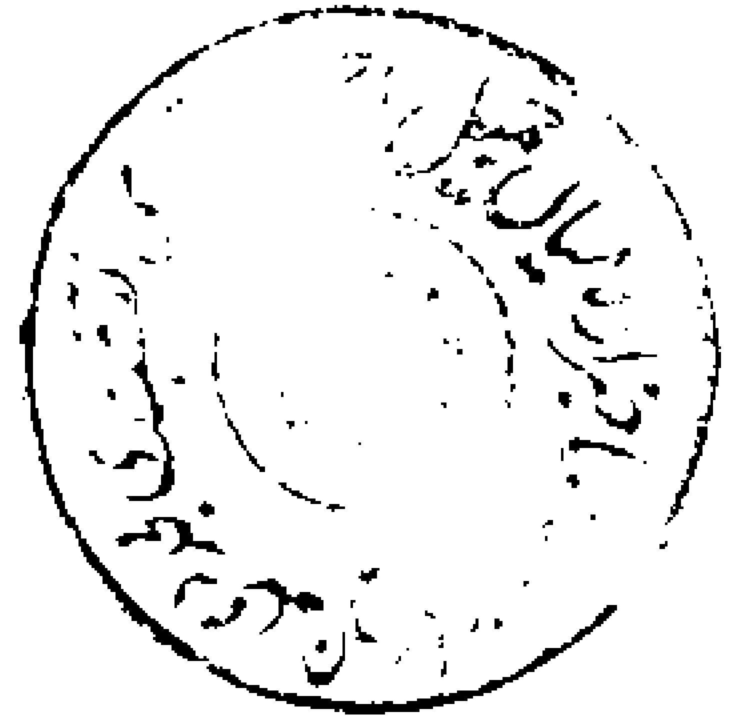
ناشر ———— مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال

قیمت ———— ۷۰/= روپے

ملنے کے پتے

• مکتبہ نظامیہ جامعہ فریدیہ ساہیوال • دفتر ماہنامہ انوار الفرید گول چوک سنہری مسجد ساہیوال
• مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال • جامعہ مسعودیہ اساس العلوم ۱۲۹/15-L میاں چنوں،
• دار الادب تلمبہ روڈ، میاں چنوں دکھانیوال





اِنتساب

مہاجرہ و مجاہدۂ اوّل سیّدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا، اُن کے لختِ جگر سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کے نام جنہوں نے حکمِ خداوندی کے سامنے سروں کو خم کرتے ہوئے وادیٔ بے آب و گیاہ میں رہ کر شکر ادا کیا اور اسی جنگل کو گل و گلزار میں بدل دیا اور اس بے نام و نشاں جگہ کو رشکِ طور بنایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ وسلم

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہباز طریقت

تحریر:۔ صاحبزادہ قاری عبدالعزیز فریدی

اصحابِ علم و عرفان کے نزدیک یہ امر واقعی ہے کہ ـــــ فقر و غنا مبنعِ جرأت ـــــ اور ـــــ ثروت، شجاعت و حمیّت کے چھن جانے کا باعث ـــــ دنیا و دولت حیلہ گروں کی دہلیز سے ملتی ہے ـــــ جبکہ ـــــ فقر و غنا اس بے نیاز کے کوچہ جود و عطا سے ـــــ دھن دولت کو قائم رکھنے کے لیے ـــــ عقل مشّاق ـــــ اور ـــــ قیام فقر کے لیے قلب سلیم کی حاجت ہوتی ہے۔

• جس طرح سیاہی، سفیدی میں ایکا نہیں ـــــ یونہی فقیر اور دنیا گیر کی راہیں یکساں نہیں ـــــ اس حقیقت کے اعتراف کے باوجود کائنات میں اس دھرتی کے سینے پر ایک ایسا چشمۂ رحمت بھی ہے ـــــ جہاں ـــــ فقیر ـــــ اور ـــــ امیر ـــــ ایک ساتھ ـــــ شرف باریابی حاصل کرتے ہیں ـــــ بخدا یہی وہ درِ والا ہے ـــــ جہاں ـــــ دنیا آخرت کے لیے ـــــ اور ـــــ آخرت دنیا کے لیے ـــــ اس مرکز

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ذی عزو جاہ کے وارے ـــــ جہاں ـــــ محمود و ایاز ایک صف میں ـــــ عقل و عشق ایک ساتھ جبہہ سائی کرتے ہیں ـــــ شریعت اور طریقت کی پاسداری ہے ـــــ اور ـــــ دونوں آفتاب و ماہتاب کی طرح ایک دوسرے کے متبع ہیں ـــــ دولت ہوتی ہے ـــــ تو ـــــ جرأت و شجاعت کے ساتھ راہ حق میں لٹانے کو ـــــ فقر و مستی ہے ـــــ لیکن عقل و احساس کے ہمراہ ـــــ یہ سب کچھ حضورِ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ کریمہ ہے جس سے یہ ممکن ہوسکا۔

● آپ نے اپنے درِ والا سے وابستہ ہونے والے غلاموں ـــــ خادموں ـــــ شاہوں ـــــ گداؤں ـــــ کی تربیت اپنی خصوصی نظرِ عنایت سے ایسے انداز میں فرمائی کہ وہ ـــــ فقر میں خودداری ـــــ دولت داری میں بندہ نوازی ـــــ کی اعلیٰ اوصاف سے متصف ہو گئے جو ـــــ دشتِ جہالت میں علومِ ربانی کا گلِ لالہ ـــــ تاریکی و ظلمتکدوں میں نورِ مصطفےٰ کی کرن ـــــ صحراءِ بدی میں شرافت و نجابت کی نسیم صبح ـــــ شورش زماں میں فخرِ دوراں ـــــ دولت و ثروت میں فقر آرائی کا پیکر ہمثیال ـــــ شاہی میں فقیری کی اعلیٰ مثال ـــــ مادی اسباب میں سیرت و کردار اخلاق و محاسن کی دولت سے مالا مال ـــــ

● فیضانِ نبوت سے فیضیاب ہونے والے انہی عظیم الصفات اور اجلۂ امت میں سے ـــــ ایک ـــــ حضرت مخدوم اہلسنت علامہ فخر العصر فاتح عیسائیت مولانا الحاج ابو نصر محمد منظور احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ بھی ہیں ـــــ جو ـــــ بیک وقت بلاشبہ ـــــ عشق رسول کا

قلزم ـــــ صاحب عمل نامور عالم دین ـــــ شب زندہ دار صوفی باصفا ـــ شریعت وطریقت کے پاسدار شیخ کامل ـــــ سوز و گداز کی مجسم تصویر ـــــ کامیاب مبلغ اسلام ـــــ مسندِ تدریس کا حسن ـــــ بے پناہ صلاحیتوں کا مالک منتظم ـــــ صاحب طرز ادیب و مصنف ـــــ ہیں۔

- دورِ حاضر میں حضرت موصوف کا شمار ان اجلہ رجالِ امت میں ہے جن کی ـــــ زبان درفشاں ـــــ اور ـــــ خامہ عنبر فشاں سے گل لالہ کی ایسی بہاریں آراستہ ہوتی رہتی ہیں جو موجودہ مغربیت زدہ ـــــ ایٹمی ـــــ دور کی ظلمتوں میں ـــــ مینارہ نور ـــــ اور ـــــ نشان منزل ہیں۔

- آج جبکہ گیسوئے امت الجھا ہوا ہے اور اسے ـــــ شانۂ ہدایت ـــــ کی سخت ضرورت ہے ـــــ ایسے میں حضرت کا ـــــ زہد ـــــ اتقاء ـــــ زبان ـــــ بیان ـــــ ملت کیلئے سرمایہ اور بے پناہ ہدایت کا سرچشمہ ہے۔

- مصنف علام کی زیر نظر کتاب بلدالامین مولدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ـــــ دیار القرآن ـــــ مہبط جبرائیل ـــــ مکہ مکرمہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً کی تاریخ پر مشتمل ہے۔

- حضرت نے اس کتاب لطیف ـــــ میں ـــــ سلف ـــــ خلف کی وقیع تصانیف کی روشنی میں اس شہر مبارک کی تاریخ کو جمع فرمایا ہے۔

- مکہ شریف کا آغاز ـــــ اور اب تک کی تاریخ ناپیدا کنار سمندر ہے اس عرصہ میں ہزاروں تخت تاراج ہوئے ـــــ سلاطین کے تاج چھنے ـــــ کج کلاہوں کی شوکتوں کے سورج غروب ہوئے ـــــ لیکن ـــــ مکہ مکرمہ کے

مہر نیم روز پوری تابانیوں سے چمک رہا ہے۔

• مصنف علام نے اس شہر مقدس کی تاریخ کے تمام نشیب و فراز کا جائزہ لیا ہے زبان و بیان کی سادگی میں حقائق کی پرکاری ——— شواہد و دلائل کی ضوباری اپنے پورے عروج پر ہے۔

• قبل ازیں حضرت اقدس کا خامہ حق رقم دار الہجرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کی تاریخ شریف پر مقبول عام ——— درد و کیف میں ڈوبی ہوئی تصنیف مدینۃ الرسول قوم کو دے چکا ہے۔ بلد الامین میں وہی سوز و گداز ——— شبنمی انداز ——— محبت بھرا اسلوبِ نگارش جولانیوں میں ہے۔

• اس کتاب میں مصنف کریم کا گہرا مطالعہ ——— کتب تاریخ پر غائر نظر ——— انقلابات و حوادث اور مسرتوں کے بیان کے لیے من موہنا انداز موجود ہے۔

• حضرت اقدس نے مدینہ شریف کی تاریخ کو (مدینۃ الرسول) کی شکل میں مقدم فرمایا ہے ——— اور مکہ مکرمہ کی تاریخ "بلد الامین" کو مؤخر اس میں غالباً صاحب تصنیف کا وہ ذوق جھلکتا نظر آتا ہے جو وہ اکثر حج مبرور پر مدینہ منورہ کی حاضری کو مقدم فرماتے ہیں یہی جذبہ عقیدت یہاں بھی کار فرما ہے۔

• "بلد الامین" میں قرآن کریم کی آیات کریمہ ——— معتبر تفاسیر ——— صحاح ستہ ——— اور ان کی ——— مستند شروح ——— کتب سیر کا جم غفیر اس کتاب کے پیچھے موجزن ہے۔ صاحب مصنف مدظلہ نے خود بھی کم از کم اٹھارہ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے جو اس موضوع پر پہلے سے منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔ خود حضرت والا نے اِن کتابوں کے علاوہ بھی بہت سی کتابوں کو اپنی جامع

درِّ منثور ـــــ روح المعانی وغیرہ تفاسیر کے علاوہ دسویں صدی ہجری کے ـــ مجدد حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی ـــــ حضرت عبدالوہاب شعرانی ـــــ حضرت معجزۂ رسول ـــــ قبلۃ المحققین ـــــ امام عبدالحق محدث دہلوی ـــــ حضرت شیخ امام احمد رضا کی تصانیف شریفہ کو بھی اس موضوع کا ماخذ بنایا ہے، حدیث شریف کے تمام آئمہ کرام صاحب مشکوٰۃ سمیت سب سے آپ نے اکتساب فیض کیا غرضیکہ بلد الامین آپ کی جان کاہی ـــــ جاں کا دی کا نتیجہ ہے اس عرق ریزی سے مصنف علام کا مشن حضرت عشق کی کشتِ دائمی کی حفاظت مقصود ہے۔ آپ دیکھیں گے تو سطر سطر بلکہ لفظ لفظ میں عشق حبیب علیہ السلام اور حب الٰہی کا جام چھلکتا نظر آئے گا۔ حضرت کی پوری سوانح عشق مصطفٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عبارت ہے۔ وہ ہر لفظ میں لذت عشق کو محسوس کرتے ـــــ جھومتے ـــــ دیار حرمین شریفین کے ذرّے ذرّے کو چومتے نظر آتے ہیں آپ ان کی زندگی کے شام وسحر کا مطالعہ فرمائیں گے تو ہر جگہ ہی میکدۂ محبت سجا ہوا نظر آئیگا۔ حضرت قبلہ شاہ صاحب کی تمام کتب جام ومینا ہیں اور قلب اقدس عشق ومحبت سے معمور ہے اور ان کی زبان وقلم سراحی کی حیثیت رکھتے ہیں جس سے وہ ہمیشہ سے آتشِ رنگ انڈیلتے رہتے ہیں۔

● حضرت والا کا سوانحی خاکہ آپ "مدینۃ الرسول" کے ابتدائی صفحات میں فاضل نوجوان مولانا ابوالبرکات محمد اللہ دتہ صاحب فریدی کے قلم سے ملاحظہ کرچکے ہیں ہم ذکر صالحین بارگاہ الوہیت اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرف باریابی کا سبب ہے لہذا آپ کے حالات وواقعات میں کچھ پہلو جو تشنہ تکمیل تھے ذکر کیے جاتے ہیں۔

● حضرت مصنف تقریباً ۱۹۵۲ء سے مستند تدریس پر فائز ہیں اور وہ اپنے

مرشد کامل ـــــ فریدالعصر ـــــ ترجمان عشق و محبت ـــــ علامہ زماں ـــــ قطب الوقت حضرت میاں خواجہ علی محمد خاں چشتی نظامی نوراللہ مرقدہ (سجادہ نشین آستانہ عالیہ بستی شریف ضلع ہوشیار پور مشرقی پنجاب انڈیا مدفون پاکپتن شریف درگاہ حضرت شیخ بابا فریدالدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ) کی نگاہ لطف یار اور اپنے استاذ محترم فقیہ اعظم حضرت علامہ مفتی محمد نوراللہ نعیمی محدث بصیر پوری رحمۃ اللہ علیہ اور غزالی زماں حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی محدث امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے علم فیض بار سے آراستہ ہو کر تشریف لائے تب سے اب تک سلسلہ تدریس جاری و ساری ہے۔ بلکہ مصطفیٰ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لطف و عنائت سے ان کا یہ سلسلہ اتنا توانا ہوا کہ آج ان کا خلوص ـــــ محبت ـــــ جذب و کیف ـــــ سوز و گداز ـــــ عشق و مستی مجسم ہو کر عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ جامعہ فریدیہ ساہیوال کے پیکر میں ڈھل چکا ہے۔

- اگر کسی کے ہاں مدارج ولایت پر فائز ہونے کے لیے ولی کا صاحب کرامت ہونا ضروری ہے۔ تو میرے نزدیک جامعہ فریدیہ حضرت شاہ صاحب قبلہ کی زندہ و جاوید کرامت ہے جو رہتی دنیا تک آپکی ولایت کی روشن دلیل ہے۔ اسے اللہ تعالےٰ کا خصوصی فضل و کرم اور حضرت کی سوز بھری دعاؤں کا نتیجہ ہی کہا جا سکتا ہے۔
- بحمدللہ وہ جامعہ فریدیہ جس کا آغاز ایک ٹوٹے ہوئے حجرے سے کیا گیا تھا اب ایک بین الاقوامی ـــــ معیاری یونیورسٹی کی طرف بڑی تیزی سے گامزن ہے۔ جامعہ فریدیہ لبنات الاسلام ساہیوال ـــــ جامعہ عثمانیہ چک مراد خاں ـــــ جامعہ گنج شکر پیر بکھو ـــــ جامعہ انوار الفرید ہڑپہ اسٹیشن

——— مدرسہ انوار الفریدیہ بھی اسی نیّر تاباں کی روشن کرنیں ہیں۔

• حضرت قبلہ شاہ صاحب مدظلہٗ نے اپنے ابتدائی ایام میں مناظرے کو بھی تبلیغ دین کا ذریعہ بنایا۔ آپ نے اسلام کے دشمنوں ——— مقام مصطفےٰ کے منکروں سے مناظرے کا آغاز کیا۔ بعد میں یہ سلسلہ دین کے خارجی بدخواہوں۔ بہائیوں اور عیسائیوں تک جا پہنچا آپ کے مناظرے کی زیادہ شہرت عیسائیت کے خلاف جدوجہد کو ملی۔ اس لیے فاتح عیسائیت کے لقب سے مشہور ہوئے (فللّٰہ الحمد)

• تبلیغ دین کے اُس سلسلے کو آپ بڑی خاموشی سے جاری رکھے ہوئے ہیں اور یہ امر بیحد حوصلہ افزا ہے کہ ۱۹۸۴ء میں جب آپ کی تصنیف "مدینۃ الرسول" زیور طبع سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی تو اس وقت تک تقریبًا ساڑھے تین ہزار عیسائی آپکی تبلیغی مساعی سے اسلام قبول کر چکے تھے۔ بحمدہٖ تعالےٰ اب یہ تعداد پانچ ہزار سے متجاوز ہے۔ یہاں تک کہ پروفیسر پادری تھیولا جیکل ——— پرنس پادری کے ایل ناصر گوجرانوالہ کے قریبی رشتہ دار مسٹر ڈاکٹر فیروزالدین ایل۔ایس۔ ایم۔ایف نکن آبادی بھی آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر چکے ہیں۔

• ۱۹۵۱ء کے آغاز ہی میں آپ نے اپنی علمی تدریسی تبلیغی مصروفیات کے باوصف سلسلہ تحریر شروع فرمایا اور وہ بحمدہٖ تعالےٰ جاری و ساری ہے۔ یوں تو حضرت گرامی کی تصانیف کی فہرست خاصی طویل ہے تاہم چند تصانیف جو شائع ہو کر عوام و خواص سے دادِ تحسین حاصل کر چکی ہے۔ ان میں علم القرآن۔ آئینہ حق۔ فیوضاتِ فریدی۔ حضور الحرمین۔ شہباز قدس۔ کلماتِ طیبات۔ شمشیر جرابیہ۔ بہرگردن وہابیہ۔ المقالۃ العلمیہ۔ نصر القرآ۔ منزلِ شوق۔ راہنمائے حج اور شہرہ آفاق کتاب ———

"مدینۃ الرسول" ...

کو تصوراتِ مدینہ میں گم کر دینے والی لاجواب کتاب ہے اس کے علاوہ مختلف موضوعات پر دینی مذہبی اور اصلاحی رسائل کثیر تعداد میں جنہیں آپ نے رقم فرمایا جامعہ کا شعبہ نشر و اشاعت شائع کر کے مفت تقسیم کر چکا ہے۔ اہلسنت کا ترجمان بہترین مجلّہ "انوار الفرید ساہیوال" آپ کی سرپرستی میں دین و ملت کی خدمت کر رہا ہے۔

اولیاء چشت اہل بہشت کی تاریخ میں جتنے بھی اکابر اولیاء ہوئے ہیں وہ سب کے سب ظاہری علوم کے قلزم اور پیکر رہے ہیں کیونکہ اولیاء کرام صوفیائے عظام کے عقیدۂ حقہ' وحدت الوجود پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس عقیدے کی شناسائی ظاہر علوم کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ چونکہ حضرت شاہ صاحب کا تعلق بھی اسی سلسلہ خیر سے ہے اس لیے آپ ظاہری و باطنی علم سے اس عقیدۂ حقہ کی تبلیغ فرما رہے ہیں۔ اور دور حاضر کے مقتدر شیوخ حضرت العلام مفتی ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ۔ حضرت العلام مولانا ابوالحسنات قادری حضرت العلام مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری۔ حضرت العلام مولانا عبدالحامد بدایونی۔ حضرت العلام مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد رضوی محدث اعظم پاکستان حضرت العلام مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی، حضرت العلام مولانا سید احمد سعید شاہ کاظمی۔ حضرت العلام مفتی احمد یار خاں نعیمی۔ حضرت العلام شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی۔ حضرت میاں غلام اللہ ثانی شرقپوری۔ حضرت سید محمد اسماعیل شاہ صاحب آف کرمانوالہ۔ حضرت خواجہ خان محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ کی دعاؤں ــــــ شفقتوں ــــــ قلبی وارداتوں کا مرکز و محور رہے ہیں۔ جبکہ اپنے ہم عصر علماء و اکابر حضرت صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ آلو مہار شریف حضرت مولانا شاہ عارف اللہ قادری۔ حضرت مولانا محمد بخش مسلم۔ حضرت مولانا عبد المصطفیٰ

تونسوی ۔حضرت مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خاں ۔ حضرت مولانا عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہم ۔شیخ القرآن حضرت مولانا غلام علی اوکاڑوی ۔حضرت مولانا عطا محمد بندیالوی ۔ مجاہد ملت حضرت مولانا عبد الستار خاں نیازی ۔ قائد اہلسنت حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلہم العالی ہیں بھی بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جا رہے ہیں

؎ خدایا رہے سلامت تا ابد ہر مہر نیم روز

آپ کے فیض علمی سے خوشہ چینی کرنے والوں کی فہرست خاصی طویل ہے۔

جن میں چند مشاہیر کے نام قابل ذکر ہیں۔

- حضرت مولانا اصغر علی صاحب مدرس جامعہ فریدیہ ساہیوال۔
- حضرت علامہ شبیر احمد ہاشمی مرکزی جوائنٹ سیکرٹیری جمعیت علماء پاکستان۔
- حضرت مولٰینا قاری عبد الجبار مدرس دار العلوم اشرف المدارس اوکاڑہ
- مناظر اہلسنت حضرت علامہ مولانا حافظ نعمت علی چشتی خطیب لندن۔
- حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد اسحاق فریدی خطیب مسجد مہاجرین ساہیوال۔
- حضرت مولانا محمد ظفر اقبال فریدی مدرس جامعہ فریدیہ ساہیوال۔
- حضرت مولانا صاحبزادہ سید فیض رسول شاہ قادری بخاری سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ ومہتمم جامعہ غوثیہ فریدیہ لڈن ضلع وہاڑی۔
- حضرت مولانا جمیل احمد فاروقی کمالیہ
- حضرت مولانا سائیں نذیر حسین فریدی مہتمم مدرسہ چشتیہ فریدیہ گیمبر اوکاڑہ
- حضرت مولٰینا محمد زبیر شاہ صاحب الفریدی (امریکہ)
- حضرت مولانا سید محمد افضال شاہ صاحب گیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیخوپور شریف
- حضرت مولٰینا محمد افضل وٹو صاحب (انگلینڈ)

- حضرت مولٰینا قاری محمد یوسف صاحب رضا خطیب مسجد مانیوالی ساہیوال
- حضرت مولانا غلام نبی صاحب میلسی
- حضرت مولٰینا محمد حسین صاحب
- حضرت مولٰینا محمد رمضان صاحب نوری خطیب صدر ڈاکنانہ ساہیوال
- حضرت مولٰینا شوکت علی فریدی صاحب خطیب مسجد حضوری ساہیوال
- حضرت مولٰینا محمد نعیم امجد چشتی فریدی صاحب خطیب سمندری
- حضرت مولانا ابو البرکات محمد اللہ دتہ فریدی خطیب جہانیاں
- حضرت مولانا سید ظفر علی شاہ صاحب برکاتی ایلیمنٹری کالج ساہیوال
- حضرت مولٰینا پیر حضور بخش نوشاہی
- حضرت مولٰینا نسیم احمد نوشاہی ۔ مولانا حافظ محمد اللہ دتہ فریدی
- حضرت مولانا حافظ غلام کبریا فریدی صاحب مدرس جامعہ فریدیہ ساہیوال
- حضرت مولانا قاری علی محمد صاحب فریدی
- حضرت مولانا محمد اقبال صاحب فریدی نعت گو شاعر و خطیب لاہور
- حضرت مولانا عبد الرشید صاحب فریدی ساہیوال
- حضرت مولٰینا حافظ محمد رمضان صاحب (خوشنویس) وخطیب لاہور

ان کے علاوہ آپ کے قابل ترین تلامذہ کی فہرست طویل ہے جو احاطہ تحریر میں نہیں لائی جا سکی وہ بفضلہٖ تعالیٰ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک دینِ مصطفوی کی خدمات میں مصروفِ خدمت ہیں ۔ وللہ الحمد

آپکی صاحبزادیوں کے علاوہ چار صاحبزادے بھی ہیں ۔

حضرت صاحبزادہ پیر فیض الحسن شاہ صاحب

حضرت علامہ صاحبزادہ محمد مظہر فرید شاہ صاحب

حضرت صاحبزادہ مولانا اظہر فرید شاہ صاحب

حضرت مولانا صاحبزادہ اظہر فرید شاہ صاحب

ان میں حضرت صاحبزادہ پیر مظہر فرید شاہ صاحب اس وقت ابتدائی عمر میں علم وفضل کے شاہسوار اور عالم اجل ہیں۔ اور نائب مہتمم کی حیثیت سے جامعہ فریدیہ میں مسند تدریس پر فائز ہیں۔

حضرت فخر المشائخ پیر شاہ چراغ علیہ الرحمہ کے صاحبزادے فاضل عظیم للرتبت شہباز طریقت حضرت العلام ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی کی پوری زندگی خدمت دین اظہار شوکت اسلام کے لیے وقف ہے۔ اور حُبِّ رسول کا مرکز سینہ اقدس ہے۔ گویا ان کا سینہ ہی بلد الامین ہے۔ آئیے ان کے اسی سینہ بے کینہ سے نکلے ہوئے لال وجواہر اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر زندگی کی مسلسل ۳۴ حاضریوں کے گل دلالہ کو بلد الامین کی شکل میں مطالعہ کریں اور مولدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات جمع کریں۔

اس کتاب کی ترتیب وتدوین تو حضرت مصنفِ موصوف ہی نے فرمائی مگر اس کی طباعت وتزئین اشاعت وکتابت کے سلسلہ میں مجھے فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا شبیر احمد ہاشمی اور حضرت مولانا ابو البرکات محمد اللہ دتہ فریدی صاحب مدظلہما کی خصوصی معاونت وراہنمائی حاصل رہی۔ بندہ ناچیز جس قدر رب قدوس جل مجدہٗ کا شکر ادا کرے کم ہے۔ کہ اس نے خصوصی کرم سے عاجز حقیر پر تقصیر کو اپنے محسن و مربی، ولی کامل سراج العلما محبوب الاصفیا سیدی ومرشدی حضرت علامہ الحاج ابو النصر منظور احمد شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی تصانیف کی اشاعت اور ان کے ادارہ جامعہ فریدیہ ساہیوال کی نشر واشاعت کی خدمت انجام دینے کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے اگرچہ یہ گنہگار علم وعمل کے اعتبار سے آپ کے شاگردان کی گرد راہ

کے برابر بھی نہیں تاہم یہ آپ کا لطف و کرم ہے کہ نواز دیتے ہیں۔ خدا کرے یہ خدمات قبول ہو کر فقیر کی بخشش کا ذریعہ بن جائیں۔

یہ عرض کردوں تو بے جا نہ ہوگا کہ مصنف علام کی مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کی ۳۴ حاضریوں کا بلدالامین بہترین نچوڑ ہے اور عشاق کیلئے انمول تحفہ ہے۔ نیز دین سے وابستگی اور تاریخ سے گہری دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لیے بہترین معلوماتی خزینہ ہے۔ آخر میں پھر ایک بار دعا ہے۔ رب کریم بفضلہ عمیم مجھے اور بلد الامین کی اشاعت میں میری راہنمائی کرنے والے معاونین کو دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرمائے۔ اور شیخ کامل کی خصوصی دعائیں حاصل رہیں۔ وصلی اللہ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین

محتاج دعا

سگِ دربارِ شیخ

قاری عبدالعزیز فریدی

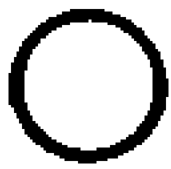
خادم جامعہ مسعودیہ اساس العلوم

۱۵/۱۲۹ ایل میاں چنوں

سببِ تالیف

مدینہ منورہ کے موضوع پر لکھی گئی میری کتاب "مدینۃ الرسول" کو ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۸۵ء کو صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے بین الاقوامی سیرت ایوارڈ دیا۔ یہ کتاب پاکستان میں نمبر اوّل رہی۔ للہ الحمد۔ وہیں قومی اسمبلی ہال میں بے شمار احباب نے مبارک باد دی۔ مولانا ابن الحسنات خلیل احمد صاحب نے خصوصاً زور دیا کہ سلسلہ تالیف جاری رکھا جائے۔ استاذ العلماء حضرت مولانا غلام رسول صاحب رضوی شیخ الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد نے تحریری طور پر لکھا کہ مدینۃ الرسول کے بعد تاریخ مکہ مکرمہ پر نئی کتاب لکھی جائے ان کی تحریر درج ذیل ہے۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ محمد وعلٰی آلہ وصحبہ وسلم



شیخ الحدیث جامعہ رضویہ کا

مکتوبِ گرامی

محترم مکرم شیخ الحدیث علامہ ابوالنصر صاحب دامت برکاتہم العالیہ

سلام مسنون ۔ خیر وعافیت ۔ مزاج شریف ۔

آپ کی مبارک تالیف مدینۃ الرسول پڑھی اور بہت محظوظ ہوا ۔ مولیٰ کریم ایسی روحانی دلچسپ کتابیں تحریر کرنے کی مزید توفیق فرمائے ۔ میری رائے کے مطابق اگر اسی طرح مکہ مکرمہ کے مقدس حالات بھی قلم بند کر دیں اور بلد الامین کے نام سے موسوم کریں تو کیا اچھا ہو کہ ان کے قاری کو ایک نظر سے حرمین شریفین کی سیر ہو جائے ۔

امید ہے اولیں فرصت میں اس طرف توجہ فرمائیں گے ۔

والسلام

غلام رسول رضوی خادم الحدیث جامعہ رضویہ فیصل آباد

۱۶ ردسمبر ۱۹۸۵ء

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

آغازِ کتاب

۱۹۸۶ء ستمبر میں سفرِ حج نصیب ہوا۔ غالباً یہ پہلا موقع ہے کہ مجھے جدہ سے سیدھے بیت اللہ شریف کی حاضری نصیب ہوئی ورنہ عموماً جدہ سے مدینہ منوّرہ جانے کی سعادت ملتی رہی۔ ادائیگی حج شریف کے بعد بلدالامین شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس مقدس کتاب کا آغاز حرم شریف میں ہوا۔ اس عنوان پر لکھنے کے لیے مکہ مکرمہ کی مختلف لائبریریاں اور کتب خانے دیکھے۔ تاریخ مکہ کے جدید و قدیم ادوار کا مطالعہ کیا۔ جن اصحاب نے کتب خانے دکھائے۔ استفادہ کرنے میں تعاون کیا۔ دعاگو ہوں اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے

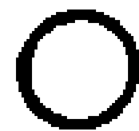
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

بلدالامین کے عنوان پر کتابیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مبارک شہر پر مندرجہ ذیل کتابیں لکھی گئیں۔

نام کتاب	مؤلّف
اخبار مکہ	علّامہ ارزقی ۲۴۵ھ
الجامع اللطیف	ابن ظہیر القرشی
کتاب الاعلام	علامہ قطب الدین ۹۸۸ھ

نامِ کتاب	مؤلف
العقد الثمین	امام فاسی متوفی ۸۳۲ھ (۸ جلدیں)
خلاصۃ الکلام فی امراء بلد الحرام	سید احمد زینی دحلان
القرا لمقاصد ام القریٰ	محمد بن ابوبکر الطبری ۶۷۴ھ
عمارت المسجد الحرام	حسین عباسی باسلامہ
تاریخ الحرمین الشریفین	عباس کرارہ
مقامِ ابراہیم	محمد طاہر بن عبدالقادر کردی ۱۳۶۸ھ
الرحلۃ الحجازیہ	محمد السنوسی ۱۲۷۶ھ
الکعبۃ الکسویٰ	احمد عبدالغفور عطار ۱۳۹۷ھ
الکعبۃ المعظمۃ	حسین عبداللہ باسلام
فی رحاب البیت الحرام	محمد بن عفون بن عباسی
العقد الثمین	احمد بن شیخ محمد الحضرادی
مقصود المومنین فی فضائل بلد الامین	محمد وسیم الدین حنفی
فلاح الکونین فی احوال الحرمین	شاہ عبدالقادر قادری
سفرنامہ حرمین الشریفین	محمد محی الدین ۱۳۳۱ھ
تاریخ مکہ مکرمہ	عبدالمعبود
بلد الامین	ابوالنصر منظور احمد



بلد الامین کے اسماء مقدسہ

البلد ۱ : قرآن مقدس فرماتا ہے لا اقسم بھذا البلد مجھے اس شہر کی قسم و انت حل بھذا البلد کہ تو اس شہر میں رہتا ہے۔ سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں البلد سے مراد مکہ مکرمہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس سے مراد مکہ مکرمہ ہی لیا ہے۔"

البلد الامین ۲ : قرآن مقدس فرماتا ہے " وھذا البلد الامین " سیدنا ابن عباس جو سید المفسرین ہیں فرماتے ہیں اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ زید بن اسلم نے بھی یہی روایت کی ہے۔ (شفاء الغرام ص۴۹، ج ۱)

البلدہ ۳ : قرآن مقدس فرماتا ہے۔ انما امرت ان اعبد رب ھذا البلدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے حکم دیا گیا کہ میں اس شہر کے رب کی عبادت کروں۔ ایک موقعہ پہ حضور نے فرمایا انیس البلدہ

(مشکوٰۃ ص۲۲۳ -

بلدہ ۴ : اس نام کو قرآن مقدس نے اس طرح ذکر فرمایا بلدہ طیبۃ و رب غفور

معاد ۵ : قرآن مقدس فرماتا ہے ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد۔ وہ ذاتِ گرامی جس نے آپ پر قرآن مقدس لازم فرمایا پھر تجھے اس کی طرف لوٹائے گی۔ ہجرت کے موقع پہ واپس مکہ مکرمہ آنے کی تسلی دی گئی ہے یا پھر فتح مکہ کی خبر دی گئی ہے۔ بہرحال یہاں معاد سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ ایک بزرگ نے مجھے فرمایا مکہ مکرمہ سے واپس ہوتے الوداع کرتے ہوئے یہ آیۃ کریمہ دہلیز کعبہ پہ انگلی سے لکھ دی جائے تو اللہ

کے فضل وکرم سے امید ہے کہ دوبارہ حاضری نصیب ہوگی۔ سیدنا عکرمہ نے معاد کی تفسیر مکہ سے ہی کی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم

الباسّہ[۶]: سیدنا مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مکہ مکرمہ کو باسہ اس لیے کہا گیا جو اس میں الحاد کا مرتکب ہوتا ہے اسے بستی ہلاک کر دیتی ہے۔

الناسّہ[۷] و بسّت الجبال بسًّا سے استدلال فرمایا ہے۔ اس کا معنیٰ یہی الباسہ والا ہے لانہا تنس الملحد ای تطرده اس لیے ناسہ کہا جاتا ہے کہ ملحد کو تباہ کر دیتی ہے۔

النساسہ[۸]: اس کا معنیٰ بھی الباسہ اور الناسہ والا ہی ہے۔

الحاطمہ[۹]: صاحب اخبار مکہ علامہ ازرقی نے ابراہیم بن ابی یحییٰ اور صاحب المطالع نے ابن خلیل اور النودی نے الحاطمہ کا معنیٰ یہی الناسہ کا کیا ہے۔

صلاح[۱۰]: اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس میں امن ہے۔ سکون ہے۔ مصعب ابن زبیر نے اس نام کا استدلال ابو سفیان بن امیہ کے اس مصرعہ سے کیا ہے جو اس نے ابن حضرمی کو کہا ع ابا مطرٍ ھلمّ الی صلاحٍ

القاوس[۱۱]: صاحب امطاع فرماتے ہیں یہ تقدس ہے لانہا تطھر الذنوب اسے القاوس اس لیے کہا جاتا ہے کہ گناہوں سے پاک کرتا ہے۔

الرّاس[۱۲]: یعنی سر ہے جیسے جسم انسانی میں سر کو حیثیت حاصل ہے ایسے پورے کُرّہ ارضی پر مکہ مکرّمہ کو شرف حاصل ہے۔ امام سہیلی، صاحب المطالع اور نودی نے اسی طرح کیا ہے۔

المسجد الحرام[۱۳]: یہ بھی مکہ مکرمہ کا نام ہے جیسے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل ہے الحرم کلہ مسجد حرم سارے کا سارا مسجد ہے۔ قرآن

پاک نے فرمایا لا یقربوا المسجد الحرام کہ مشرک مسجد حرام کے
قریب نہ ہوں یہاں مسجد حرام سے مراد پورا حرم مکہ ہے۔

المقدسہ[14]: اس کے معنیٰ یہاں القادس ہی کے ہیں۔

ام رحم[15]: مجاہد نے ماوردی سے نقل کیا ہے چونکہ لوگ ایک دوسرے پر رحم کرتے
ہیں اس لیے ام رحم کہا گیا۔

ام زحم[16]: یہاں حج کے موقعہ پر خصوصاً بھیڑ ہونے کے باعث ام زحم کہا گیا۔

کوثیٰ[17]: منا کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کا نام ہے۔

العرش[18]۔ العریش[19]۔ الحرم[20]۔ رتاج[21]۔ ام صبح[22]۔ المعطشہ[23]۔

البیت العتیق[24]: قرآن مقدس فرماتا ہے ثم محلها الی البیت العتیق۔ پھر
قربانیوں کے حلال ہونے کی جگہ بیت العتیق ہے۔ امام فخر الدین رازی علامہ
نے تفسیر کبیر میں اس سے مراد مکہ لیا ہے۔

المکتال[25]۔ النابیہ[26]۔ ام روح[27]۔ ام الرحمٰن[28]۔ ام کوثیٰ[29]۔ الوادی[30]۔
الثمل[31]۔ العروض[32]۔ السیل[33]۔ ام راحم[34]۔ القرای[35]۔ والبنیہ[36]
حادال[37]۔ البساسہ[38]۔ قریہ النمل[39]۔ نقرة الغراب[40]۔ قریہ الحمس[41]
سیوحہ[42]۔ والسلام[43]۔ العذراء[44]۔ نادرہ[45]۔ البخر[46]۔ بکہ[47]۔ مکہ[48]
الحرمۃ[49]۔ الحرمۃ[50]۔ العرویش[51]۔ نادرہ[52]۔ بساق[53]۔ طیبہ[54]۔ شفاء الغرام
اسماء مکہ، العقد الثمین ص ۳۵۵ ج ۱۔ تاریخ مکہ ص ۲۶ ج ۱۔ جامع اللطیف ص ۹۵)

حمساء[55]: شیخ محقق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ۲۴۲/ج ۲ میں فرمایا۔ حمسا کہ نام
کعبہ است "حمسا کا نام کعبہ ہے۔

ام القری[56]: قرآن مقدس نے فرمایا: لتنذر به ام القریٰ ومن حولها:
ہم نے تیری طرف قرآن اتارا تاکہ (ام القرار (مکہ) اور گردو نواح کے لوگوں کو ڈرائے۔

بطنِ مکہ: ھوالذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکہ ۔

مکہ مکرمہ کو حرم کہنے کی وجہ

حرم شریف کو حرم کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں ۔

پہلی روایت: جب اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے سیدنا آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا ۔ تو آپ شیطان کے خوف سے پریشان ہو گئے اور اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی پناہ مانگی تو اللہ تعالےٰ جل مجدہ نے اپنے بندے آدم علیہ السلام کی درخواست کو قبول فرمایا اور فرشتے بھیج دیے کہ چاروں طرف سے حفاظت کریں وہ خطہ جو ملائکہ کی حفاظت میں آیا وہ حرم کہلایا ۔

دوسری روایت: تعمیر کعبہ کے بعد جب سیدنا خلیل علیہ السلام نے حجرِ اسود نصب فرمایا تو اس پتھر مبارک کی چمک چاروں اطراف جہاں جہاں تک پھیلی اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اسے حرم قرار دیدیا ۔

تیسری روایت: جب اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے آسمانوں اور زمینوں کو حکم فرمایا ائتیا طوعًا وکرھا تم بخوشی یا بہ جبر اطاعت کرو۔ پورے روئے زمین پر صرف اسی حصہ نے آسمان سے مل کر جواب دیا۔ اتینا طائعین ہم پانے والے ہیں ایسی نیازمندی، اطاعت کے سبب اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیدیا ۔ (شفاء الغرام ج ۱ ص ۵۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم

فضائلِ مکہ مکرمہ کعبہ معظمہ

مسندِ احمد بن حنبل میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم فتح مکہ ان ھذا البلد حرام حرمہ اللہ یوم خلق السموات والارض فھو حرام بحرمۃ اللہ الٰی یوم القیمۃ۔ (شفاء ص۶۷، ج۱)

حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا زمین و آسمان کی تخلیق کے دن سے ہی یہ شہر حرمت والا ہے۔ قیامت تک اس کی حرمت باقی ہے۔ دوسری روایت میں ہے حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کا کانٹا نہ توڑا جائے۔ گھاس نہ کاٹی جائے۔ شکار نہ بھگایا جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و علیٰ آلہ وسلم

حضور علیہ السّلام کا محبوب خِطّہ: عبداللہ بن عدی ابن الحمرار فرماتے ہیں انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت فرماتے سنا جب آپ ہجرت کے لیے مکہ مکرمہ سے روانہ ہوئے واللہ انك لخير ارض اللہ واحب ارض اللہ ولولا انی اخرجت منك ما خرجت۔ اے زمین مکہ اللہ کی قسم تو اللہ کی بہتر زمین ہے اور مجھے بہت محبوب ہے اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی نہ نکلتا (شفاء ص۴۲، ج۱، مشکوٰۃ ص۲۳۸۔ ابن ماجہ ص۲۲۴)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

حرمِ مکہ میں موت آسمان پر موت ہے: سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر ارشاد فرمایا۔

من مات بمكة فانما مات فى السماء الدنيا (شفاء ج ۱ ص ۸۵)

جو شخص مکہ میں فوت ہوا گویا آسمانِ اول پر اسے موت آئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم

حرمِ مکہ کی موت امن کی ضمانت ہے: محمد بن قیس بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من مات بمكة او فى طريق مكة بعث من الامنين۔

(شفاء الغرام ج ۱ ص ۸۵، العقد الثمین ج ۱ ص ۴۵)

جسے سرزمین مکہ یا مکہ مکرمہ جاتے راستہ میں موت آئی وہ شخص قیامت کے دن امن والوں میں ہو گا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وسلم

حرمین کی موت عذاب سے نجات ہے: سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من مات باحد الحرمين بعثه الله تعالىٰ من الامنين يوم القيمة

جو شخص (ایمان کے ساتھ) مدینہ منورہ یا مکہ مکرمہ میں فوت ہو گیا۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جل مجدہ اسے نجات یافتہ لوگوں سے اٹھائے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مکہ کے باسی خدا کے پڑوسی ہیں: حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے عرض کی یا اللہ جنت البقیع (مدینہ منورہ کا قبرستان) میں مدفون لوگوں کو کیا اجر ملے گا۔ جواب دیا گیا جنت۔ پھر عرض کی یا اللہ جنت المعلےٰ (مکہ شریف کا قبرستان) کے مدفونین کو کیا ملے گا تو جواب دیا گیا محبوب تونے اپنے پڑوسیوں کے متعلق سوال کیا تجھے جواب دے دیا گیا میرے پڑوسیوں کے متعلق مجھ سے سوال نہ کر۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وّاٰلہٖ وصحبہٖ وسلم

حرم کعبہ کی توہین ہلاکت ہے: لا تزال ھذہ الامّۃُ بخیر ماعظموا ھذہ الحرمۃ حق تعظیمھا فاذا ضیّعوا ذالک ھلکوا۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ شریف ص ۳۴۸) میری امت اس وقت تک خیر و برکت سے رہیگی جب تک حرم کعبہ کا احترام کرتی رہے گی۔ جب احترام کرنا چھوڑ دے گی تو برباد ہو گی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وّاٰلہ وصحبہٖ وسلم

مکہ مکرمہ: اگرچہ برائے نام اہل شام اور پھر بغداد کے خلفاء عباسی کے زیر اثر رہا۔ ۱۲۶۹ء میں مصری سلاطین کے زیر اثر رہا۔ ۱۵۱۷ء میں اس پر ترکان عثمانی کا قبضہ ہوا جن کا دارالسلطنت قسطنطنیہ (استنبول) اس کے حکمران شریف تھے جو حضور علیہ السلام کی آل سے تھے۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد ترکی سلطنت کے زوال کے بعد شریفِ مکہ اور ۱۹۲۵ء میں ابن سعود مکہ میں داخل ہوا اور اس کو مملکتِ سعودیہ کا حصہ قرار دیا۔ یہ شہر مقدس ۹۰۹ فٹ سطح سمندر سے بلندی پہ وادی ابراہیم میں

واقع ہے۔ متعدد پہاڑوں میں گھرا ہوا شہر ہے۔ جبل ابو قبیس جس کی بلندی ۱۲۲۰ فٹ ہے جبل قیقعان جو ا۔ ۱۴ فٹ اونچا ہے جبل حرا شمال میں واقع ہے جس کی ۲۰۰ فٹ ہے اسی میں غار حرا ہے جنوب میں جبل ثور واقع ہے جو ۲۴۹۰ فٹ اونچا ہے اسی میں غارِ ثور واقع ہے اسی وجہ سے جبلِ ثور مشہور ہے۔ انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا سنہ ۱۹۷۹ء (موضوع مکہ)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مکہ میں مسلح چلنا ممنوع ہے: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے۔ لا یحل لاحد ان یحمل السلاح بمکۃ: کسی کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ ہتھیار لگائے مکہ مکرمہ میں چلے کہ مسلح ہونے سے ایک قسم کا جذبہ خودی پیدا ہوتا ہے اور سرزمینِ حرم میں عجز و انکساری ہی زیب دیتی ہے۔ وصلی اللہ علے حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

حرم مکہ کی قسم: قرآنِ مقدس فرماتا ہے خلاقِ کائنات جل مجدہ نے اس شہر کی قسم اٹھائی ہے لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد مجھے شہر مکہ کی قسم ہے کہ محبوب تو اس میں رہتا ہے۔ وصلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ محمد وآلہ صحبہ وسلم

مکہ کس قدر پیارا شہر ہے: سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا ما اطیبك من بلد واحبك الیّ (مشکوۃ شریف کتاب الشفار) اے سرزمین مکہ تو کس قدر پیارا شہر ہے اور مجھے کس قدر محبوب ہے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

کعبۂ انور سب سے پہلا گھر ہے

پوری کائنات میں سب سے پہلا گھر ہونے کا شرف کعبۂ انور کو حاصل تخلیق آدم علیہ السلام سے دو ہزار سال قبل فرشتوں نے اس کی تعمیر کی۔ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین اس آیہ کریمہ سے واضح ہو رہا ہے (۱) سب سے پہلا گھر کعبہ ہے (۲) کعبہ تمام انسانوں کا مرکز ہے (۳) کعبۂ انور برکت والا ہے (۴) کعبہ تمام جہان والوں کے لیے ہدایت ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

کعبہ شریف امن کی جگہ ہے:

قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے۔ واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا ہم نے بیت اللہ شریف کو لوگوں کے لیے مرجع عبادت اور امن کی جگہ بنایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

کعبۂ شریف سے بقاءِ عالم ہے

اس کائنات کے قیام وجود کا باعث کعبہ شریف ہے۔ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے جعل اللہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس اللہ تعالیٰ نے کعبہ شریف کو جو احترام کا مقام ہے لوگوں کے قائم رہنے کا سبب قرار دیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

کعبۂ اطہر میں آیاتِ بیّنٰت:

یوں تو ساری کائنات کے اندر ہی نشانات

قدرت پائے جاتے ہیں اور ہر شے اس کی ذاتِ بابرکات پر دلالت کرتی ہے۔ و فی کل شئ لہ ایہ تدل علیٰ انہ واحد۔ ہر شے میں نشانات ہیں۔ جو اس کی وحدانیت پر دلالت کرتے ہیں مگر بیت اللہ شریف کے اندر نشانات کا ہونا مخصوص ہے۔ قرآن مقدس فرماتا ہے۔ فیہ ایات بیّنٰت مقام ابراھیم (پ۴) اس میں کھلی ہوئی نشانیاں موجود ہیں۔ جن میں سے ایک مقام ابراہیم کا وجود بھی ہے۔ مقام ابراہیم وہ مقدس پتھر ہے جس پر جناب ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدموں کے نشانات ہیں۔ اس کی اہمیت دوسری آیہ مبارکہ سے بھی ثابت ہے واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّیٰ۔ طواف کے بعد مقام ابراہیم کے قریب نماز پڑھو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و اٰلہ وصحبہ وسلم

روزانہ ۱۲۰ رحمتوں کا نزول

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان للہ تعالیٰ فی کل یوم ولیلۃ عشرین مائۃ رحمۃ۔ تنزل علیٰ ھذا البیت ستون للطائفین و اربعون للمصلین وعشرون للناظرین (شفاء ص۱۶۷ ج ۱) رب قدوس جل مجدہ کی طرف سے بیت اللہ شریف پر روزانہ ۱۲۰ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے ساٹھ طواف کرنیوالوں کے لیے چالیس نماز پڑھنے والوں پر۔ اور بیس کعبہ شریف کو دیکھنے والوں پر۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و اٰلہ وصحبہ وسلم

تعمیر کعبہ پانچ پہاڑوں سے ہوئی

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ سیدنا خلیل علیہ السلام نے تعمیر کعبہ کے وقت پانچ پہاڑوں سے پتھر جمع کیے اور تعمیر فرمائی۔ طور زیتا۔ طور سینا۔ الجودی۔ لبنان۔ حرا۔

ایک روایت میں جبل ابی قبیس۔ جبل ورقان۔ جبل احد کا ذکر بھی ہے۔ (اخبار مکہ ص۳۷، ج ۱۔ شفاء الغرام ص۹۳، ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مومن کی عظمت کعبہ سے بڑی ہے

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کو دیکھا اور فرمایا۔ لا الٰہ الا ما اطیبك و اعظم حرمتك والمؤمن اعظم حرمۃ منك۔ (الشفاء ص۱۶۷، ج ۱) اے کعبہ تیری مہک کس قدر ہے تیری عظمت کس قدر ہے اور مومن کی عظمت بہت بڑی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ صحبہٖ وسلم

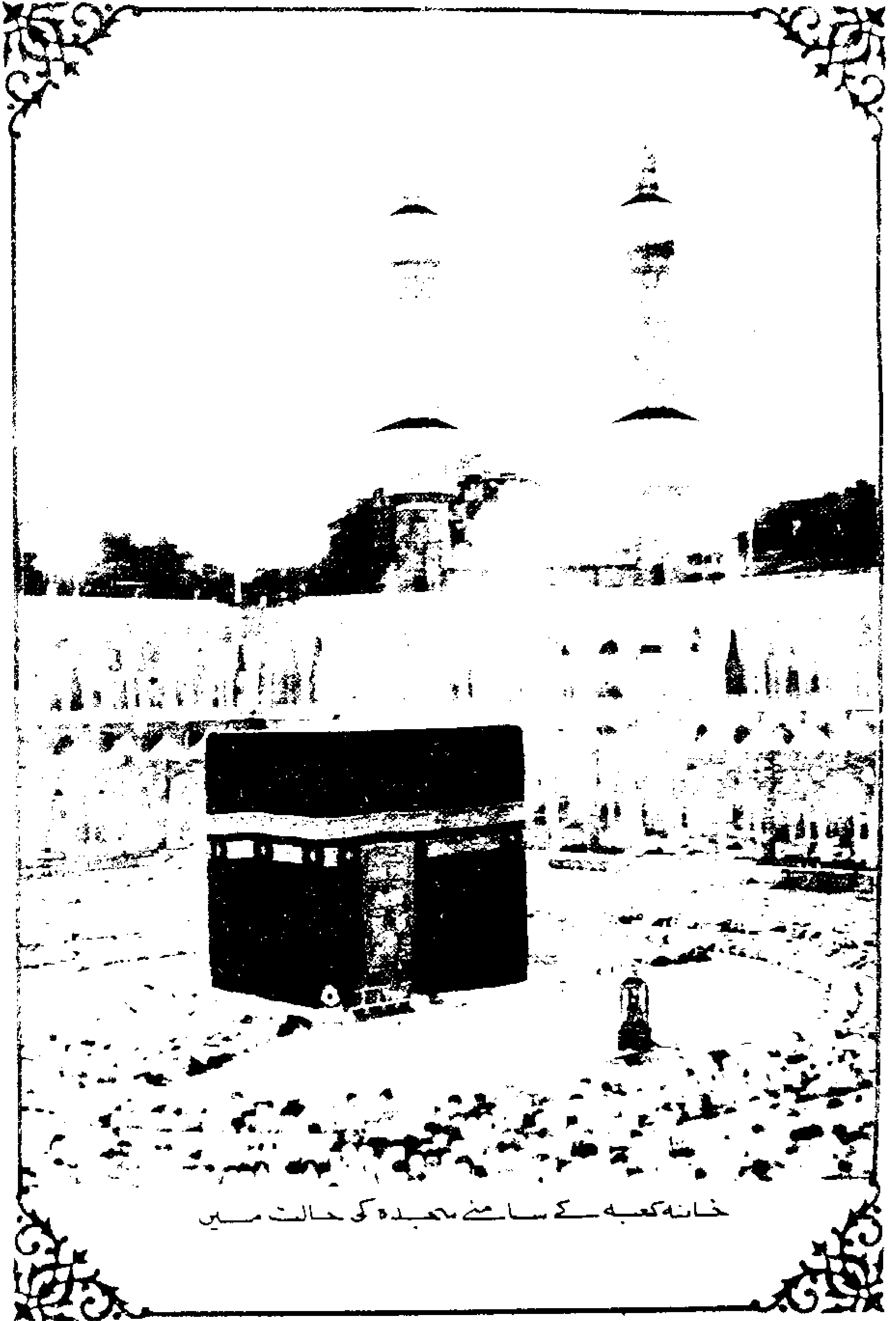
کعبہ میں داخلہ گناہوں کی پاکیزگی ہے

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ من دخل البیت فصلی فیہ دخل فی الحسنات وخرج من السیئات۔ شفاء ص۸۰ ج ۱) جو بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہوا وہ نیکیوں میں داخل ہوا اور گناہوں سے نکل گیا۔ سیدنا حسن بصری فرماتے ہیں وہ خدا کی رحمتوں میں داخل ہوا وہ خدا کی امان میں داخل ہوا۔

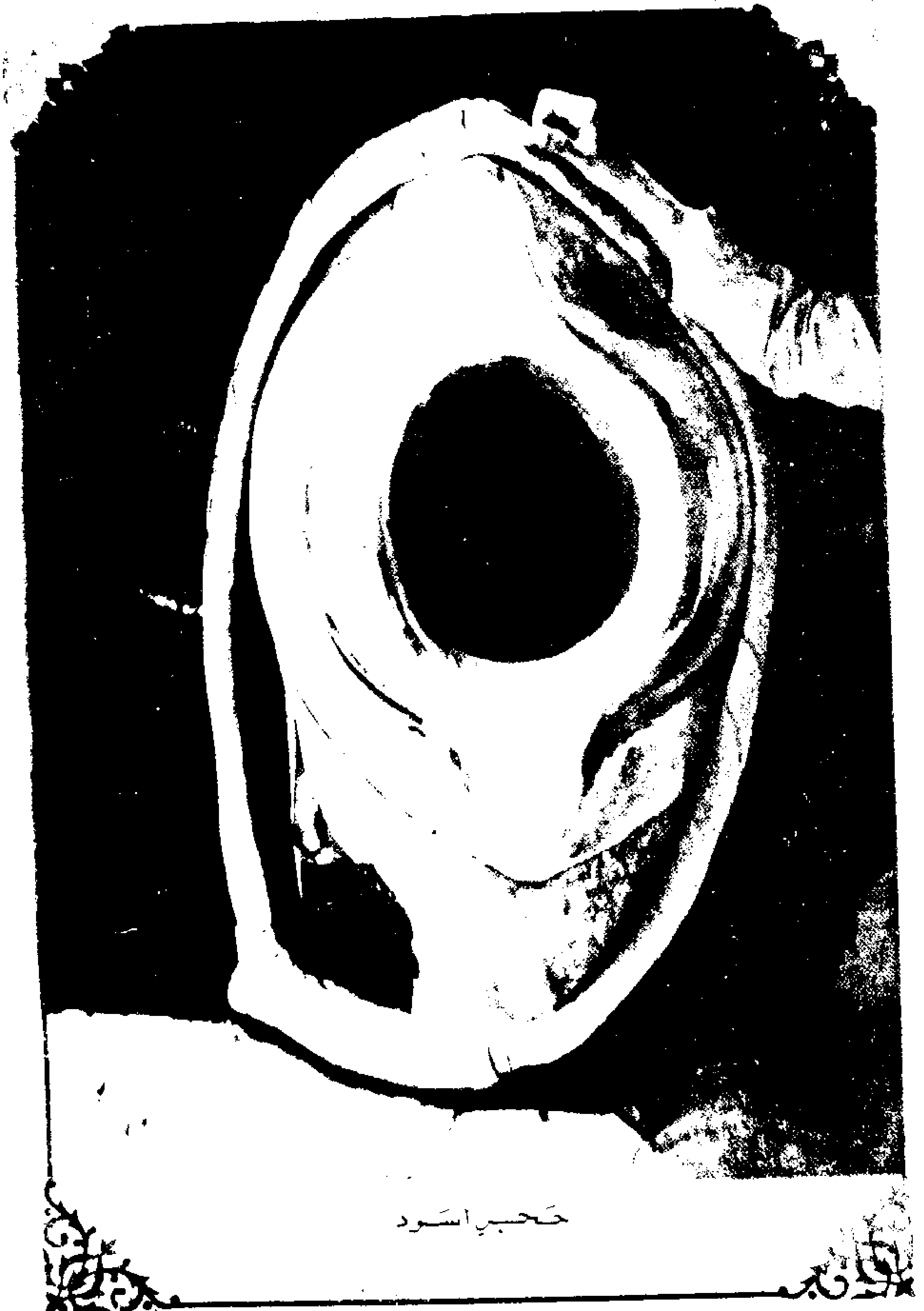
وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

کعبہ آدم علیہ السلام سے ۲ ہزار برس قبل

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام حج کیلئے



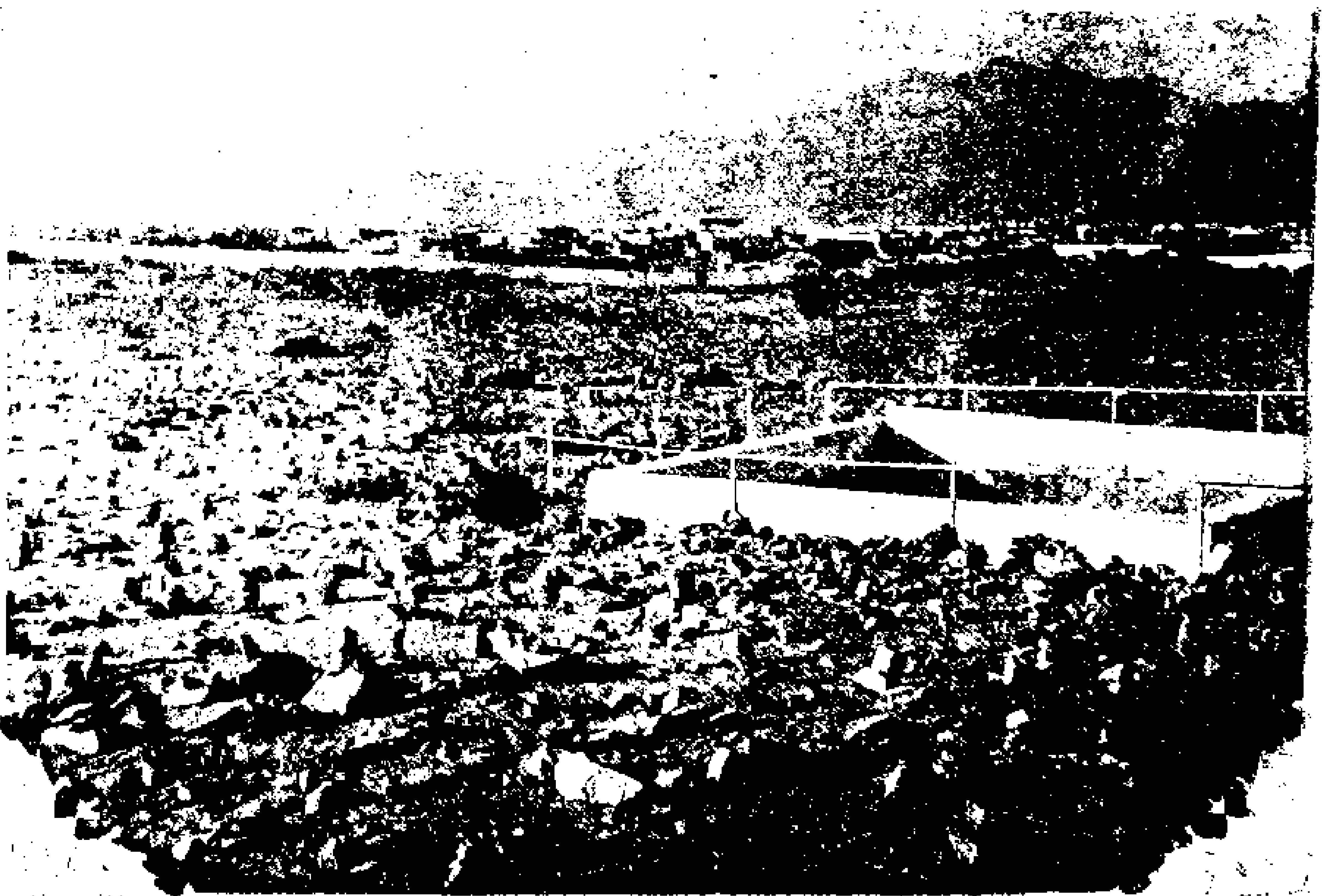
خانہ کعبہ کے سامنے سجدہ کی حالت میں

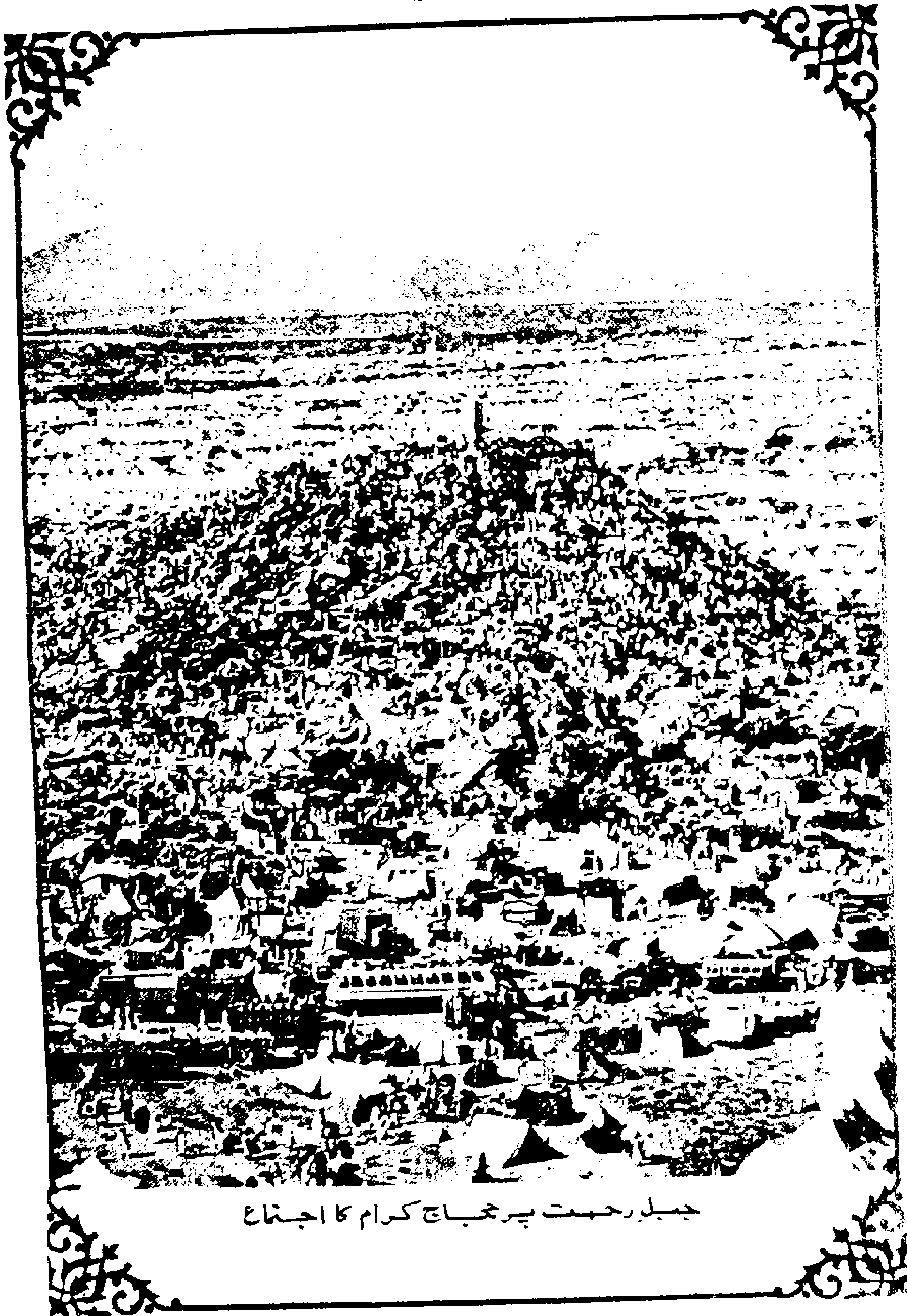


حجرِ اسود

سیدہ کی بستی

چار دیواری میں شہدأ احدؓ مدفون ہیں





جبلِ رحمت پر حجاج کرام کا اجتماع

آئے تو فرشتوں نے آپ کا شاندار استقبال کیا اور عرض کی اے آدم ہم دو ہزار سال سے اس گھر کا طواف کر رہے ہیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے پوچھا طواف میں کونسی دعا پڑھتے ہو تو فرشتوں نے عرض کی۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر چنانچہ آپ نے بھی یہی دعا پڑھی اخبار مکہ ص۴۵، تاریخ مکہ ص ۱۷، ج ۱۔ شفاء ص۱۸۲ ج ۱۔ کتاب الاعلام ص۳۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

زیارت کعبہ سے گناہ جھڑتے ہیں

ایمان وایقان کی نگاہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنے سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے موسم خزاں میں درختوں کے پتے گر جاتے ہیں۔

کعبہ شریف کی زیارت سے ایک سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔

کعبہ شریف کی زیارت گناہوں سے ایسے پاک کر دیتی ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

کعبہ شریف کی زیارت قیامت میں امن کی ضمانت ہے۔

خدا اور مصطفیٰ کی خوشنودی کے لیے کعبہ شریف کی زیارت سے حج اور عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔

(القریٰ ص۳۰۵۔ جامع اللطیف ص۵۵۔ تاریخ مکہ ص۱۴، ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

کعبہ کی زیارت روزی میں برکت

صاحب اخبار مکہ علامہ ازرقی نے نقل فرمایا ہے۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے

ملتزم شریف کے پاس کھڑے ہو کر دعا فرمائی جس میں اپنی کمزوری عجز اور ایمان کے بارہ میں عرض کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے وحی فرمائی۔ آدم تو نے ایسی دعا کی ہے جسے مسترد کرنا میری رحمت سے بعید ہے۔ میں تیری اولاد کی یہی دعا قبول کروں گا دعا کرنے والے کے مال میں برکت دوں گا اس کی روزی میں وسعت بخشوں گا اس کے دل کو فقر سے پاک کردں گا اُسے غنی کروں گا۔ دعا یہ ہے اللھم انك تعلم سری وعلانیتی فاقبل معذرتی و تعلم ما فی نفسی وما عندی فاغفر لی ذنوبی و تعلم حاجتی فاعطنی سؤلی اللھم انی اسئلك ایمانا یباشر قلبی و یقینا صادقاً حتی اعلم انہ لا یصیبنی الا ما کتبت لی والرضا بما قضیت علیّ۔ (تاریخ مکہ ص۱۶)

وَصَلَّی اللہ و تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

جنّت کا خیمہ

وہب بن منبہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو مکہ مکرمہ کی جانب چلنے کا حکم دیا۔ آپ جہاں قدم رکھتے سبزہ پیدا ہو جاتا۔ زمین پر پہنچ کر آدم علیہ السلام زار و قطار روتے تھے۔ فرشتے شریک غم بنے۔ اللہ تعالیٰ نے سکون آدم علیہ السلام کے لیے جنت سے خیمہ بھیجا جسے عین کعبہ کی جگہ پر نصب کیا گیا جو آدم علیہ السلام کے سکون کا سبب بنا۔ (اخبار مکہ ازرقی ص۳۶ ج ۱)

کعبہ شریف کے تعمیری و اصلاحی مراحل

پہلا مرحلہ: سیّدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ۲ ہزار سال پہلے فرشتوں نے تعمیر کیا۔

سب سے پہلے طواف فرشتوں نے کیا

صاحب اخبار مکہ علامہ ازرقی فرماتے ہیں۔ سیّدنا زین العابدین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا طواف بیت اللہ شریف کا آغاز کیسے ہوا تو آپ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم علیہ السلام کا ارادہ فرمایا اور فرشتوں سے اس کا ذکر کیا تو فرشتوں نے کہا یا اللہ ہم زیادہ حق دار ہیں۔ بارگاہ قدس سے جواب ملا انی اعلم ما لا تعلمون۔ میں وہ کچھ جانتا ہوں جس کا تمہیں علم نہیں ملائکہ نے محسوس کیا کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا ہے تین ساعات تک عرش کا طواف کیا اور عجز و انکساری میں مصروف رہے پھر ان پر نظر رحمت فرمائی اور انہیں بیت المعمور کے طواف کا حکم دیا پھر فرشتوں سے فرمایا

گھر بناؤ جس طرح فرشتے بیت معمور کا طواف کرتے ہیں اسی طرح زمین پر میرے بندے بھی اس گھر کا طواف کریں۔ (تاریخ مکہ ص۲۸ شفاء الغرام ص۹۱، ج ۱)

دوسرا مرحلہ: حضور سیدنا آدم علیہ السّلام نے تعمیر فرمائی۔ (شفاء ص۹۱ ج ۱)

تیسرا مرحلہ: سیدنا شیث علیہ السّلام نے تعمیر فرمائی۔ (شفاء)

چوتھا مرحلہ: سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہ السّلام نے تعمیر فرمائی (شفاء)

پانچواں مرحلہ: قوم عمالقہ نے تعمیر فرمائی

چھٹا مرحلہ: قبیلہ جرہم نے حصہ لیا

ساتواں مرحلہ: قصی بن کلاب نے تعمیر کی

آٹھواں مرحلہ: قریش مکہ نے مشترکہ طور پر تعمیر کی۔ ولید بن مغیرہ کو ناظم تعمیرات مقرر کیا۔ حلال مال خرچ کرنے کا اہتمام کیا گیا۔

نواں مرحلہ: سیدنا ابن زبیر نے تعمیر کی ہے یہ ۶۴ھ کا واقعہ ہے جب یزیدی

فوج نے کعبہ شریف پر حملہ کیا آگ برسائی جس سے کعبۃ اللہ کا غلاف جل گیا۔ دیواروں کو نقصان پہنچا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر نے کعبہ شریف کو شہید کر کے از سر نو تعمیر کیا۔ حطیم کا حصہ بیت اللہ شریف میں شامل کیا۔ دوسرا دروازہ پہلے کے مقابلہ میں سیدھا بنایا تاکہ لوگوں کو آمد و رفت میں سہولت رہے۔ یہ تعمیر جمادی الثانی ۶۴ھ میں شروع ہوئی۔ رجب ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں مکمل ہوئی۔ اس تکمیل کی خوشی میں سیدنا عبداللہ بن زبیر نے بڑے پیمانے پر ضیافت کی اور ایک سو اونٹ ذبح کیا گیا۔

دسواں مرحلہ حجاج بن یوسف کے ہاتھوں تعمیر ہوئی۔

گیارھواں مرحلہ: عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج نے پھر کعبہ شریف کو پہلی حالت میں کر دیا۔ سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہارون الرشید نے چاہا کہ بیت اللہ شریف کو پھر ایک مرتبہ عبداللہ بن زبیر والی طرز پر تعمیر کر دیا جائے مگر امام مالک نے شدت سے منع فرمایا کہ آنے والے حکمران اپنی شہرت کے لیے توڑ پھوڑ کرتے رہیں گے جو عظمتِ کعبہ کے منافی ہے۔

بارھواں مرحلہ: ۱۰۸۴ھ میں بعض مقامات سے چھت خراب ہو گئی۔ پانی ٹپکنے لگا لکڑیاں بوسیدہ ہو گئیں تو اس صورت حال کی اصلاح کی گئی۔

تیرہواں مرحلہ: ۱۲۳۸ھ میں امیر سوودن المحمدی نے چھت کو بدلا اور چاروں طرف چونے کی تہ جما دی۔

چودھواں مرحلہ: ۱۲۴۳ھ میں پیش آیا جب ملک اشرف برسپائی کے حکم سے اسی امیر المحمدی نے چھت کو چونہ گچ کیا۔ چھت کے سنگ مرمر کی مرمت

کی چاروں روشندان نکال دیے۔

پندرہواں مرحلہ: ۸۴۰ھ میں کعبہ انور کی غربی دیوار میں مرمت لگائی گئی۔

سولہواں مرحلہ: ۹۳۱ھ میں والی مصر ابراہیم پاشا کے حکم امیر جدہ کی نگرانی میں چھت بدلی گئی یا لکڑی کے پھٹوں کو لوہے کی پتریوں سے مضبوط کیا گیا۔

سترھواں مرحلہ: ۹۵۹ھ میں پھر ایک مرتبہ مرمت کی ضرورت محسوس ہوئی تو سلطان سلیمان خاں نے یہ کام سرانجام دیا۔

اٹھارھواں مرحلہ: ۱۰۲۰ھ میں سلطان احمد خاں نے کعبہ شریف کے چاروں طرف طوق بنوایا کہ دیواریں مضبوط رہیں۔

انیسواں مرحلہ: ۱۰۴۵ھ میں امیر مکہ کے مطالبہ پر خلیفہ کی طرف سے ایک معمار مرمت کے لیے بھیجا گیا اور چھت پر سنگِ مرمر لگایا۔

بیسواں مرحلہ: ۱۰۷۳ھ میں چھت کی ایک لکڑی ٹوٹ گئی تو سلیمان بیک گورنر جدہ نے اپنی نگرانی میں یہ کام کرایا بوسیدہ چھت بدل دی گئی۔

اکیسواں مرحلہ: ۱۰۹۹ھ میں رضوان معمار نے جدہ سے لکڑی کے بڑے بڑے تختے منگوائے اور فریم بنا کر کعبہ شریف کی منڈیر کے ساتھ نصب کرائے کہ غلافِ کعبہ باندھنے میں مضبوطی رہے۔

بائیسواں مرحلہ: ۱۱۰۶ھ سے ۱۱۰۹ھ تک چھت کی لکڑیاں بدل دی گئیں سیڑھی بنائی گئی یہ سیڑھی ساگوان کی لکڑی اور سنگ مرمر کی سلوں سے تیار ہوئی۔

تیئسواں مرحلہ: ۱۱۹۵ھ میں چھت پر نیا سنگ مرمر لگوایا گیا بعض دروازوں کی میں مرمت کی گئی۔

چوبیسواں مرحلہ: ۱۲۱۶ھ میں بعض مقامات سے چھت خراب ہوجانے پر

مرمت کی گئی۔ چونا، سیمنٹ اور انڈوں کی سفیدی سے پلستر تیار کر کے مرتیں لگا دی گئیں۔

پچیسواں مرحلہ: ۱۳۷۷ھ میں سعودی حکمران سعود بن عبدالعزیز نے چھتیں تبدیل کروائیں۔ نورکنی کمیٹی کی نگرانی میں یہ کام مکمل ہوا تکمیل کے بعد شاہ فیصل نے معائنہ کیا سرخ اینٹوں کا فرش لگوایا۔

نوٹ: اس عنوان پر مزید معلومات کے لیے اشفاء الغرام صـ۹۱ ج ۱، العقد الثمین صـ۲۴ ج ۱، کتاب الاعلام صـ۴۹ تا ۵۶۔

وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ و صحبہٖ وسلم

طوافِ کعبہ

بیت اللہ شریف کا طواف بہترین عبادت ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کعبہ شریف کے سات چکر لگائے۔ آنکھ کی حفاظت کی بات کم کی، ذکر اللہ میں مصروف رہا۔ حجر اسود کو بوسہ دیا اور کسی کو تنگ نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہر قدم پر ستر ہزار نیکی لکھ دیتا ہے وہ شخص قیامت کے دن ستر ہزار کی سفارش کر سکے گا (اگرچہ اس حدیث شریف کو بعض حضرات نے ضعیف کہا مگر فضائل میں معتبر ہے۔) شفاء الغرام صـ۲۰ ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

طواف محبوب ترین عمل ہے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کان احب الاعمال الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قدم مکۃ الطواف بالبیت۔ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم جب بھی مکہ مکرمہ تشریف لاتے آپ کا محبوب ترین عمل بیت اللہ شریف کا طواف تھا نیز سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے حضور سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو بیت اللہ شریف کا طواف کرتا ہے۔ (شفاء ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

پہلا انسان اور پہلا گھر

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص سے روایت ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو آدم علیہ السلام کی طرف بھیجا اور حکم دیا کہ میرے لیے گھر تیار کرو۔ جبرئیل علیہ السلام نے خط کھینچ کر حدود قائم کیں۔ آدم علیہ السلام مٹی کھودتے تھے حضرت حوا مٹی اٹھاتی تھیں پھر آواز دی گئی آدم بس کرو کافی ہے تو پہلا انسان ہے یہ پہلا گھر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

دورِ جاہلیت میں بھی کعبہ محترم رہا

اگرچہ دورِ جاہلیت میں بے شمار ناپسندیدہ اعمال تھے مگر بیت اللہ شریف کے بارے میں پھر بھی عمدہ جذبات رکھتے تھے۔ قریش کہا کرتے تھے اکرموا زوّار بیتہ یا توکم لوگو خدا کے زائرین کا احترام کیا کرو وہ دور دراز سے سفر کر کے تمہارے ہاں پہنچتے ہیں۔ (اخبارِ مکہ)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

جبرئیل علیہ السلام اور زیارت کعبہ شریف

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دن جبرئیل علیہ السلام دربار

رسالت میں حاضر ہوئے ان پر سُرخ رنگ کی پٹی تھی ۔ گرد و غبار پڑا ہوا تھا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبریل یہ گرد و غبار کیسا ہے ۔ عرض کی حضور زیارت کعبہ شریف کے لیے حاضری دی تھی ۔ فرشتوں کی بے پناہ بھیڑ کی وجہ سے ان کے پیروں سے رکھا ہوا گرد و غبار جم گیا ہے ۔ (اخبار مکہ ص۳۵ ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ملائکہ بھی احرام باندھتے ہیں

جیسے مؤمن پر لازم ہے کہ وہ جس سمت سے بھی حرم مکہ میں داخل ہو ۔ احرام باندھے داخل ہو یہ کعبہ شریف کی عظمت سے ہے ۔ کوئی آفاقی بغیر اس ضابطہ احرام کے داخل نہیں ہو سکتا ۔ سیدنا عثمان بن یسار فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کسی فرشتے کو زمین پر بھیجتا ہے تو وہ احرام باندھے تلبیہ کرتا ہوا حاضر ہوتا ہے ۔ (اخبار مکہ ازرقی ص۳۵ ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

کشتی نوحؑ نے طواف کیا

سیدنا عکرمہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں نوح علیہ السلام کی کشتی میں ۸۰ آدمی سوار تھے اور وہ ایک سو پچاس دن تک کشتی میں سوار رہے ۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے کشتی کو مکہ مکرمہ کی طرف متوجہ کر دیا اور پھر چالیس دن تک بیت اللہ شریف کے گرد گھومتی رہی پھر جودی پہاڑ کی طرف متوجہ کر دی ۔ (اخبار مکہ ص۵۲ ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

حجر اسود : کعبہ شریف کے ایک کونہ میں حجرِ اسود شریف نصب ہے ۔ اسی کونے

سے ہی طواف شروع ہوتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چوما ہے فاروق اعظم نے فرمایا۔ اے حجر اسود میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نفع و نقصان کا مالک نہیں اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی نہ چومتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حجر اسود جنت سے اتارا گیا۔ دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ انسانوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کر دیا۔ یہ آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی اتارا گیا آدم علیہ السلام حجر اسود سے مانوس تھے۔ (شفاء ص۱۹۱ ج ۱، العقد الثمین ص۶۷)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

حجر اسود دستِ قدرت ہے

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حجر اسود اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا دستِ قدرت ہے جس کے ساتھ اپنی مخلوق سے مصافحہ فرمایا ہے۔ مسلمان اس کے پاس جو بھی سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ نواز دیتا ہے۔ (شفاء ص۱۹۳)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

حجر اسود کی کعبہ سے علیحدگی

حرم کعبہ میں قرامطہ کی خونریز تباہی میں یہ واقعہ بھی پیش آیا۔ ابو طاہر قرامطی نے ابو حلاج سے کہا کہ وہ حجر اسود کو دیوار کعبہ سے نکال دے چنانچہ اس نے ۳۱۷ھ ۱۴ ذی الحجہ کو پتھر نکالا اور مقام ہجر لے گیا۔ ۲۲ سال تک یہ مبارک پتھر وہاں رہا فاطمی خلیفہ منصور بن قاسم نے اسے لکھا کہ پتھر واپس کر دے مگر وہ نہ مانا پھر ۵۰ ہزار کی رقم کی پیشکش کی مگر نہ مانا ابو طاہر بیمار ہوا جسم خراب ہو گیا۔ کیڑے پڑ گئے۔ اس کی موت پر یہ گروہ ناکام ہو گیا تو ۳۳۹ھ میں حسین کرامطی اس پتھر کو واپس لایا اور امیرِ مکہ

ابو جعفر کو پیش کیا۔ حسن بن مرزدق نے اس پتھر کو اس کی جگہ پر لگا دیا۔ (علم الاعلام مطبوعہ مصر ص۱۰۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

حجرِ اسود کی خصوصیتیں

● پانی میں ڈالا جائے تو ڈوبے گا نہیں ● آگ میں ڈالا جائے تو گرم نہیں ہوگا ● اس کا مس کرنا گناہوں کو مٹاتا ہے ● اعلانِ نبوت سے پہلے بھی یہ پتھر حضور کو سلام کہتا تھا ● اس پتھر کو پھر ایک مرتبہ اپنی اصلی شکل پر کر دیا جائے گا ● قیامت کے دن اس کا حجم جبل ابی قبیس جتنا ہوگا۔ (جامع اللطیف خواص الحجر ص۳۷)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

حجرِ اسود قیامت کو گواہی دے گا

دارمی نے سیدنا ابن عباس سے نقل کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حجرِ اسود کو اٹھائے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے دیکھے گا۔ زبان ہوگی جس سے بولے گا اور اپنے استلام کرنے والے کے حق میں گواہی دے گا۔ (شفاء ص۱۰ ج۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

کعبہ میں نشاناتِ قدرت

کعبہ انور کا صدیوں سے جوں کا توں چلے آنا۔ حوادثِ زمانہ کا ختم کرنے میں ناکام رہنا نشانات میں سے ہے۔

پرندوں کا دیوار کعبہ پر نہ بیٹھنا اور احترام کعبہ کو ملحوظ رکھنا بھی عجائبات میں سے ہے۔

- اگر کوئی جانور دیوار کعبہ پر بیٹھتا ہے تو وہ اپنے جسم کو دیوارِ پاک سے مس کر کے بیماری سے شفاء کی غرض سے بیٹھتا ہے جیسا صاحب شفاء الغرام نے تفصیل سے لکھا ہے۔
- شروع سے آج تک اہلِ مکہ میں یہ بات متعارف رہی ہے اگر کوئی بچہ بات کرنے میں دقت محسوس کرتا ہے یا عمر بڑھ رہی ہے بولنا نہیں سیکھ سکا تو وہ اس کو خانہ کعبہ کے کنجی بردار کے پاس لے جاتے اور کنجی بردار خانہ کعبہ کی کنجی اس کے منہ میں رکھ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہ بچہ بہت جلد بولنے لگ جاتا۔
- کسی نئی مشکل کے پڑنے پر اہلِ مکہ کعبہ شریف کے اندر داخل ہو کر دعا مانگتے۔ جس قدر بھی لوگ داخل ہو جاتے یہ جگہ کافی ثابت ہوتی اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس مصیبت کو ٹال دیتا
- شروع سے آج تک کسی وقت بھی مطاف طواف کرنے والوں سے خالی نہیں رہا اگر کسی وقت انسان طواف نہیں کر رہے ہے تو فرشتے اور جن مصروف طواف ہوتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

کعبۃ اللہ کی مرکزیت

اگرچہ کعبہ شریف دعوتِ حنیفی کا مرکز رہا تاہم اس کی مرکزیت ہمیشہ مسلم رہی ہے دنیا نے ہمیشہ اسے بین الاقوامی مرکز قرار دیا ہے اور ہمیشہ تعظیم و تکریم کی ہے۔ کعبۃ اللہ کے لیے اقوام نے ہدایا و تحائف بھیجے اور اس کے ادب و احترام کو فخر سمجھا۔ علامہ ابنِ خلدون اپنی کتاب کے مقدمہ میں بڑی تفصیل سے ان حکومتوں کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے قدیم زمانہ میں کعبۃ اللہ کو مرکز مانا اور اس کی مرکزیت پر فخر کیا۔ علامہ ابن فضل اللہ عمری نے مسالک الابصار میں وضاحت کی ہے جہاں بیت اللہ شریف کی عظمت و احترام کا ذکر ہے

وہاں یہ بھی ملتا ہے کہ اس مقدس گھر کے خلاف کئی بغاوتیں بھی ہوئیں جو بالآخر ناکام ہوگئیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

کعبہ شریف کے خلاف پہلی بغاوت

کعبۂ اطہر کی مرکزیت کے خلاف پہلی ناکام تدبیر جو تاریخ میں ملتی ہے وہ تبع اول حمیری کی ہے یہ یمن کا بادشاہ تھا بنی لحیان کے قبیلے ہذیل کے افراد نے اسے بہکایا کہ کعبہ گرا دے اور اس کی جگہ ایک گھر تیار کرے تاکہ حجاج کرام تیری طرف متوجہ ہوجائیں۔ ان کی اس تحریک پر تبع نے کعبہ شریف کو گرانے اور نیا مکان بنانے کا ارادہ کرلیا۔ اس ارادہ کے ساتھ ہی اچانک اس پر اور اس کے لشکر پر اندھیرا چھا گیا سخت آندھی نے آگھیرا۔ علماء یہود و نصاریٰ کو اکٹھا کیا۔ اس ناگہانی آفت کے بارہ میں پوچھا۔ علماء نے کہا کہیں تو نے بیت اللہ شریف کے خلاف کوئی منصوبہ تو نہیں بنایا تبع نے کہا مجھے ہذلیوں نے کہا ہے کہ کعبہ گرا دوں اور نیا گھر تعمیر کروں۔ علماء نے کہا قبیلہ ہذل کے لوگ تیری ہلاکت چاہتے ہیں۔ اس مصیبت سے بچ نکلنے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ کعبہ کے خلاف ایسے ارادہ کو ختم کرو۔ اور کعبہ انور کی عظمت کو ملحوظ رکھو، کعبہ کو غلاف پہناؤ۔ وہاں قربانی دو۔ کعبہ والوں سے حسن سلوک کرو۔ علماء کے اس مشورہ پر تبع نے نیت بدل لی تو ساتھ ہی حالات بدل گئے۔ اندھیرا ختم ہوگیا۔ آندھی رک گئی۔ چنانچہ تبع کئی دنوں تک روزانہ ایک سو جانور ذبح کرتا رہا اور اس نے غلاف بھی پہنایا۔

◆ جعفر بن محمد نے اس واقعہ تبع کو اس طرح بیان کیا ہے کہ تبع نے جب کعبۃ اللہ گرانے کا ارادہ کیا۔ رات امن سے سویا صبح اٹھا تو آنکھیں رخساروں پر لٹکی ہوئی تھیں

علمار سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کعبہ شریف کے ساتھ برے ارادہ سے توبہ کرو۔ توبہ کرنے پر صحت یاب ہوگیا اور کعبہ شریف کو غلاف پہنایا۔ (الاخبار بالبلد الحرام صـ۱۸۷ ج ۱ ، کتاب الاعلام صـ۶۹ تاریخ مکہ صـ۱۶۷ ، ج ۱)

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے غلاف پہنایا۔ پھر خلفاء راشدین نے یہ کام کیا۔ خلفاء عباسی نے سعادت حاصل کی۔ سلاطین ترک نے شرف حاصل کیا۔
(العقد الثمین صـ۱۷۵ ، ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

دوسری بغاوت

تبع اول کی ناکامی ونامرادی کے بعد تبع ثانی نے اپنے پیشرو تبع اول کے مشن کو کامیاب کرنے کی کوشش کی تو اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے بنو خزاعہ کو مقابلہ کی قوت بخشی اور تبع ثانی بھی ناکام ہو گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

تیسری بغاوت

تبع ثانی کی ناکامی کے بعد تبع ثالث کو کعبہ انور گرانے کا جنون پیدا ہوا اور بنو خزاعہ سے اپنے پیشرو کا بدلہ لینا چاہا مگر بنو خزاعہ نے بھرپور طاقت سے دفاع کیا اور یہ بری طرح پسپا ہوا۔ (الاخبار بالبلد الحرام صـ۱۸۰ ج ۱) وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

چوتھی بغاوت

ابی القاسم زمخشری نے لکھا ہے ابرہہ بن الصباح الاشرم یمن کے بادشاہ نے

کعبہ پر چڑھائی کی اور اس کی مرکزیت کو نقصان پہنچانا چاہا۔ مگر وادی محسر میں چھوٹی چھوٹی چڑیوں سے مار کھائی اور ذلیل ہوگیا۔ ابرہ کو عظمتِ کعبہ سے دکھ پہنچا اور چاہا کہ یمن میں ایک خوبصورت مکان بنا دے تاکہ لوگ کعبہ کی بجائے یمن آئیں چنانچہ مقام صنعا میں ایک خوبصورت گرجا تعمیر کرایا۔ یہ خبر مشہور ہونے پر کنانہ کے ایک شخص نے اس گرجا میں گندگی پھیلا دی یا کسی نے آگ لگا دی جس سے گرجا جل گیا گرجا جلنے کے ساتھ ابرہ بھی جل بھن گیا اور فیصلہ کیا کہ کعبہ گرا کر ہی دم لے گا چنانچہ مست ہاتھیوں کے ساتھ حرم مکہ پہنچا لشکر کے ساتھ ۱۳ یا ۱۸ یا ایک ہزار ہاتھی تھے جن کا سربراہ ہاتھی "محمود" تھا۔ جناب عبدالمطلب نے کوشش کی کہ ارادہ بدل لے مگر وہ نہ مانا۔

(الاخبار بالبلاد الحرام ص۱۴۹ ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ابرہ کی آمد اور عبدالمطلب کا اعلان

ابرہ کی آمد کی خبر مشہور ہوتے ہی حرم مکہ میں کہرام مچ گیا۔ جناب عبدالمطلب نے قریش مکہ کو جمع کیا اور فرمایا "گھبراؤ نہیں کعبہ کو مٹایا نہیں جا سکتا" ابرہ نے آتے ہی قریش کے اونٹوں پر قبضہ کر لیا جن میں ۲۰۰ اونٹ جناب عبدالمطلب کے بھی تھے آپ ابرہ کے ہاں گئے ابرہ ہیبت زدہ ہو کر پوچھتا ہے کیسے آنا ہوا فرمایا تیرے سپاہیوں نے میرے اونٹوں پر قبضہ کر لیا ہے وہ لینے آیا ہوں۔ ابرہ نے کہا حیرت ہے اونٹوں کی بات کر رہے ہو اور کعبہ کا ذکر تک نہیں جو تمہارا مرکز ہے۔ جناب عبدالمطلب نے فرمایا انا رب الابل و للبیت رب، میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لیے میں نے اونٹوں کا مطالبہ کیا ہے کعبہ کا مالک خدا ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا۔ ابرہ نے اونٹ واپس کر دیے جناب عبدالمطلب نے اونٹ لیے اور واپس آکر کعبہ کی

نذر کر دیے۔ پھر چند آدمیوں کو لے کر کعبہ شریف میں آئے اور یہ دعا فرمائی۔

عبدالمطلب کی دُعا

۱۔ اللهم ان المرء يمنع رحله فامنع رحالك

ترجمہ اے رب پاک بندہ اپنی جگہ کی حفاظت کرتا ہے تو اپنے گھر کی حفاظت فرما۔

وانصر على آل الصليب وعابديه اليوم لك

نصاریٰ کے مقابلہ میں اپنے نام لیواؤں کی مدد فرما۔

لا يغلبن صليبهم ومحالهم ابداً محالك

ان کی صلیب پرستی تیری تدبیروں پہ غالب نہیں ہو سکتی

جروا جميع بلادهم والفيل ليسبوا عيالك

ہاتھی اور بے تحاشا لشکر لے آئے ہیں تاکہ تیرے نام لیواؤں کو قیدی بنا لیں

عمدوا حماك بكيدهم جهلا وما رقبوا جلالك

جہالت کی بنا پر تیرے حرم کی بربادی چاہتے ہیں اور تیرے جلال کو ملحوظ نہیں رکھا

یارب لا ارجو لهم سواك یارب فامنع منهم حماك

اے اللہ تیرے بغیر ان کا مقابلہ مشکل ہے اے اللہ ان سے اپنے حرم کی حفاظت فرما

ان عدو البيت من عاداك امنعهم ان يخربوا قراك

اس گھر کا دشمن تیرا دشمن ہے ان کو روک وہ تیری بستی کو ویران نہ کریں

ضیاء القرآن ص۶۶۴ ج ۵، سیرۃ المصطفیٰ ص۳۶ ج ۱۔ اخبار مکہ ازرقی ص۱۳۶)

وصلى الله تعالى على حبيبه محمد وآله وصحبه وسلم

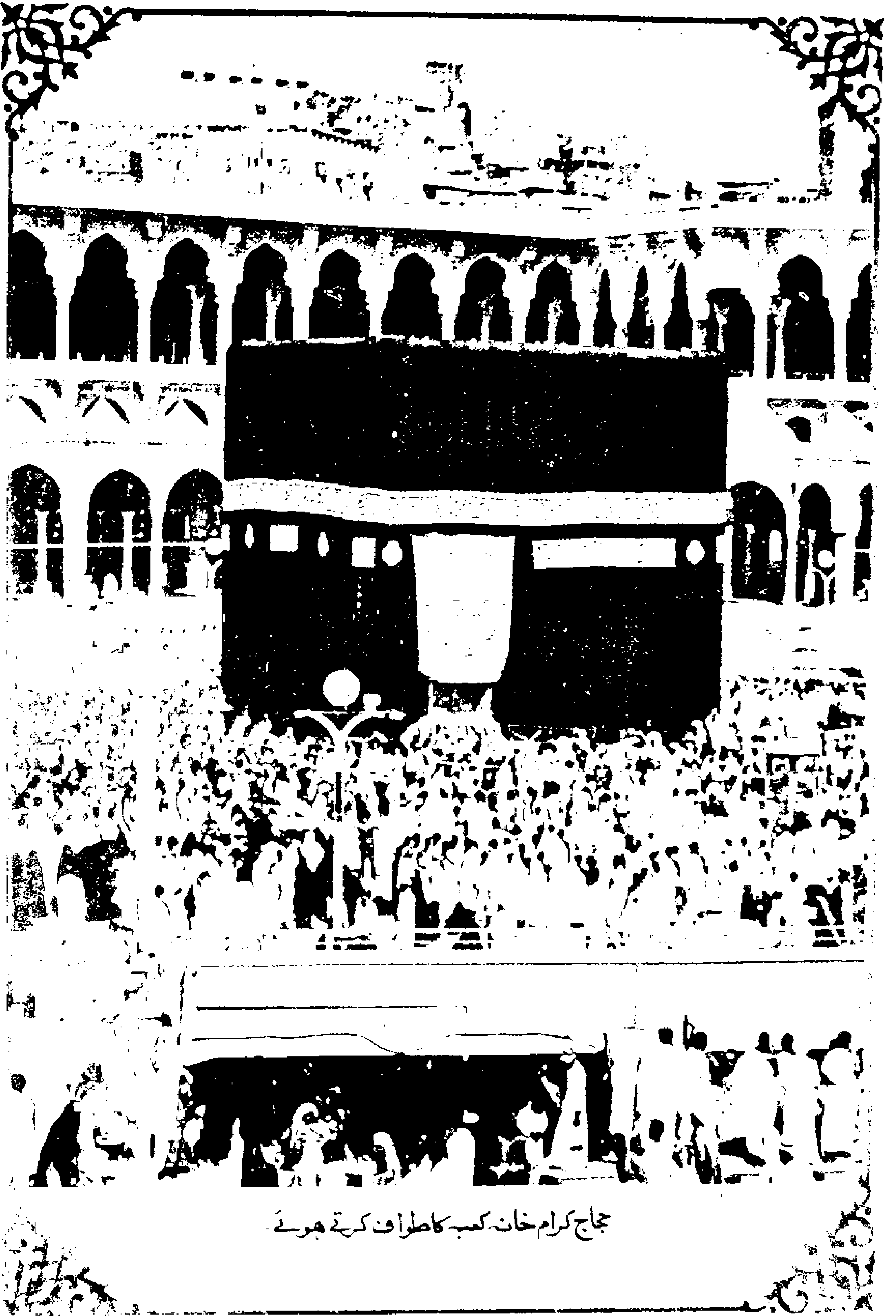
ابرہ کی ہلاکت: جناب عبدالمطلب یہ دعا کر کے اپنے ساتھیوں کو لے کر

پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ابرہ مکہ پر حملہ کرنے کے لیے بڑھا جب ہاتھیوں کو کعبہ کی جانب ہانکتا تو وہ بیٹھ جاتے کسی دوسری سمت چلاتا تو خوشی سے چل پڑتے (الاخبار بالبلاد الحرام صـ۸۹ ج ۱) اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے چھوٹی چھوٹی چڑیوں کے ذریعہ اس کی یلغار کو ناکام کیا۔ ان پرندوں کی چونچ اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جسے کنکری لگ جاتی ہلاک ہو جاتا اسی طرح یہ سارا لشکر تباہ ہو گیا۔ ابرہ کے جسم پر چیچک نمودار ہوئی جس سے سارا بدن گل سڑ گیا جسم سے لہو بہنے لگا۔ ایک ایک عضو کٹ کٹ کر ضائع ہوتا رہا سینہ پھٹا دل باہر نکل آیا اور وہ اس طرح ہلاک ہو گیا۔ العیاذ باللہ (زرقانی صـ۸۴ ج ۱)
اس واقعہ کو قرآن مقدس نے سورہ الفیل میں بیان فرمایا اور ابرہ کی ہلاکت کا ذکر کر کے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دلائی ہے کہ محبوب جس طرح کعبہ کی حفاظت کی گئی ہے تیری بھی حفاظت ہوگی کہ وہ کعبہ اجسام ہے اور تو کعبہ ارواح ہے وہ کعبہ قرآن ہے مصطفےٰ کعبہ ایمان ہے وہ سروں کا کعبہ ہے مصطفےٰ دلوں کا۔ باطل کا شور زیادہ ہوتا ہے عمر کم۔ کعبہ انور کے خلاف اس سازش کا ذکر علامہ ابن رسہ نے اپنی کتاب الاطلاق النفیسہ میں تفصیل سے کیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

پانچویں بغاوت

کعبۃ اللہ کی مرکزیت کے خلاف پانچویں سازش عباسی خلیفہ مقتدر باللہ کے زمانے میں ہوئی۔ ملحدین کا ایک گروہ اٹھا جو قرامطہ کے نام سے مشہور ہوا۔ انتہائی غلط عقائد کا حامل تھا یہ لوگ بظاہر مسلمان ہی کہلاتے تھے مگر مسلمانوں کا خون حلال جانتے تھے حضرت محمد حنفیہ ابن علی المرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا امام مانتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا ... گمراہ ہو گئے۔ ان کا



حجاج کرام خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے۔



▲ محلہ بنی ہاشم ۔ پرانے مکانات



▲ مولد الرسول

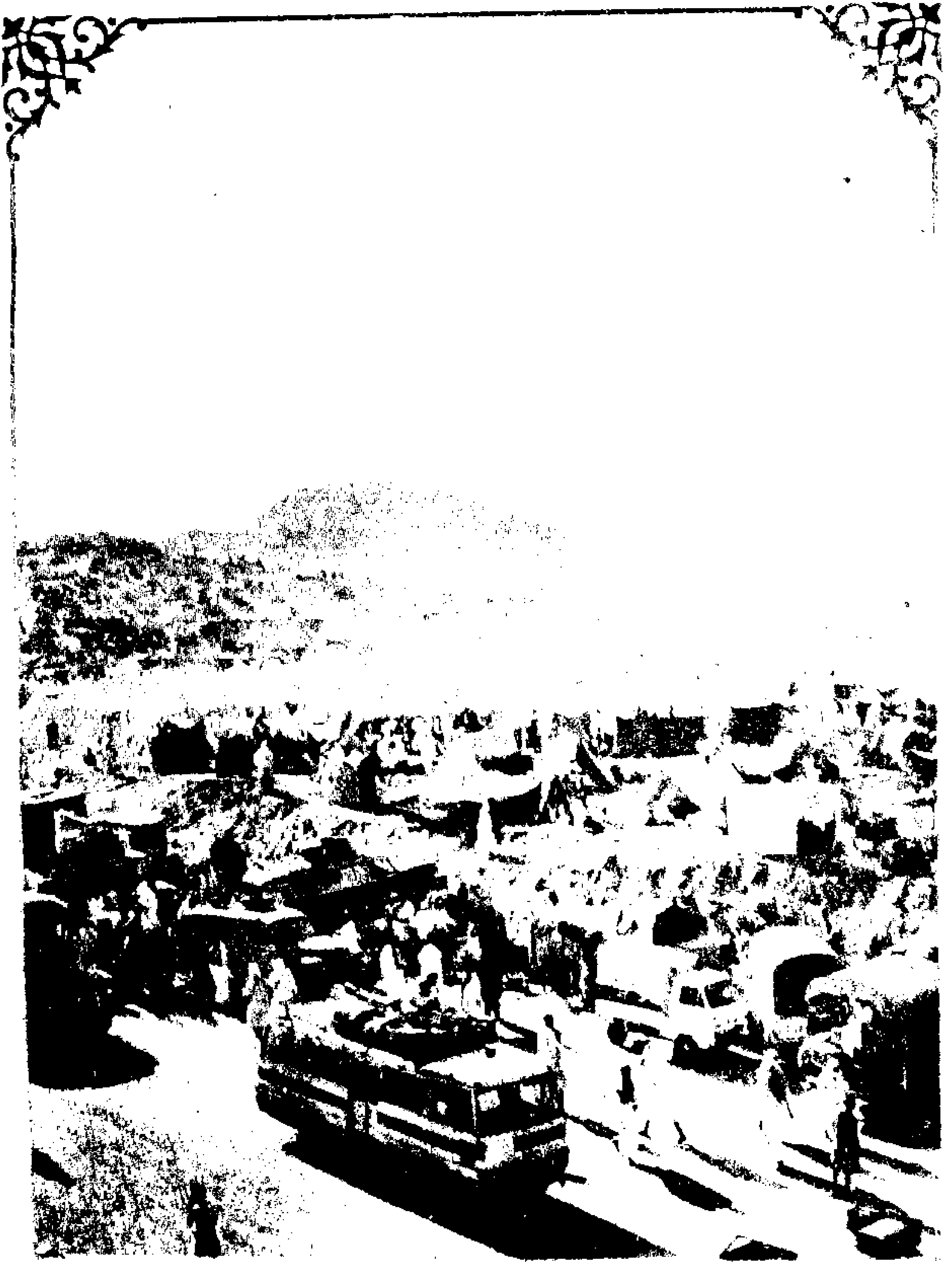
وہ جگہ جہاں شعب ابی طالبؓ تھی ▼



حضور پاکؐ کی جائے پیدائش

ابوقبیس کی پہاڑی پر مسجد بلالؓ





حجاج کرام میدان عرفات میں

قائد ابوطاہر قرامطی تھا۔ اس نے مرکزیت کعبہ کے خلاف مقام ہجر میں ایک گھر دار الہجرہ کے نام سے تیار کروایا کہ لوگ حج کے لیے بجائے کعبہ کے وہاں جائیں مگر ایسا نہ ہو سکا۔ حج کے راستے مسدود دیکھے بے شمار قتل و غارت کا ارتکاب کیا۔ ۳۱۷ھ کے آخر میں قرامطہ کی قوت بڑھ گئی۔ ۸ ذی الحجہ کو لوگ مصروفِ عبادت تھے کہ اچانک ابوطاہر قرامطی اپنے لشکر کے ساتھ حرم کعبہ میں حملہ آور ہوا۔ طواف، نماز میں مصروف، احرام میں ملبوس لوگوں کو تہ تیغ کیا۔ مسجد حرام شریف اور مکہ مکرمہ کی گلیوں میں ۳۰ ہزار سے زائد لوگوں کو شہید کیا۔ صرف مطاف کے اندر ایک ہزار سات سو حاجی شہید ہوئے۔

(علم الاعلام باعلام بیت اللہ الحرام ص۱۰۵)

ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق

جب ابوطاہر قرامطی کی سفاکی خونریزی حد سے بڑھ گئی تھی۔ عین اس وقت بھی کچھ لوگ سکونِ دامن سے مصروفِ عبادت تھے۔ شیخ الصوفیہ علی بن بویہ نے یہ سارا منظر دیکھ کر فرمایا تری المحبین صرعیٰ فی دیارھم ؛ اے کعبہ تو اپنے عشاق کو دیکھ رہا ہے کس طرح پچھاڑے ہوئے پڑے ہیں۔ علی بن بویہ شدید خونریزی کے دوران بھی اطمینان سے مصروف طواف رہے۔ ابوطاہر نے مستی میں یہ بھی کہا انا باللہ۔ و باللہ انا۔ یخلق الخلق و یفنیھم انا (معاذ اللہ) ترجمہ: میں اللہ ہوں اور اللہ ہی سے ہوں۔ میں وہ اللہ ہوں جو دنیا کو پیدا کرتا ہے اور مارتا ہے (معاذ اللہ) پھر بقیہ حجاج سے مخاطب ہو کر کہا تم کہتے ہو۔ من دخلہ کان امنا۔ جو بھی کعبہ میں داخل ہو گیا امن والا ہے بتاؤ اب امن کہاں ہے یہ سن کر علی بن بویہ نے یا کسی دوسرے مرد مومن نے ظالم قرامطی کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر اسے جھنجوڑا اور کہا تو ظالم ہے تو [illegible]

میں داخل ہوا سے امن دو،، چنانچہ قرامطی اس مردِ مومن کے جواب پر ہیبت زدہ ہو کر خاموشی سے الگ چلا گیا۔ اس خونریزی میں کام آنے والوں میں امیر مکہ ابن محارب، حافظ ابوالفضل محمد بن حسن، امام ابوسعید احمد بن حسین ابوبکر بن عبدالرحمٰن، شیخ الصوفیہ علی بن بویہ، شیخ محمد بن خالد بن زید بروعی نامی شامل تھے۔ اس ظالم گروہ نے قتل پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ لوٹ کھسوٹ کا بازار بھی گرم کیا۔ قاضی مکہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن نے بھاگ کر جان بچائی۔ اس خوفناک تباہی کے بعد بھی لوگ مسلسل حرم کعبہ کی حاضری دیتے رہے جو عظمتِ کعبہ کی زبردست دلیل ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ صحبہ و بارک وسلم

چھٹی بغاوت

یکم محرم الحرام ۱۴۰۰ھ ۲۰ نومبر ۱۹۷۹ء کی صبح کو یہ ہنگامہ اچانک نمودار ہوا اس دن اسلامی ممالک میں پندرھویں صدی ہجری کا جشن منایا جارہا ہے مجھے بھی اس ہنگامہ کو قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ جونہی امام کعبہ نے نمازِ صبح کا سلام پھیرا اچانک دروازے بند کر دیے گئے۔ باغیوں نے پہنے ہوئے توپ (لمبے کرتے) اتار دیے۔ یہ لوگ مسلح تھے اور اس ہنگامہ کرنے کے لیے کوشش کر رہے تھے چارپائیوں پر میت کی شکل میں اسلحہ اندر لے آئے تھے۔ ریوالوروں، سٹین گنوں، رائفلوں سے حجاج گھبرا گئے۔ ان کی تعداد سے ۲۰۰ کے لگ بھگ تھی ان کا سرغنہ لیڈر محمد بن عبداللہ قحطانی تھا یہ دیر تک مکہ یونیورسٹی اسلامی قانون کا مطالعہ کرتا رہا۔ اس کا دستِ راست جہیمان بن یوسف تھا اس کو حطیم کعبہ پر کھڑا کیا گیا۔ اس نے اعلان کیا میں مہدی ہوں میرے ہاتھ پر بیعت کر لو۔ حجاج میں سے جب کسی نے بھی اس کی بیعت نہ کی تو اس کے گروہ کے افراد ہی نے یہ سلسلہ شروع کر دیا تاکہ عوام پر اس

کا اثر ہوا اور وہ بھی بیعت کرلیں ۔ امام کعبہ نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے اپنا جبہ اتارا اور عام حاجیوں میں مل کر جان بچائی ۔ باغیوں نے حرم شریف کے میناروں پر قبضہ کر لیا ۔ مسلسل ۱۴ دن تک حرم انور میں انسانوں کی جماعتیں طواف نہ کر سکیں ۔ باغیوں کی یہ جماعت ۶۳ افراد پر مشتمل تھی جن میں سعودی عرب کے ۴۱ ، مصر کے ۱۰ ۔ جنوبی یمن ۳ ۔ کویت ۱ ۔ شمالی یمن ۱ ۔ سوڈان ۱ ۔ عراق ۱ ۔ گرفتار کر لیے گئے ۔ فرد جرم عائد کر دی گئی سب کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا گیا ۔ مندرجہ ذیل شہروں میں قتل کر دیے گئے ۔ مکہ مکرمہ میں ۱۵ ۔ مدینہ منورہ میں سات ۔ ریاض میں ۱۰ ۔ دمام میں ۷ ۔ بریدہ میں ۷ ۔ حائل میں ۵ ۔ ابہٰی میں ۷ ۔ تبوک میں ۵ ۔ ان کی اس عبرتناک سزا پر یہ ہنگامہ ختم ہو گیا ۔

اس بغاوت کے تفصیلی واقعات کے لیے ۱۰ ۔ ۱۱ ۔ جنوری ۱۹۸۰ء کے نوائے وقت کا مطالعہ مزید مفید ہوگا ۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

پاکستانیوں کی حرم کعبہ سے وابستگی

کعبہ انور پر باغیوں کے قبضہ کی خبر نشر ہوتے ہی پاکستان کا ہر گلی کوچہ عجیب نقشہ پیش کر رہا تھا ۔ لاکھوں افراد نے صہیونی طاقتوں کے خلاف نعرے لگانے شروع کر دیے ۔ ایسے عظیم جلوس کسی بڑی سے بڑی تحریک میں بھی نہیں دیکھے گئے ۔ یہ خالصتاً دین و ایمان کا مسئلہ تھا ایسا ہونا ہی چاہیئے تھا ۔ عشاق کی نیند حرام ہو گئی ۔ کھانا پینا چھوٹ گیا ۔ کاروبار تعطل کا شکار ہو گیا ۔ یہ ایسی تحریک تھی جس میں جذبہ جنون کے ساتھ آہ و فغاں اور آنسوؤں کے سیلاب بھی شامل تھے ۔ امریکہ دشمنی کا عام چرچا ہو گیا ۔ ان جلوسوں میں دل دہلا دینے والا نعرہ یہ تھا ۔ کعبہ ہمارا چھوڑ دو ۔ حاجی

ہمارے موڑ دو۔ انہیں دنوں امریکہ کا سفارت خانہ جلا دیا گیا کہ یہودیوں کی سازش کا چرچا ہو گیا۔ گذشتہ دنوں پاکستانی اخبارات کے مطابق کئی کروڑ روپے پاکستان نے ادا کیے۔ صدر کے اعلان کرنے پر معلوم ہوا یہ صہیونی سازش نہیں بلکہ سعودی عرب کی اندرونی بغاوت تھی۔ ٹی وی پر اعلان ہو جانا کہ یہ صہیونی سازش نہیں بلکہ ملک کے اندر ہی باغی تھے میرے نزدیک قوی دلیل نہیں کہ لوگ اندر سے ہی خریدے جاتے ہیں جو دوسروں کا کام کرتے ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

سعودی ڈرائیور کی لاعلمی

راقم اس حادثہ کے دوسرے دن جدہ جانے کے لیے ٹیکسی پر سوار ہوا تو ڈرائیور مصر کی مشہور مغنیہ ام کلثوم کی دھن پرست تھا۔ میں نے گانے اور ڈرائیور میں مداخلت کرتے ہوئے ڈرائیور سے پوچھا کہ حرم کعبہ پہ باغیوں کے قبضہ کا کیا بنا اس نے اس واقعہ سے قطعی لاعلمی کا اظہار کیا اور کہا جس نے کعبہ کو ابرہہ سے بچایا وہ باغیوں سے بھی بچا لے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

حرم مکہ تاریخ کے آئینے میں

قرآن مقدس نے تو متعدد مقامات پر حرم کعبہ کا واضح اور کھلا اعلان کیا ہے جیسے کہ پہلے صفحات میں گزر گیا۔ زبور۔ توراۃ۔ انجیل میں بھی حرم مکہ کا ذکر موجود ہے۔ سیدہ ہاجرہ کا ذکر اس طرح درج ہے۔

" اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر اپنی مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ لڑکا بیابان میں رہا اور تیر انداز ہو گیا۔

اور وہ فاران کے بیابان میں رہا کرتا تھا۔" توراۃ کتاب پیدائش باب ۲۱، درس ۲۱۔"

نوٹ: فاران مکہ شریف کا نام ہے جس کی تائید متعدد مقامات سے ہوتی ہے۔ فاران وہی خطہ ہے جو آج سے کچھ سال پہلے حجاز کے نام سے مشہور تھا اور آج سعودی عرب کے نام سے مشہور ہے۔

توراۃ میں اس طرح ذکر ہے وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا۔ اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا۔ (کتاب استثناء ۲۳/۲) یہاں بھی فاران کا ذکر ہے جو مکہ مکرمہ کا نام ہے اس جگہ فاران بن عوف بن عوف نے قبضہ کیا تھا۔ (آئینہ حق ص ۱۱۴)

توراۃ اس مقدس شہر مکہ کی مشہور پہاڑی مروہ کا ذکر موجود ہے جو اس شہر کی تاریخی حیثیت کو واضح کرتا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے۔

"اپنے اکلوتے بیٹے کو لو اور موریاہ کی زمین میں جاؤ" پیدائش ۲۲/۲۔

نوٹ: اس دور میں مروہ کا ذکر بلفظ موریاہ موجود ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کو ابرا ہام کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے۔ یہی لفظ مورہ پیدائش ۲۲/۲ میں ملتا ہے۔

تاریخ مکہ ص ۱۳۱، ج ۱۔ اس حوالہ سے بھی سرزمین مکہ کی تاریخی حیثیت نمایاں ہو رہی ہے۔

زبور نے بھی اس جگہ کی تاریخی حیثیت کو واضح کیا ہے وہ وادی بکا سے گزر کر چشموں کی جگہ پناہ لیتے ہیں۔ یہ بکا، وہی وادی ہے جسے قرآن مقدس نے للذی ببکۃ مبارکا کے الفاظ سے بیان کیا۔

" جرہم بنی اسماعیل کے بعد حجاز کے حکمران ہوئے۔ انہیں کے پاس کعبہ کی چابی تھی اور یہ ولادت مسیح سے پہلے تھے۔ (النصرانیہ ص ۱۱۶ تاریخ مکہ ص ۱۴ ج ۱)

مسیح سے ڈیڑھ ہزار سال پہلے یہود رومانی حکام سے تنگ آکر وہاں سے بھاگ کر مکہ، مدینہ اور طائف میں آباد ہوئے۔" (تاریخ مکہ ص ۱۴ ج ۱)

- اسماعیل اپنی والدہ کے ہمراہ فاران یعنی مکہ میں قیام پذیر ہوئے۔ عرب قبل الاسلام ص۱۵۰، ج ۱، تاریخ مکہ ص۱۳۱، ج ۱۔
- مسیحی مورخ جرجی زیدان نے لکھا ہے۔ جب ہمیں معلوم ہوگیا جبال مکہ یا حجاز دونوں کو فاران کہا جاتا ہے۔ (تاریخ مکہ ص۱۳۱، ج ۱)
- ہاجرہ عرب کا کوہ سینا ہے اور آج کے عرب کا جواب ہے۔ گلیتون ۲۴ (یہ انجیل کی ایک کتاب ہے)۔
- "ابراہیم علیہ السلام باپ کے گھر سے نکل کر پہلے مورہ کے پاس اور بعد میں اور بیت ایل کے درمیان معبد تیار کیا" پیدائش ۱۲ مورہ اور مردہ ایک ہی جگہ کا نام ہے۔
- دیودورس نے مسیح علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے نبطی قوم کے متعلق لکھا ہے۔
- "حجاز میں ایک معبد ہے جس کا احترام سارے عرب کرتے ہیں"۔ عرب قبل اسلام ص۲۳۰
- لوبس شیخو یسوعی لکھتا ہے" دنیا کے تمام معبدوں میں سب سے زیادہ مشہور معبد حجاز کا کعبہ ہے۔ (النصرانیہ بحوالہ تاریخ ص۱۳۰، ج ۱)
- ہسٹری آف دی عرب کا مؤلف حتی لکھتا ہے۔" اس شہر کی بنا مذہبی تعلق کی وجہ سے وجود میں آئی تھی اور یقیناً حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت سے پہلے یہ مذہبی مرکز بن چکا ہوگا۔" تاریخ مکہ ص۱۴۰۔
- "جرہم یمن سے ہجرت کر کے مکہ میں آئے اور بنو اسمٰعیل سے معاہدہ کر کے وہاں آباد ہوئے"۔ تاریخ عرب العالم ص۵۰۔
- "عربستان میں کعبہ کے نام سے ایک عبادت گاہ تھی جسے قدیم روایات کے مطابق ابراہیم نے تعمیر کیا تھا"۔ تمدن عرب ص۱۹۔

ان حوالہ جات کو بغور دیکھیں۔ مکہ مکرمہ، کعبہ، حجاز، عرب، مور، فاران، مروہ کے الفاظ سے تاریخی حیثیت نمایاں ہو رہی ہے۔ وصلی اللہ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وسلم

آبادی مکہ کے سبب اوّل

ابوالانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السّلام کا سال پیدائش جدید ترین اثری تحقیقات کے پیش نظر ۲۱۶۰ ق م ہے۔ تورات میں آپ کی عمر شریف ۱۷۵ سال ہے۔ آپ کا آبائی وطن بابل ہے جسے آج کل عراق کہتے ہیں جس شہر میں آپ کی ولادت ہوئی۔ اس کا نام تورات" اور" (UR) ہے اور مدتوں یہ شہر نقشہ سے غائب رہا۔ اب از سرِ نو نمودار ہو گیا ہے۔ کھدائی کے کام کی داغ بیل ۱۹۸۴ء میں پڑ گئی تھی۔ سنہ ۱۹۲۲ میں برطانیہ اور امریکہ کے ماہرین اثریات کی ایک ٹیم مہم عراق کو روانہ ہوئی۔ اور کھدائی کا کام پورے سات سال تک جاری رہا۔ رفتہ رفتہ پورا شہر نمودار ہو گیا۔ (تفسیر ماجدی، ضیاء القرآن (و اذا بتلیٰ ابراھیم ربہ) جب ابراہیم علیہ السلام نمرود کے ہاتھ سے محفوظ ہو گئے اور اس کے مظالم سے نجات حاصل کر لی۔ بابل والوں کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے تو وہاں سے ہجرت فرما کر اپنے چچا ہاران کے ہاں مقامِ حرّان میں پہنچ گئے۔ ہاران نے آپ کی سعادت مندی سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی سارہ کا نکاح ان سے کر دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تبلیغ سے حضرت سارہ، حضرت لوط علیہ السلام متاثر ہو گئے۔ ہاران کو یہ بات ناگوار گزری تو لوط علیہ السلام اور اپنی بیٹی و داماد کو گھر سے نکال دیا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ سے معاہدہ کیا تم میری فرمانبردار رہنا۔ میں تیری بات مانوں گا۔ یہ تینوں حضرات حرّان سے مصر چلے گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

آپ کا شجرہ نسب اور فضائل و خصائل

آپ تارخ ابن ناخور کے بیٹے ہیں ابو الضیفان لقب ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ ابراہیم بن تارخ بن ناخور بن ساروغ بن رعو بن عابر بن شالح بن زرفخشار بن سام بن نوح (نعیمی ص۴۶۲، ج ۱) آپ نے یادِ الٰہی کے شوق میں جان و مال، اولاد اور وطن سب کچھ چھوڑ دیا

- سب سے پہلے آپ نے اپنی اولاد کا ختنہ کیا۔
- سب سے پہلے آپ ہی کے بال سفید ہوئے۔
- آپ ہی نے ناخن کٹوائے۔
- اور زیرِ ناف بال دور کیے۔
- سب سے پہلے آپ ہی نے سلا ہوا پاجامہ پہنا۔
- آپ ہی نے خضاب استعمال کیا۔
- آپ ہی نے ممبر پر خطبہ پڑھا۔
- سب سے پہلے آپ ہی نے عصا لیا
- اور مہمان نوازی کی۔
- آپ ہی نے ثرید پکوایا۔
- آپ ہی نے پراٹھے پکوائے۔
- آپ ہی نے سب سے پہلے معانقہ کیا۔
- آپ ہی اپنے بعد انبیاء کے باپ ہیں۔
- اور ہر آسمانی دین آپ ہی کی اطاعت ہے۔
- اور ہر دین والا آپ کی تعظیم کرتا ہے۔

- حج کے ارکان آپ ہی کی یادگار ہیں
- آپ ہی معمارِ کعبہ ہیں
- آپ ہی کے قدموں سے لگنے والا پتھر مقام ابراہیم کہلاتا ہے۔
- قیامت میں آپ ہی کو لباسِ فاخرہ پہنایا جائے گا۔
- مسلمانوں کے مردہ بچوں کی آپ اور حضرت سارہ پرورش کرتے ہیں

(تفسیر نعیمی ص ۶۶۳، ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

حضرت سارہ کی کرامت

مصر کا بادشاہ ظالم تھا سرکش تھا مغرور تھا جب کوئی خوبصورت عورت دیکھتا شوہر کو قتل کروا دیتا عورت پر قبضہ کر لیتا۔ جب یہ مختصر قافلہ مصر پہنچا تو ظالم کے دلالوں نے خبر دی کہ مصر میں ایک حسینہ خاتون آئی ہیں۔ بادشاہ نے گرفتار کر کے لانے کا حکم دیدیا۔ سیدنا ابراہیم اس ظالم کے اس ضابطہ سے واقف تھے۔ آپ نے حضرت سارہ سے فرمایا بادشاہ کے پاس جاکر یہ نہ کہنا کہ ابراہیم میرے شوہر ہیں بلکہ کہنا وہ میرے بھائی ہیں اللہ تمہیں اس کے ظلم سے محفوظ رکھے گا۔ حضرت سیدنا خلیل علیہ السلام کا اپنی بیوی کو بہن فرمانا سے مراد دینی بہن ہے نہ کہ نسبی۔ اخوۃ کا اطلاق اخوۃ دینی نسبی دونوں پر ہوتا ہے۔ قرآن مقدس فرماتا ہے۔ انما المومنون اخوۃ۔ ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں حدیث ثلثہ پر مفصل بحث ہماری کتاب فیوضات میں دیکھیں بہت مفید ہوگا آپ کا حضرت سارہ کو بہن فرمانا توریہ ہے توریہ کا معنیٰ یہ ہے کہ سمجھنے والے کی مراد کچھ اور ہو اور کہنے والے کی کچھ اور۔ اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیوی کو بہن کہنے سے دینی بہن مراد لیا اور دوسروں نے نسبی سمجھا۔

اسی دوران سپاہیوں نے بھی گھیرا ڈال لیا اور حضرت سارہ کو ظالم کے ہاں لے گئے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس صورتِ حال سے پریشان ہو گئے اور نماز شروع کر دی۔ ظالم نے چاہا کہ حضرت سارہ کی بے ادبی کرے۔ حضرت سارہ نے فرمایا مجھے اتنی مہلت دے کہ میں غسل کر کے کچھ عبادت کر لوں۔ ظالم نے اجازت دے دی۔ آپ نے غسل فرمایا۔ وضو کیا نماز میں مصروف ہو گئیں۔ دیر ہو جانے پر ظالم آگے بڑھا کہ عین حالتِ نماز میں زیادتی کرے۔ ارادہ کرنے کے ساتھ ہی اس کے دونوں ہاتھ شل ہو گئے۔ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ سانس پھول گئی۔ منہ سے جھاگ نکلنے لگی۔ حضرت سارہ نے دعا کی اے اللہ اگر یہ مر گیا تو مجھ پر قتل کا الزام لگ جائے گا۔ عرض کرنا تھا اسے ہوش آگئی۔ پھر وہی ارادہ کیا پھر ویسا ہی ہوا پھر ارادہ کیا۔ پھر کہنے لگا یہ انسان نہیں کوئی جن ہے۔ ایسی ہی کوئی ایک اور عورت ہے جسے قبطیوں سے حاصل کیا گیا (یہ خاتون حضرت ہاجرہ تھیں) کہا ان دونوں عورتوں کو مصر سے نکال دو۔ چنانچہ حضرت سارہ حضرت ہاجرہ کو لے کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس آگئیں آپ اس وقت نماز میں ہی مصروف تھے۔ حضرت سارہ سے پوچھا خیر ہے آپ نے عرض کی خیر ہے۔ رب نے ظالم کو ذلیل کیا اور مجھے خادمہ دی جس کا نام ہاجرہ ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بہت خوش ہوئے اور چاروں مسافر سیدنا ابراہیم، سیدنا لوط، حضرت ہاجرہ۔ حضرت سارہ وہاں سے فلسطین آگئے اہل فلسطین نے ان کا خیر مقدم کیا۔ ان کے قدوم میمنت لزوم سے ان کے کاروبار میں قدرت نے برکت دی۔ سیدنا خلیل علیہ السلام نے وہاں مسافر خانے بنائے لنگر جاری کیے۔ سیدنا لوط علیہ السلام کو تبلیغ دین کے لیے روم روانہ فرمایا۔ ایک دن حضرت سارہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار انعامات سے نوازا ہے مگر اولاد سے محروم ہیں آپ ہاجرہ سے نکاح کر لیں کیا بعید اللہ تعالیٰ ان کے بطن سے

بچہ عطا فرمادے۔ آپ نے نکاح فرمالیا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا۔ سیدہ ہاجرہ سے حضرت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے بے پناہ محبت فرماتیں۔ حضرت ہاجرہ صرف دودھ پلاتیں۔ سیدنا خلیل علیہ السلام احتیاط فرماتے تھے کہ کہیں سارہ ہاجرہ کے ہاں بچے کا ہونا محسوس نہ کریں ایک دن تنہائی میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام سے پیار فرما رہے تھے کہ حضرت سارہ آگئیں اور اس قدر غیرت غالب ہوئی کہ ابراہیم علیہ السلام سے کہا ابھی ہاجرہ کو اور اس بچے کو میرے گھر سے نکال دو۔ آپ نے کوشش کی کہ معاملہ ختم ہوجائے مگر ایسا نہ ہوسکا۔ ادھر آپ کے سامنے حرّان والا معاہدہ بھی تھا جس کے آپ پابند تھے۔ اتنے میں خلیل علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ سارہ کی بات مانو اس میں راز ہے۔ بڑوں کی لڑائی میں رازِ الٰہی ہوتا ہے۔

وَصَلَّی اللہ تعالیٰ علیٰ حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّم

ابراہیم علیہ السلام پہلی بار حرم کعبہ میں

ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ کے درمیان حرّان میں طے پائے جانے والے معاہدہ کے پیش نظر سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو ساتھ لیا اور خانہ کعبہ کی جگہ پر پہنچ گئے۔ بارگاہ اقدس سے حکم ملا ان دونوں کو ہمارے سپرد کر جاؤ۔ یہاں صرف ایک ہی درخت تھا باقی سارا جنگل نہ سایہ ہے نہ پانی۔ آپ نے کچھ کھجوریں۔ روٹی کے چند ٹکڑے۔ پانی کا ایک مشکیزہ حضرت ہاجرہ کے حوالے کر کے لوٹ پڑے۔ حضرت ہاجرہ نے عرض کی اے ابراہیم آپ مجھے کہاں چھوڑے جا رہے ہیں نہ مکان ہے نہ سامان یہ بے آب وگیاہ جنگل اور ہم تنہا تھ ہی پوچھا ایسا کرنے کا حکم آپ کو رب العالمین کی طرف سے ہے۔ خلیل علیہ السلام نے سر ہلا کر فرمایا ہاں تب سیدہ ہاجرہ

نے کہا اب مجھے کوئی فکر نہیں بس رب مجھے ضائع نہ کرے گا بس پھر کچھ نہیں کہا اپنے پیارے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو گود میں لیا اور بیٹھ گئیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کچھ دور جاکر پہاڑ کی آڑ میں رکے اور عرض کی ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی ذرع: اے اللہ میں نے اپنے اہل وعیال کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ دیا ہے۔ دعا کے بعد آپ واپس فلسطین چلے گئے جب تک کھجور اور پانی رہا حضرت ہاجرہ اطمینان سے رہیں بیٹے کو دودھ پلاتی رہیں مگر پانی ختم ہونے پر پیاس نے ستایا لخت جگر نے رونا شروع کیا۔ نور نظر کی بے قراری دیکھی نہ گئی اور صفا سے پہاڑی پر چڑھ گئیں کہ کہیں پانی نظر آئے مگر نہ ملا مروہ پر گئیں مگر پانی نہ ملا نگاہ فرزند ارجمند پر رہتی۔ راستہ کے کچھ حصہ میں سیدہ ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام کے درمیاں آڑ ہوگئی آپ دوڑ کر گئیں اس آڑ کے نکل جانے پر آہستہ ہوگئیں یہاں تک کہ مروہ تک گئیں وہاں چڑھ کر بھی پانی نہ دیکھا پھر صفا پہ آئیں اسی طرح سات چکر لگائے ہر دفعہ درمیان میں دوڑ لگاتیں۔ حج میں صفا اور مروہ کی سعی انہیں کی یادگار ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے خلیل کی اہلیہ کی یہ ادا پسند آئی حج میں لازم قرار دے دی۔ سیدہ ہاجرہ نے یکا یک ایک مہیب آواز سنی اور بیٹے کی طرف دوڑ پڑیں دیکھا سیدنا اسمٰعیل رو رہے ہیں اور ایڑیاں زمین پر رگڑ رہے ہیں جس سے ایک ٹھنڈا میٹھا چشمہ جاری ہے۔ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اس کے گرد بنی بنا کر فرمانے لگیں ماءٌ زمٌ زمٌ پانی میٹھا ہے۔ بعض نے کہا ماءٌ زمٌ پانی بہت کافی ہے۔ بعض نے کہا بنّی بناتے فرما رہی تھیں زم زم ٹھہر جا بعض نے کہا زمزمہ زمزمہ ہمہمہ گن گنا کر بولنے کو کہتے ہیں۔ آپ خوشی میں گنگناتی تھیں اسلئے نام مشہور زمزم ہوگیا اب آپ اطمینان سے رہنے لگیں اور یوں آبادی مکہ کا سبب بنیں۔ نعیمی ص۴۸۱، ج ۱،

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد والہ وصحبہ وسلم

چشمۂ زمزم پر جرہم کی آمد

قبیلہ جرہم یمن کا باسی تھا۔ یمن میں قحط سالی ہوئی۔ تلاش معاش کے سلسلہ میں یہ قبیلہ یمن سے نکلا اور مقام کدیٰ میں مقیم ہوا۔ دیکھا کچھ فاصلے پر پرندے اُڑ رہے ہیں معلوم ہوتا ہے یہاں پانی ہوگا کہ پہلے کبھی یہاں پرندے اُڑتے دکھائی نہیں دیتے تحقیق کے لیے ایک نمائندہ بھیجا جو وہاں پہنچا اور دیکھا کہ ایک غیبی چشمہ ہے جس کے پاس ایک خاتون ایک معصوم بچے کو لیے بیٹھی ہے اس کی اطلاع پر قبیلے کے سارے لوگ حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہم السلام کے پاس پہنچے اور درخواست کی اگر اجازت ہو تو وہ بھی یہاں ڈیرہ لگالیں۔ حضرت ہاجرہ بھی تنہائی سے پریشان رہتی تھیں اجازت دے دی کہ صرف رہ سکتے ہیں پانی استعمال کر سکتے ہیں مگر حق صرف ہمارا ہی ہوگا۔ اس قبیلے نے یہ شرط منظور کر لی اور رہائش پذیر ہو گئے۔ اپنے دوسرے عزیزوں اور رشتہ داروں کو بھی بلا لیا یہاں پر بھی خاصی بستی آباد ہو گئی۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے اسی قبیلۂ جرہم سے زبان عربی سیکھی۔ نہایت زکی، قابل ہونہار جوان ہوئے۔ قبیلہ جرہم کے سردار نے اپنی بیٹی کو حضرت اسمٰعیل کے نکاح میں دے دیا۔ حضرت ہاجرہ کی وفات پر سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی عمر ۱۴ سال کی ہو گئی تھی۔ اس دوران اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا حضرت سارہ کے بطن سے بھی ایک فرزند پیدا ہوئے جن کا نام حضرت اسحٰق رکھا گیا۔ حضرت سارہ اپنے اس بیٹے کی دیکھ بھال میں مصروف ہو گئیں اس عرصہ میں کچھ جوش غیرت بھی کم ہو گیا تب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا اگر محسوس نہ کرو تو اسمٰعیل کو دیکھ آؤں۔ حضرت سارہ نے کہا آپ چلے جائیں اپنے بیٹے سے ملاقات کریں مگر شرط یہ ہے کہ آپ زمین پر قدم نہ رکھیں اور بہت دیر وہاں نہ ٹھہریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ابراہیم علیہ السلام دوسری بار حرمِ مکہ میں

حضرت سارہ کی طرف سے اجازت ملنے پر سیدنا خلیل علیہ السلام پھر دوبارہ مکہ تشریف لے گئے یہاں آکر معلوم ہوا صاحبزادہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہیں شادی ہو چکی ہے اور حضرت ہاجرہ وفات پا چکی ہے۔ تلاش کرتے ہوئے اسمٰعیل علیہ السلام کے دروازہ پر آئے۔ آپ اس وقت شکار کھیلنے جنگل گئے ہوئے تھے۔ گزر اوقات گوشت اور زمزم پر تھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بہو کو دروازہ پہ بلایا۔ گھر کے حالات اور گزر اوقات کے متعلق پوچھا اسمٰعیل علیہ السلام کی بیوی نے کہا ہم پریشان حال ہیں گذر اوقات مشکل ہوتا ہے۔ بہو کی ان شکایات پر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اپنے شوہر سے ہمارا اسلام کہنا اور یہ کہنا دروازہ کی چوکھٹ بدل لو۔ ایسے ذی شان گھر کے لیے ایسی چوکھٹ مناسب نہیں۔ شام کے وقت سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام گھر آئے تو مکہ مکرمہ کی گلیوں میں نبوت کے برکات و انوار دیکھے سمجھ گئے میرے والد گرامی تشریف لائے ہوں گے۔ بیوی سے پوچھا کوئی مہمان آیا تھا۔ اس نے سارا واقعہ عرض کر دیا۔ فرمایا وہ بزرگ میرے والد تھے اور تو میرے گھر کی چوکھٹ ہے مجھے حکم دے گئے ہیں کہ تجھے طلاق دے دوں تو اس گھر کے اہل نہیں۔

(نوٹ) خاندانِ نبوت میں ناشکری کرنے والی خاتون موزوں نہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

اسمٰعیل علیہ السلام کا دوسرا نکاح

بیوی کو طلاق دینے کے بعد سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے بنو جرہم میں دوسرا نکاح فرمایا۔ پھر ایک مدت کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اُسی پہلی

شرط پر مکہ آنے اور اسمٰعیل علیہ السلام سے ملنے کی اجازت چاہی۔ آپ پھر تیسری مرتبہ مکہ مکرمہ پہنچے۔ اسمٰعیل علیہ السلام کے دروازہ پر پہنچ کر اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ میں معلوم کیا گھر سے پتہ چلا شکار پہ ہیں۔ نئی بہو نے دیکھتے ہی بسم اللہ پڑھی اور اندر آنے کی درخواست کی۔ اندر تشریف لانے کی درخواست کی۔ غریب خانہ میں قیام کی خواہش کی عرض کی باباجی آپ کے سر مبارک میں گرد و غبار ہے۔ اجازت فرمائیں دھو دوں۔ آپ نے فرمایا مجھے سواری سے اترنے کی اجازت نہیں یہ مقدس خاتون اُن کی بہو ایک پتھر اٹھا لائیں (اسے ہی مقامِ ابراہیم کہا جاتا ہے) اور سواری کے رکاب کے پاس رکھ کر عرض کی یہاں قدم رکھ دیں سر مبارک نیچے جھکا دیں اس طرح آپ اپنے معاہدہ پر بھی قائم رہ سکیں گے اور مجھے خدمت کا موقع بھی مل جائیگا۔ سیّدنا خلیل علیہ السلام اپنی بہو کی ذکاوت سے بہت متاثر ہوئے۔ بہو نے غسل کرایا۔ نیازمندی کا مظاہرہ کیا خلیل علیہ السلام متاثر ہوئے۔ اس دوران آپ نے اپنی بہو سے گھر کے حالات پوچھے۔ انہوں نے کہا بہت اچھی زندگی گزر رہی ہے۔ قدرت نے ہمیں کسی کا محتاج نہیں کیا۔ میرے مقدس شوہر شکار لے آتے ہیں کھا لیتے ہیں۔ زمزم پی لیتے ہیں۔ آپ نے دعا فرمائی اللہ تمہارے گوشت اور پانی میں برکت دے۔ اس دعا کا اثر دیکھنے کے لیے منیٰ شریف سے قربان گاہ جائیے تو لاکھوں جانور ذبح شدہ پڑے ہیں۔ گوشت لینے والا کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے شوہر سے ہمارا سلام کہنا اور کہنا "تمہاری چوکھٹ اچھی ہے" اسے غنیمت جانو محفوظ رکھو۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام شام واپس آئے۔ اہلیہ نے سارا ماجرا سنایا۔ آپ نے فرمایا وہ میرے والد سیدنا ابراہیم علیہ السلام تھے جو تیرے بارہ میں حکم دے گئے ہیں کہ تجھ سے حسنِ سلوک کروں تیرا ساتھ دوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

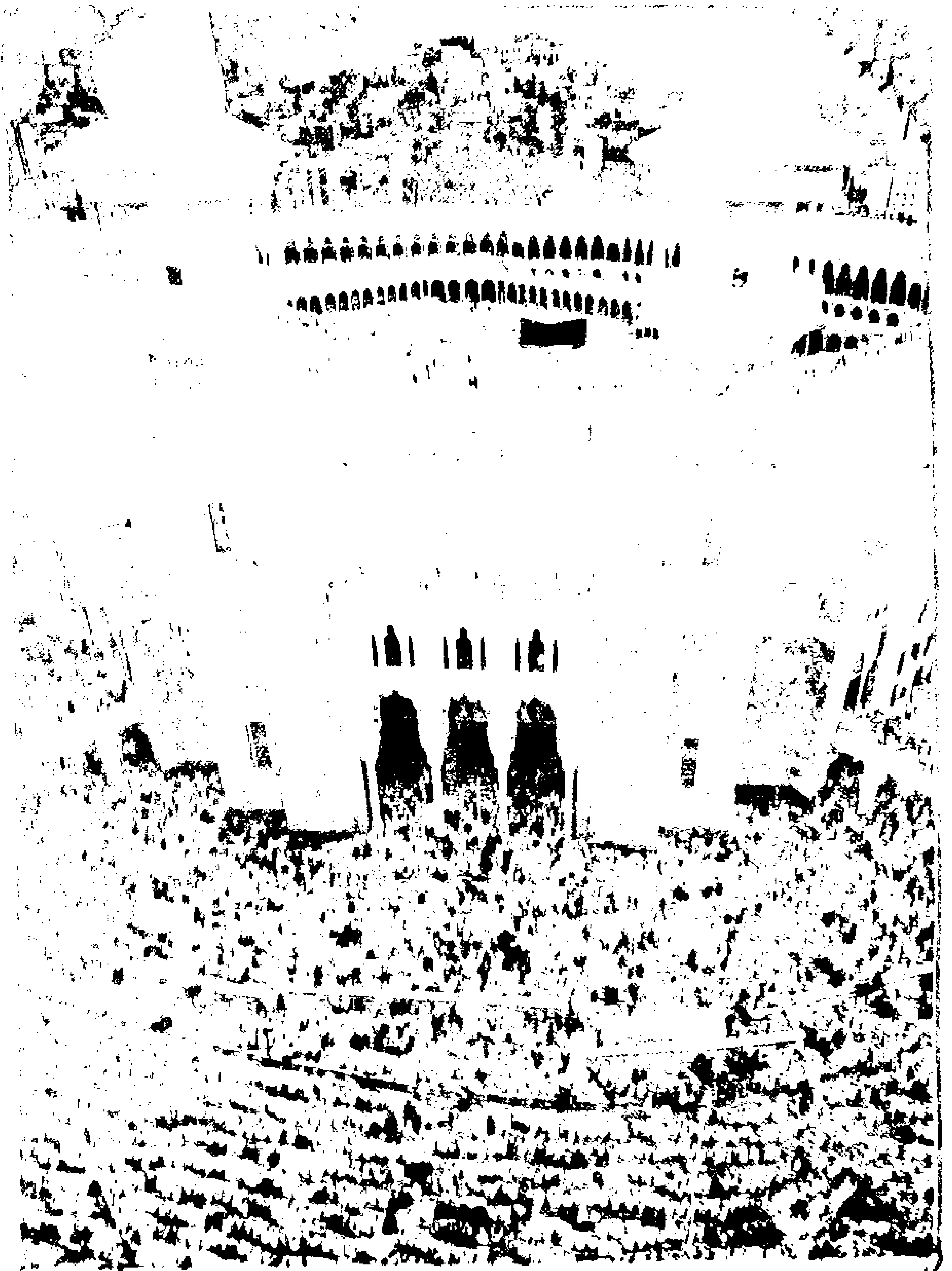
ابراہیم علیہ السلام تیسری بار حرم مکہ میں

حرم مکہ میں دو مرتبہ حاضری تو ہوئی مگر لخت جگر سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام سے ملاقات نہیں ہو سکی۔ محبت پدری نے پھر جوش مارا۔ حضرت سارہ سے فرمایا میں پھر اسمٰعیل علیہ السلام کو ملنے جانا چاہتا ہوں۔ پہلی دونوں مرتبہ ملاقات نہیں ہوئی۔ حضرہ سارہ نے غیر مشروط اجازت دے دی۔ آپ نے پھر فلسطین سے حرم مکہ کا رُخ کیا۔

(سیرۃ المصطفٰی ص۲۶، ج۱۔ تاریخ مکہ ص۲۲، ج۱)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ پہنچے۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کو دیکھا۔ زمزم کے پاس ایک درخت کے نیچے تیروں کو درست فرما رہے تھے۔ اس قدر طویل فراق کے بعد باپ بیٹے کی ملاقات کا انداز کچھ عجیب وغریب ہی ہوگا۔ باپ بیٹے نے ایک دوسرے کو پہچانا۔ فرزند بے اختیار اٹھے۔ باپ نے گلے لگایا۔ ماتھا چوما۔ اس قدر روئے کہ پرندے ہوا میں رونے لگے اور وہاں کچھ قیام فرمایا۔ ایک دن فرمایا اے اسمٰعیل رب قدوس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس جگہ خانہ کعبہ کی تعمیر کروں۔ چاہتا ہوں کہ یہ کام صرف اپنے ہاتھ سے کروں اور تم اس میں میری مدد کرو۔ آپ نے عرض کی بسر و چشم حاضر ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے پہلی ذیقعد کو تعمیر کعبہ شروع کی اسی ماہ کی ۲۵ تاریخ کو ختم فرما دی پھر آٹھویں ذی الحجہ کو خواب میں فرزند ذبح کرنے کا حکم ملا۔ دسویں ذی الحجہ کو ذبح کا واقعہ پیش آیا۔ (تفسیر عزیزی، نعیمی ص۶۴۴، ج۱)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے ذبح کے وقت عمر ۱۲ سال نہیں تھی بلکہ زیادہ تھی واللہ اعلم۔ ایک سو بیس برس کی عمر میں سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا وصال ہوا۔ والدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ کے پہلو میں حطیم کعبہ میں دفن ہوئے۔ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام



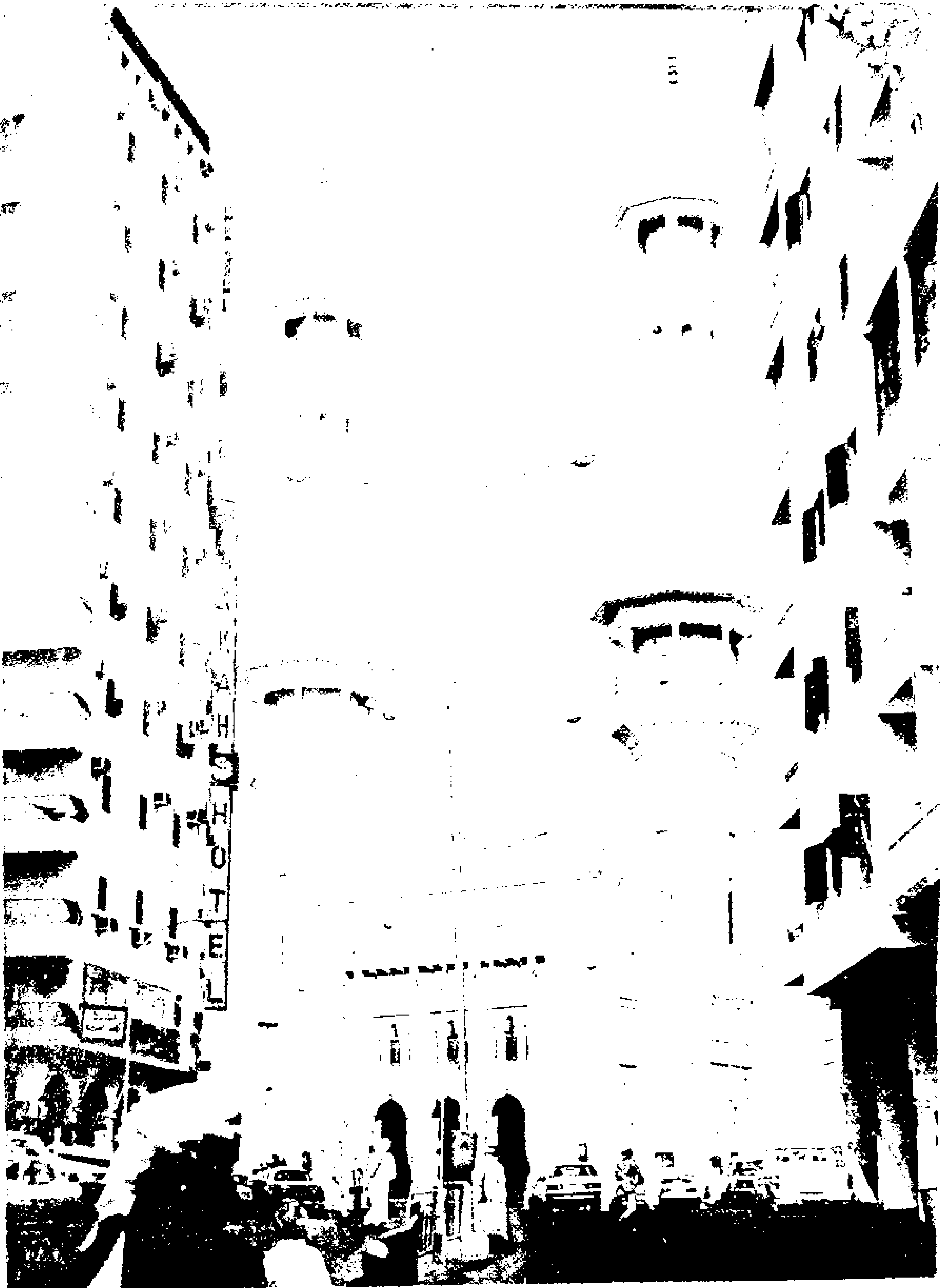
حج کے دوران باب عمرہ کے باہر نماز کے وقت کا ایک روح پرور منظر



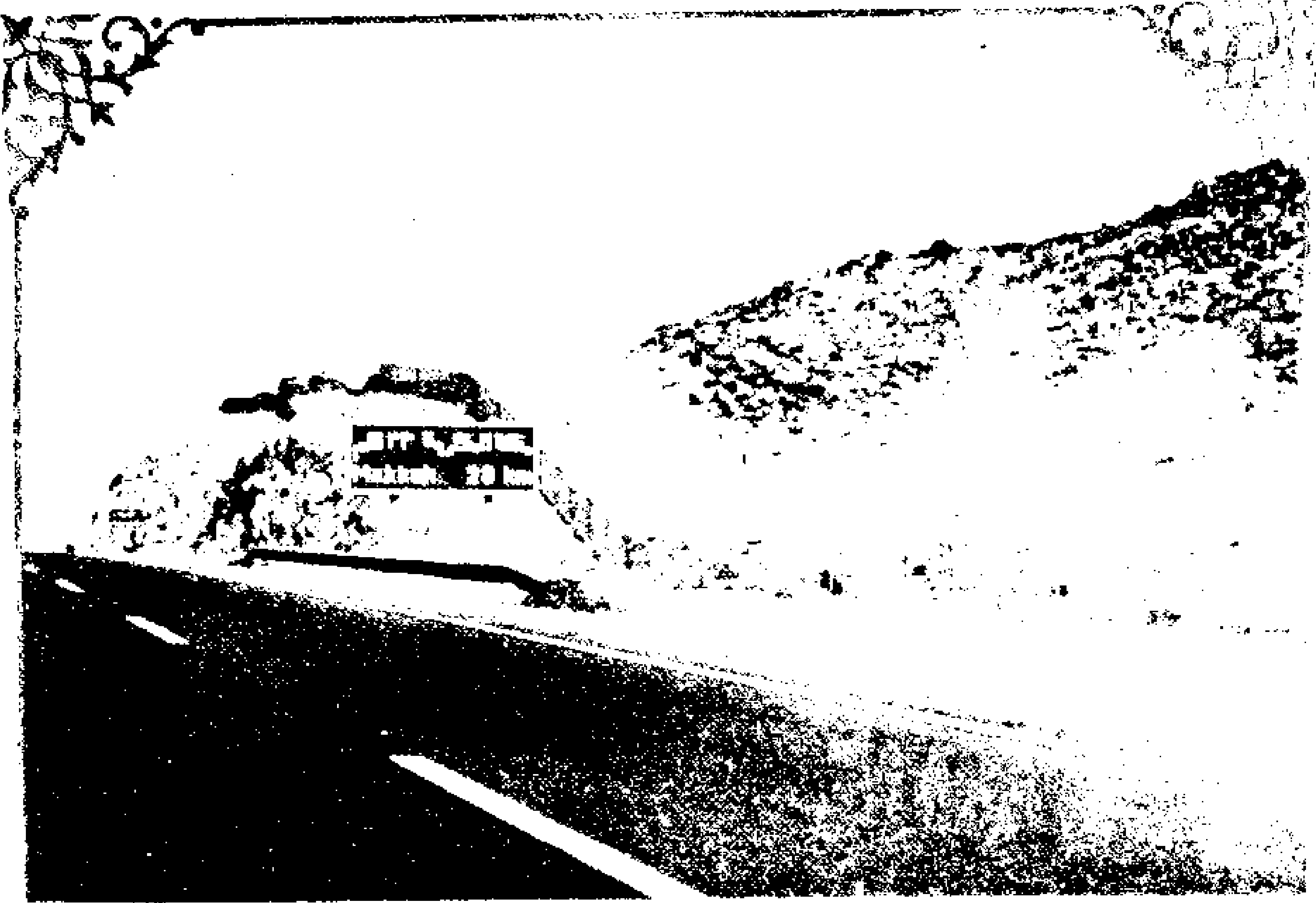
حضرت خدیجہ
کا مکان

جنت المعلیٰ کا قبرستان

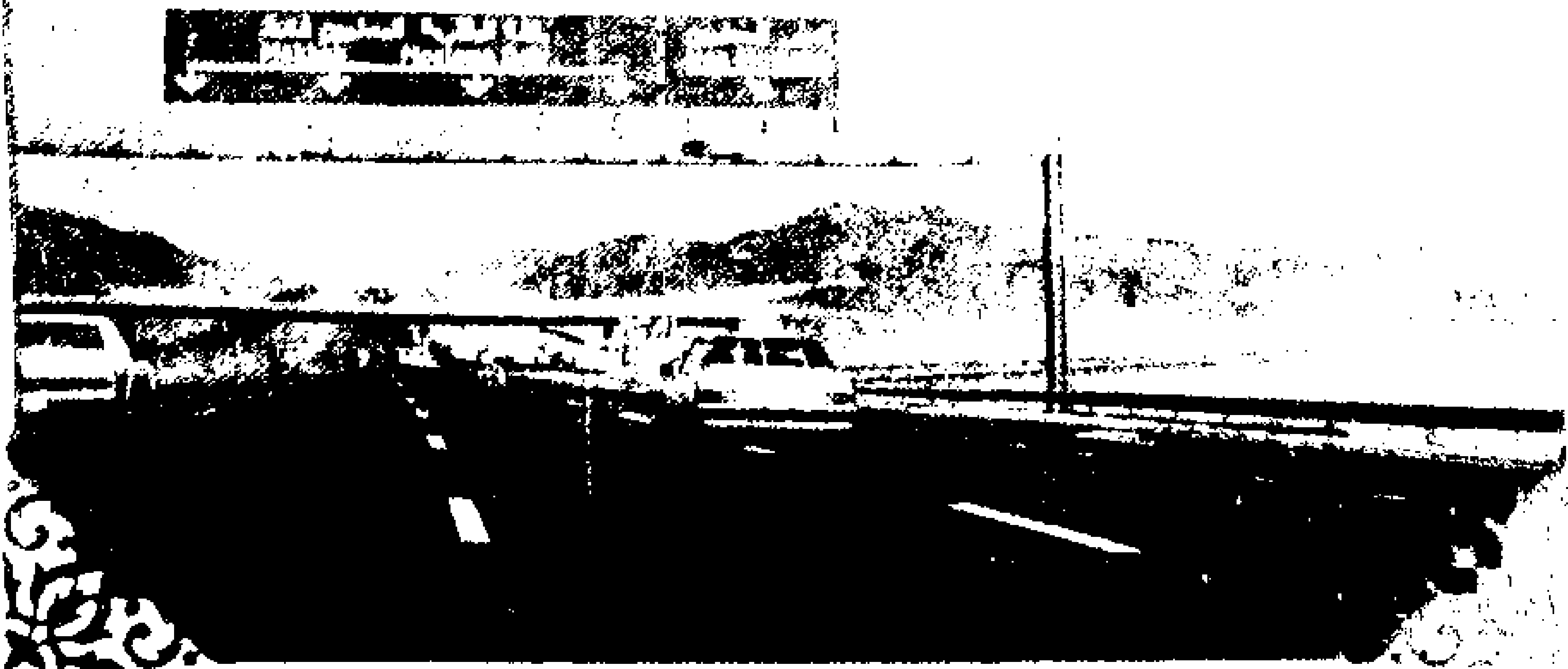




حرم شریف کا دروازہ باب عمرہ



مکہ معظمہ کے راستے میں حدودِ حرم



کے بیٹے قیدار نے تولیت کعبہ سنبھالی۔ خدمت کعبہ کا اعزاز اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام میں رہا۔ زمانہ گزر جانے پر بنو جرہم اور بنو اسمٰعیل میں اختلافات بڑھ گئے تو کسی طرح بنو جرہم نظام مکہ پر قابض ہو گئے اور بنو اسمٰعیل مکہ سے نکل کر قرب و جوار میں مقیم ہو گئے بنو جرہم کے مظالم سے لوگ تنگ آ گئے۔ ان کے خلاف تحریک چلی اور بنو جرہم کو مکہ سے نکال دیا گیا۔ یہ لوگ مکہ مکرمہ کو چھوڑتے ہوئے چاہ زمزم کو تباہ کر گئے۔ مکانات منہدم کر دیے۔ تبرکات کو ضائع کیا۔ اس انقلاب کے ساتھ بنو اسمٰعیل کا مکمل غلبہ ہو گیا اور پھر نظام مکہ کو سنبھال لیا۔ (البدایہ والنہایہ ص۲۲۴ ج ۲، شہر مصطفیٰ ص۲۶ ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

چشمہ زمزم کا دوبارہ ظہور

زمزم کو بند ہوئے عرصہ گزر گیا تھا۔ جناب عبدالمطلب کا زمانہ آیا۔ آپ کو بذریعہ خواب زمزم شریف کھولنے کا حکم دیا گیا۔ نشانات بتا دیے گئے۔ خواب میں کسی نے کہا احفر برہ برہ کھودو تو آپ نے پوچھا برہ کیا ہے تو خواب میں آنیوالا غائب ہو گیا۔ دوسری رات پھر کسی نے کہا احفر مضنونہ مضنونہ کھودو جناب عبدالمطلب نے پوچھا وہ کیا ہوتا ہے وہ شخص پھر غائب ہو گیا تیسرے روز پھر یہی شخص ملا اور کہا احفر طیبہ طیبہ کھودو عبدالمطلب نے کہا وہ کیا ہے۔ خواب میں آنے والا شخص پھر غائب ہو گیا۔ اگلے دن خواب میں پھر وہی شخص آیا اور کہا احفر زمزم زمزم کھودو، عبدالمطلب نے پوچھا زمزم کیا ہے تو اس نے جواب دیا لا تنزف ابدا وہ کنواں ہے جس کا پانی ختم نہیں ہو گا تسقی الحجیج الاعظم لا تعداد حاجیوں کو سیراب کرتا ہے جب عبدالمطلب نے یہ خواب قریش کو سنائی تو انہوں نے مخالفت کی۔ آپ نے مخالفت کی پروا کیے بغیر بتائی گئی جگہ کو کھودنا شروع کر دیا۔ تین دن کی محنت شاقہ کے بعد کنوئیں کا

کنارہ مل گیا۔ عبدالمطلب نے اپنا مقصود پا لیا۔ یہیں سے بنو جرہم کا خزانہ بھی مل گیا جو انہوں نے مکہ مکرمہ سے جاتے ہوئے یہاں پھینک دیا تھا۔ یہ خزانہ سونے کے دو ہرنوں متعدد تلواروں اور قیمتی زرہوں پر مشتمل تھا۔ قریش نے پھر جھگڑا کیا کہ ہمیں بھی حصہ دار بنایا جائے مگر عبدالمطلب نہ مانے۔ بمتفقہ طور پر طے ہوا کہ بنی سعد کی کاہنہ کا فیصلہ سب کو تسلیم ہوگا۔ حسب اتفاق عبدالمطلب سمیت متعدد افراد اس خاتون کے ہاں چلے راستہ طویل تھا۔ عبدالمطلب کے ہاں اپنا پانی ختم ہوگیا۔ ان سے پانی مانگا انھوں نے زمزم میں حصہ دار بناتے نہیں ہو اور یہاں ہم سے پانی مانگتے ہو۔ آپ پریشان ہوئے چلنے کے لیے اپنی اونٹنی کو اٹھایا تو نیچے سے چشمہ ظاہر ہوگیا اس کمال کو دیکھ کر قریش نے ہتھیار ڈال دیے

زمزم کے اسمائے گرامی

زمزم، ہزمۃ جبریل، سقیا اللہ، برکۃ، سیدہ، نافعہ، مضنونہ، عونہ، بشریٰ، صافیہ، وبوہ، عصمہ، سالمہ، میمونہ، مبارکہ، کافیہ، عافیہ، مغذیہ، طاہرہ، مفداۃ حرمیہ، مرویہ، مونسہ، طعام طعم، شفاء سقم، طیبہ، تکتم، شیاعۃ العیال، شراب الابرار، قریۃ النمل، نقرۃ الغراب، ہزمۃ اسماعیل، حفیرۃ العباس (شفاء الغرام ص۲۵۱ ج ۱، جامع اللطیف ص۲۷۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

فضائل زمزم شریف

★ ابن حبان نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین کے پانیوں سے بہتر پانی زمزم ہے۔

★ زمزم کا پانی ۱۵ شعبان کی رات کو کسی وقت بھی میٹھا اور ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

★ زمزم کا پینا سکون روح کا باعث ہے اور مقوی قلب بھی، اس کے پینے کے بعد کی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔"

★ سیدنا ابن عباس نے فرمایا نیکوں کی شراب پیا کرو عرض کی وہ کیا ہے فرمایا زمزم کا پانی

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی کسی کو تحفہ دے تو زمزم کا پانی پلایا جائے سیّدہ عائشہ صدیقہ اس پانی کو توبل میں لے جاتی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشکیزے میں یہ پانی لے کر بیماروں پر انڈیلتے۔ (شفاء الغرام ص ۲۵۵)

★ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمزم جس غرض کے لیے پیا جائے وہ پوری ہو گی۔

★ زمزم کے پانی کو دیکھنا نظر کو تیز کرتا ہے۔ گناہوں کو دور کرتا ہے۔ تین چلّو سر سر پر ڈالنے والا رسوائی سے محفوظ رہتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہٖ وصحبہٖ وسلم

★ عکرمہ بن خالد فرماتے ہیں میں ایک رات زمزم پر بیٹھا تھا۔ سفید لباس پہنے ایک جماعت آئی انہوں نے طواف کیا پھر زمزم شریف پر آئے پانی پیا۔ میں نے ارادہ کیا پوچھوں یہ کون ہیں کہاں سے آئے ہیں تو وہ اسی لمحہ غائب ہو گئے۔

★ سیدنا ابوذر فرماتے ہیں میں مسلسل چودہ دن مکہ مکرمہ رہا میرے پاس زمزم کے علاوہ کوئی شے نہ تھی۔ یہی مقدس پانی پیتا رہا اور قطعی طور پر کسی قسم کی کمزوری، بھوک محسوس نہیں ہوئی۔

★ صاحب جامع اللطیف نے ایک شخص کا واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ مسلسل تین دن مکہ مکرمہ رہا۔ زمزم پر ہی اکتفا کرتا رہا اور وہ زمزم پیتے تازہ دودھ کی کیفیت محسوس کرتا ...

- حافظ ذہبی طبقات میں نقل کرتے ہیں کہ خطیب بغدادی نے حج کے موقع پر تین مرتبہ زمزم پیا اور تین ہی دعائیں کیں ۔ دعائیں حسب ذیل تھیں ۔

۱۔ تاریخ بغداد پر عبور ہو

۲۔ جامع منصور میں استاد حدیث ہو جاؤں ۔

۳۔ بشر حافی کے پہلو میں دفن کیا جاؤں بہ ان کی تینوں دعائیں قبول ہوئیں ۔

- علامہ سبکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔ محمد بن اسحاق بن خزیمہ سے کہا گیا اس قدر علم کیسے حاصل کیا ۔ انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ زمزم جس مقصد کے لیے پیا جائے پورا ہوتا ہے ۔ میں نے جب بھی پیا علم نافع کی دعا کی ۔

- شیخ الاسلام ابن حجر فرماتے ہیں میں نے زمزم شریف پی کر دعا کی اے اللہ مجھے علم حدیث میں ذہبی جیسی ذہانت عطا فرما ۔ الحمد للہ میں اپنے اندر کہیں زیادہ فضل محسوس کرتا ہوں ۔ یہ زمزم کی برکت ہے ۔

- امام شافعی فرماتے ہیں میں نے زمزم شریف تین مقاصد کے لیے پیا ہے ۔ (۱) علم کے لیے (۲) تیر اندازی کے لیے (۳) جنت کے لیے ۔ دو مقاصد پورے ہو گئے ہیں جنت مل جائے گی ۔ انشاء اللہ ۔

- ابو عبد اللہ الہروی فرماتے ہیں میں سحری کے وقت حرم شریف میں تھا ۔ ایک بزرگ آئے انہوں نے زمزم پیا ان کا بچا کھچا میں نے بھی پی لیا وہ مجھے مزیدار ستو محسوس ہوئے ۔ دوسری رات پھر وہ آئے میں بھی ان کے پیچھے چلا گیا ۔ انہوں نے ڈول کھینچا پانی پیا میں نے بھی بچا ہوا پی لیا جو مجھے شہد جیسا محسوس ہوا ۔ تیسری رات وہ پھر آئے انہوں نے زمزم پیا پھر میں نے ان کا بچا ہوا پی لیا جو مجھے دودھ جیسا محسوس ہوا ۔ میں نے پوچھا آپ کون ہیں تو کہا اگر میری زندگی تک یہ راز نہ بتلائے تو بتا سکتا ہوں میں نے یہ شرط تسلیم کر لی ۔

انہوں نے کہا مجھے سفیان ثوری کہتے ہیں۔

- زمزم کا پینا بخار کو دور کرتا ہے۔
- دردِ سر کو زائل کرتا ہے۔
- شعبان کی ۱۵ کو یہ پانی معمول سے کہیں زیادہ بڑھ جاتا ہے۔
- علامہ فاسی فرماتے ہیں ایک مکی آدمی روم میں جاکر گرفتار ہوگیا اسے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔

بادشاہ ۔ تو کس جگہ سے آیا ہے

مکی ۔ میں مکہ مکرمہ سے آیا ہوں

بادشاہ ۔ تو ہزمہ جبریل کو جانتا ہے

مکی ۔ جی ہاں اچھی طرح سے

بادشاہ ۔ تو برہ کو جانتا ہے

مکی ۔ جی ہاں اچھی طرح سے

بادشاہ ۔ ان ناموں کے علاوہ بھی اس کا کوئی نام ہے

مکی ۔ جی ہاں اسے زمزم کہتے ہیں

بادشاہ ۔ ہاں ٹھیک ہے اس کا ذکر کتابوں میں بھی ہے اگر کوئی شخص اس پانی کے تین چلّو سر پر ڈال لے تو وہ ذلیل و رسوا نہیں ہوگا۔

- زمزم کا پانی اور جہنم کی آگ اکٹھے نہیں ہوں گے جس کے پیٹ میں زمزم گیا آگ نہیں جلائے گی۔ (جامع اللطیف ص۲۶۳ تا ۲۸۲)

وَصَلَّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

میرے والد گرامی کو شفا ملی: میرے والد گرامی حضرت پیر شاہ چراغ

علیہ الرحمۃ گھٹنوں میں درد کے مریض تھے۔ میں عرض کیا کرتا آپ حج پر حاضری دیں تو فرماتے گھٹنوں کے درد میں مبتلا ہوں طواف کیسے ہوگا۔ اتنا لمبا سفر کس طرح کرونگا منیٰ۔ عرفات۔ مزدلفہ کی حاضری کیسے ہوگی۔ میں نے عرض کی آپ حاضری دیں درد ختم ہو جائے گی۔ مان گئے درخواست دیدی گی جو منظور ہو گئی۔ حج کے دن قریب تھے۔ سیدھے حرم شریف میں حاضری ہوئی۔ طواف اور سعی میں پہلی مرتبہ خاصی دشواری ہوئی۔ عمرہ سے فارغ ہو کر مکان میں صبح شام زمزم کا استعمال کیا مجھے یقین تھا شفا ہو گی کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شفا فرمایا۔ منیٰ۔ عرفات۔ مزدلفہ کے سفر سے پہلے ہی قدرت نے والدِ گرامی کو شفا فرما دی۔ تمام امورِ حج بآسانی خود انجام دے کر واپس سا ہی وال پہنچ کر ۱۵ سال تک حیات رہے مگر یہ درد نہیں ہوئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مومنین کی روحیں اور چشمۂ زمزم

مجاہد بن یحییٰ بلخی فرماتے ہیں مکہ مکرمہ میں ایک خراسان کا باشندہ رہتا تھا وہ بڑا عابد زاہد شب زندہ دار شخص تھا۔ دن کو قرآن پاک پڑھتا ساری رات طواف کرتا ساٹھ سال سے مقیم تھا ایک اور صالح اور اس خراسانی کے درمیان دوستی تھی۔ اس صالح مرد نے اپنے خراسانی دوست کو دس ہزار دینار بطور امانت دیے اور سفر پر چلا گیا یہ سفر سے واپس پہنچا تو پتہ چلا اس کا خراسانی دوست فوت ہو چکا ہے یہ اس کے وارثوں کے پاس گیا اور اپنی امانت مانگی۔ انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا اس صالح شخص نے فقہاء مکہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا انہوں نے کہا ہمیں امید ہے تیرا خراسانی دوست جنتی ہوگا تو آدھی رات کے بعد چشمہ زمزم پر جا کر اندر جھانک کر آواز دینا او خراسانی میں امانت والا ہوں وہ تجھے جواب دے گا اس نے

ایسا ہی کیا مگر چشمہ زمزم سے جواب نہ آیا سارا واقعہ علماء مکہ سے ذکر کیا۔ انہوں نے افسوس کیا اور کہا ڈر ہے تیرا دوست جہنمی ہے اگر وہ جنتی ہوتا تو اس کی روح بھی یہاں ہوتی اب تو یمن میں بئر برہوت کنوئیں پہ جاکر اسی طرح بلا۔ تیرا دوست جواب دے گا وہ کنواں جہنم کے کنارے پہ ہے وہاں جہنمیوں کی روحیں اکٹھی ہوتی ہیں چنانچہ یہ یمن گئے وہ بیر برہوت پہ پہنچ کر آواز دی اے خراسانی میں صاحب امانت ہوں تو وہاں روحوں کو چیختے سُنا ایک سے پوچھا کیوں عذاب میں مبتلا ہے اس نے کہا میں ظالم تھا حرام کھاتا تھا ملک الموت نے مجھے یہاں پھینک دیا ہے۔ دوسری روح نے کہا میں عبد الملک بن مروان کی روح ہوں ظلم کی وجہ سے یہاں عذاب میں ہوں۔ یہ مرد صالح کہتے ہیں میں نے تیری آواز سنی یہ میرے دوست کی تھی میں نے پوچھا یہاں کیسے تو عابد و زاہد تھا۔ خراسانی نے کہا میری ایک معذور بہن تھی جس سے میں نے لاپرواہی اور قطع رحمی کی اسی وجہ سے ساری عبادات تباہ ہوگئیں اور مبتلاء عذاب ہوں اس نے پوچھا میری امانت کہاں ہے۔ خراسانی نے کہا میرے مکان کے فلاں کونے میں مدفون ہے جاکر نکال لو یہ مرد صالح صبح کو خراسانی کے مکان پر گیا وہاں سے دفینہ نکالا اور پھر یمن میں اس کی بہن کے پاس پہنچا۔ اس کی ضروریات پوری کیں وہ خوش ہوگئی یہ مرد صالح واپس مکہ شریف آیا پھر زمزم پہ گیا آواز دی خراسانی نے جواب دیا کہ میں اب امن میں ہوں اور بئر برہوت سے نجات مل گئی اب چشمہ زمزم پہ ہوں۔

(جامع اللطیف ص۲۱۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم

نتائج

اس واقعہ سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں۔

- مومنین کی روحیں چشمۂ زمزم پر کفار کی بیئر برہوت پر اکھٹی ہوتی ہیں۔
- عالم خلق اور عالم برزخ میں رابطہ رہتا ہے
- عالم خلق میں رہنے والا عالم برزخ کے باسی سے بات کر لیتا ہے۔
- قطع رحمی سے اعمال بے کار ہو جاتے ہیں۔
- حقوق العباد سے لاپرواہی عذاب کا سبب بنتی ہے
- موت فنا کا نام نہیں بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا نام ہے۔
- برزخ والوں سے خلق کے مسائل حل ہوتے ہیں۔
- پچھلوں کے کام میّت کو فائدہ دیتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم

زمزم پینے کے آداب

- برتن دائیں ہاتھ میں لے قبلہ رُخ ہو کر تین سانس میں پیئے
- سیدنا عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ کھڑے ہو کر پانی پی رہے تھے۔
- سیدنا عبداللہ ابن عباس زمزم پیتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے اَللّٰھُمَّ اِنی اسئلك علما نافعا و رزقا واسعا وشفاء من کل داءٍ۔
- سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمزم کے کنوئیں پہ تشریف لائے آپ کو زمزم پیش کیا گیا آپ نے وضو فرمایا۔
- حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ نے زمزم شریف کے ڈول سے کچھ پانی پیا۔ کچھ کلی پھینک کر چاہ زمزم میں ڈلوا دیا۔

- سید عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چاہ زمزم پہ آئے آپ نے پانی طلب فرمایا میں نے ڈول نکال کر سامنے رکھ دیا۔ حضور علیہ السلام نے بسم اللہ شریف پڑھ کر پیا پھر سر اٹھایا الحمد للہ پڑھا تیسری مرتبہ بھی ایسے ہی کیا۔ (تاریخ مکہ ص۴۰۲ ج ۲)
- حضرت سوید فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک نے زمزم پیا پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے دعا کی اے اللہ میں نے زمزم اس نیت سے پیا ہے کہ میدان قیامت میں پیاس سے نجات مل جائے تو میرے اس مقصد کو پورا فرما دے۔

(جامع اللطیف ص۱۷)

- زمزم شریف دنیا بھر میں لے جایا جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمر کو پیغام دیا کہ زمزم شریف جلد پہنچا دیں (تاریخ مکہ ص۴۰۳)
- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حج پہ جائیں تو زمزم لائیں۔
- حضرت کعب زمزم شریف پیتے اور کچھ جسم پہ ڈال لیتے۔ سیدنا امیر معاویہ زمزم شریف پیتے اور بچا ہوا کپڑوں پہ ڈال لیتے۔ (تاریخ مکہ ص۴۰۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ملتزم کی فضیلت

حجر اسود اور کعبہ شریف کے دروازہ کی درمیانی جگہ کا نام ملتزم ہے یہ بھی ان مقدس مقامات میں سے ایک ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے یہ حصہ تقریباً چھ فٹ ہے

- ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مادعا أحد بشیٔ فی ھذا الملتزم الا استجیب لہ۔ کوئی ایسی دعا نہیں جو ملتزم کے پاس کی جائے اور وہ قبول نہ ہو۔ (جامع اللطیف ص۴۴)

- عمرو بن دینار فرماتے ہیں ملتزم کے پاس میں نے جو بھی دعا کی قبول ہو گئی۔ حمیدی ابو الحسن، محمد بن حسن، ابو اسامہ، حسن بن رشیق، ابو علی، جار اللہ سبھی نے اپنا تجربہ بتایا ہے کہ یہاں پہ کی گئی دعا قبول ہوتی ہے (جامع اللطیف صـ۴۲)
- یاقوت حموی کہتے ہیں اسے ملتزم کہنے کی وجہ یہ ہے یہاں پر دعا لزوم کے ساتھ قبول ہوتی ہے۔ (اللطیف صـ۴۴)
- سیدنا آدم علیہ السلام نے طواف سے فارغ ہو کر یہاں پہ کھڑے ہو کر دعا مانگی
- سیدنا عبد اللہ ابن عباس نے اپنا سینہ دیوار اطہر سے لگائے ہاتھ پھیلائے اور فرمایا اس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم

زمزم کا پانی آب کوثر سے افضل ہے

شیخ الاسلام سراج الدین بلقیسی نے فرمایا زمزم کا پانی آب کوثر سے افضل ہے کہ معراج کی شب شق صدر کے موقع حضور علیہ السلام کا سینہ مبارک زمزم سے دھویا گیا اور یہ غسل تمام پانیوں سے افضل پانی سے ہی دیا جا سکتا تھا (جامع اللطیف صـ۲۶۵)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم

زمزم سے شفا ہوئی

حمزہ بن واصل اپنے والد گرامی سے ایک واقعہ نقل کرتے ہیں حرم الوزیر میں ایک آدمی نے ستو کھلائے ان میں سوئی تھی وہ حلق میں چبھ گئی۔ یہ آدمی موت وحیات کی کشمکش میں ہے لاکھ جتن کیے گئے آرام نہ ہوا۔ اس نے کہا اس کا آخری علاج یہ ہے زمزم پلاؤ صحت ہو جائے گی چنانچہ زمزم پینے کی برکت سے اسے شفا ملی۔

وہ کہتے ہیں میرے والد نے اس آدمی کو کئی دن بعد دیکھا حرم میں مزے سے رہ رہا ہے اور مکمل صحت یاب ہے۔ (شفاء الغرام ص۲۵۶ ج ۱۔ کتاب الاعلام ص۴۴، جامع اللطیف ۲۶۵)

ایک یمنی جو استسقاء کے مرض میں مبتلا تھا اسے یمن کے طبیبوں نے لاعلاج قرار دے دیا مکہ مکرمہ پہنچا یہاں کے طبیبوں نے معذرت کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں زم زم پینے کی خواہش پیدا کر دی اس نے پیٹ بھر کر زم زم پیا قدرت نے شفا بخش دی۔ (شفاء الغرام ص۲۵۵ ج ۱، جامع اللطیف ص۲۶۵)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

حطیم شریف

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے الحطیم الجدار حطیم کا معنی دیوار کا ہے یعنی کعبہ کی دیوار۔ ابتداءً کعبہ شریف کی وسعت یہاں تک تھی پھر قریش نے مالی کمزوری کے باعث کم کر دی۔ امام ارزقی فرماتے ہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو اسی مقام پہ بٹھایا تھا۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس دیوار کے بارے میں حضور علیہ السلام سے سوال کیا کہ یہ حصہ بیت اللہ شریف میں شامل ہے؟ فرمایا ہاں شامل ہے۔ ام المؤمنین نے عرض کی اسے داخل کعبہ کیوں نہ کر لیا گیا جواباً فرمایا حلال طیب رقم ناکافی ہونے کے باعث اس حصہ کو چھوڑ کر باقی تعمیر کر لی گئی۔

◆ ایک موقعہ پر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے دربار رسالت میں عرض کی حضور کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھنا چاہتی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین کو حطیم میں لا کھڑا کیا اور فرمایا جب جی چاہے یہاں نماز پڑھ لیا کرو۔ یہ کعبہ کا ہی حصہ ہے۔

(ترمذی شریف ص: ۲۲۱، ج-۱)

◆ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا حطیم کے دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا ہے جس نے حطیم کعبہ میں دو نفل پڑھے اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (تاریخ مکہ ص ۲۳۳)

◆ ایک مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ میزاب رحمت کے نیچے کھڑے ہو کر حاضرین سے فرمایا میں اب جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوں۔

◆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میزاب کے نیچے کھڑے ہو کر کی گئی دعا قبول ہوتی ہے۔

◆ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے حطیم میں کھڑے ہو کر فرمایا ایک مرتبہ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام نے شدید گرمی کا شکوہ کیا وحی آئی اسمٰعیل میں تیرے لیے جنت کے دو دروازے حطیم میں کھول دوں گا۔ (اخبار مکہ ص: ۲۲۱)

◆ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ نے اپنے مشہور قصیدہ معراجیہ میں میزاب اور حطیم کا اس طرح ذکر فرمایا ہے۔

یہ جھوما میزاب زر کا جھومر آرہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

◆ حطیم شریف کی مرمت و تجدید میں مندرجہ ذیل خوش نصیبوں نے اپنے اپنے وقت میں حصہ لیا۔

◆ خلیفہ ابوجعفر منصور۔ خلیفہ المہدی العباسی۔ خلیفہ المتوکل علی اللہ۔ خلیفہ المعتضد باللہ۔ وزیر جمال الدین جواد۔ خلیفہ الناصر العباسی۔ خلیفہ المستنصر۔ ملک مظفر۔ ملک الناصر۔ ملک اشرف علی۔ ملک الظاہر۔ القائد علاء الدین۔ امیر زین الدین سودون المحمدی۔ سلطان جقمق۔ سلطان قائتبائی۔ سلطان الغوری۔ سلطان سلیمان خاں۔ سلطان مراد خاں۔ سلطان محمد خاں۔ سلطان عبدالمجید خاں۔ سلطان عبدالعزیز

شریف حسین ابن علی۔ شاہ خالد بن مسعود ۱۴۰۰ ہجری سے لے کر ۱۴۰۶ ہجری تک یہ تعمیر و تجدید جاری رہی۔ (تاریخ مکہ ص ۲۳۸)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

حریّت ہاجرہ رضی اللہ عنہا

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابراہیم سیدنا اسمٰعیل علیہم السلام سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا، آبادی مکہ مکرمہ، زم زم شریف کے ذکرِ خیر کے ساتھ ہی سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا پر یہودیوں کی طرف سے ہونے والے بے جا اعتراض کا بھی تجزیہ کر لیا جائے۔ متعصب قسم کے یہود نے محض تعصب کی بنا پر سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو لونڈی کہا ہے۔ اس مسئلہ پر یہود نے زور اس لیے دیا ہے کہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو کنیز زادہ ثابت کر کے حضور سید عالم علیہ السلام کی شخصیت کو مطعون کر سکیں اور یہ بتایا جائے کہ سیدنا اسمٰعیل وراثتِ ابراہیمی میں برابر کے شریک نہیں۔ اسلامی کتب تو حریّتِ ہاجرہ کے عنوان سے بھری پڑی ہیں یہاں مخالفین کے ہی چند حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

- عربی توراۃ پراشہ ۱۶-۳ پیشوق ۳ میں واضح موجود ہے کہ ہاجرہ ابراہیم علیہ السلام کی بیوی تھیں نہ کہ لونڈی کہ ہاجرہ کی نسبت وہی لفظ آیا ہے جو حضرت سارہ کی نسبت تھا۔ ایشیا، (بیوی)

- عبرانی صحیفہ بریشلات ۱۶-۱ میں ہاجرہ کی نسبت لفظ "شفحہ" موجود ہے جس کا معنیٰ خاندانی شخص، شہزادہ یا شہزادی کے ہیں۔

- تفسیر مسٹر ہارون جلد ۳ صفحہ ۴ میں ہے آپ کی دوسری بیوی ہاجرہ حرم کہلائیں یہودیوں کے عظیم مفسر توریت "ابی شلوملو" کتاب پیدائش کی تفسیر میں حضرت

ہاجرہ کی نسبت لکھتے ہیں بث بوعه هایشا کثیراً نسیم شنعثه ساره مرتاب شیتها بیٔ شفحه بیت زه ولو کبیرہ بیت اخیرہ وہ شہزادی تھی جب بادشاہ نے سارہ کی کرامت دیکھی تو بولا کہ میری بیٹی کا اس گھر میں خادمہ ہونا دوسرے گھر میں ملکہ ہونے سے بہتر ہے (البراہین الباہرہ فی حریت الہاجرہ صلا۲۲۲) آئینہ حق ص۱۱۱ ۔ مفسر توراۃ کی اس واضح تحریر کے بعد اعتراض کی گنجائش تو نہیں تاہم قدرے مزید وضاحت ہے ۔ عبرانی زبان میں غلام لونڈی کے لیے مختلف الفاظ موجود ہیں جو غلام یا لونڈی جنگ سے بطور غنیمت ملے اسے " شیبوت " کہتے ہیں جو رقم سے خریدا جائے اسے "مقنت کنتف " کہتے ہیں ۔ جو بچے غلام لونڈی سے پیدا ہوں انہیں " یلید یا یت " کہتے ہیں ۔ تمام عبرانی توراۃ میں سیدہ سارہ کے لیے کوئی ایک لفظ بھی استعمال نہیں کیا گیا ۔

یکذٰ قال قاضی منصور پوری فی کتابہ المشہور رحمۃ للعالمین ۔

سوال : عبرانی تورات میں موجود ہے حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ سے " اَمتی " میری کنیز کہا ہے ۔

جواب : متعدد بیویوں کا ایک دوسری کو ایسے لفظ استعمال کرنا حجت نہیں بن سکتا کہ ایک سوکن ، دوسری کو ناراضگی میں یہی کہہ سکتی ہے ۔

● علامہ ابن ہشام نے کتاب التیجان میں ، ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں لکھا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اور حضرت سارہ حران سے چل کر سرزمین اردن پہنچے تو یہاں صادق نامی بادشاہ تھا جب اس نے بی بی سارہ پر دست درازی کا ارادہ کیا اور ناکام رہا تو اس نے سیدہ سارہ کی کرامت دیکھ کر اپنی بیٹی ہاجرہ کو ابراہیم کے حوالے کر دیا ' آئینہ حق ص۱۱۲ ۔

◆ اس عنوان پر مزید تحقیق مطلوب ہو تو ہماری کتاب آئینۂ حق کا مطالعہ مفید رہے گا لفظ ہاجرہ عبرانی لفظ" ہاغاز" ہے، اجنبی بیگانہ کے معنی میں بولا جاتا ہے یہ فرعونِ مصر کی شاہزادی تھی۔ بادشاہ نے سارہ کی کرامت سے متاثر ہو کر حضرت ہاجرہ کو ابراہیم علیہ السلام کی ذریت کے لیے وقف کر دیا۔ یہود کی معتبر تاریخ سفر ایشیا ریں ہے کہ ہاجرہ فرعون کی بیٹی تھی۔ سید سلیمان اور کتاب الہدیٰ کے مؤلف نے بھی یہی لکھا ہے۔ امام سہیلی نے ارض الانف میں لکھا ہے سیدہ ہاجرہ مصر کے قبطی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کی شہزادی تھیں۔ ارض القرآن ص۲۸۔ کتاب الہدیٰ ص۲۷۔ ارض الانف ص۱۱ بحوالہ تاریخِ مکہ ص۵۰ ج ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

رکن یمانی

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجرِ اسود اور رکن یمانی کا استلام کبھی ترک نہیں کیا۔ رکن عراقی اور شامی کا استلام نہیں فرمایا (بخاری شریف ص ۲۱۶، ج ۱۔ مسلم ص ۴۱۲، ج ۱)

◆ بیت اللہ شریف کے چاروں کونے ارکان کہلاتے ہیں۔ حجر اسود۔ رکن عراقی رکن شامی۔ رکن یمانی۔ امام کیتھلی فرماتے ہیں یہ کونہ تعمیر کرنے والا ابی بن سالم یمانی تھا اس لیے یہ یمانی مشہور رہا۔ سیدنا خلیل علیہ السلام نے جو تعمیر فرمائی وہ ان چاروں ارکان پر مشتمل تھی اور آپ ہر کونے کا استلام فرماتے تھے تعمیر قریش میں مالی کمی کے باعث یہ کونے شامل بیت اللہ نہ ہو سکے اور دیوار کر کے نشان قائم کیا گیا اسی دیوار کو حطیم کہتے ہیں۔

◆ حضور سید عالم نے فرمایا رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں جو شخص رکن

یمانی پر پہنچ کر یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ تو یہ ستر فرشتے اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں۔ ۵۵۹ھ میں زلزلہ کے باعث رکنِ یمانی کو نقصان پہنچا جسے بعد میں مرمت کر دیا گیا۔

وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم

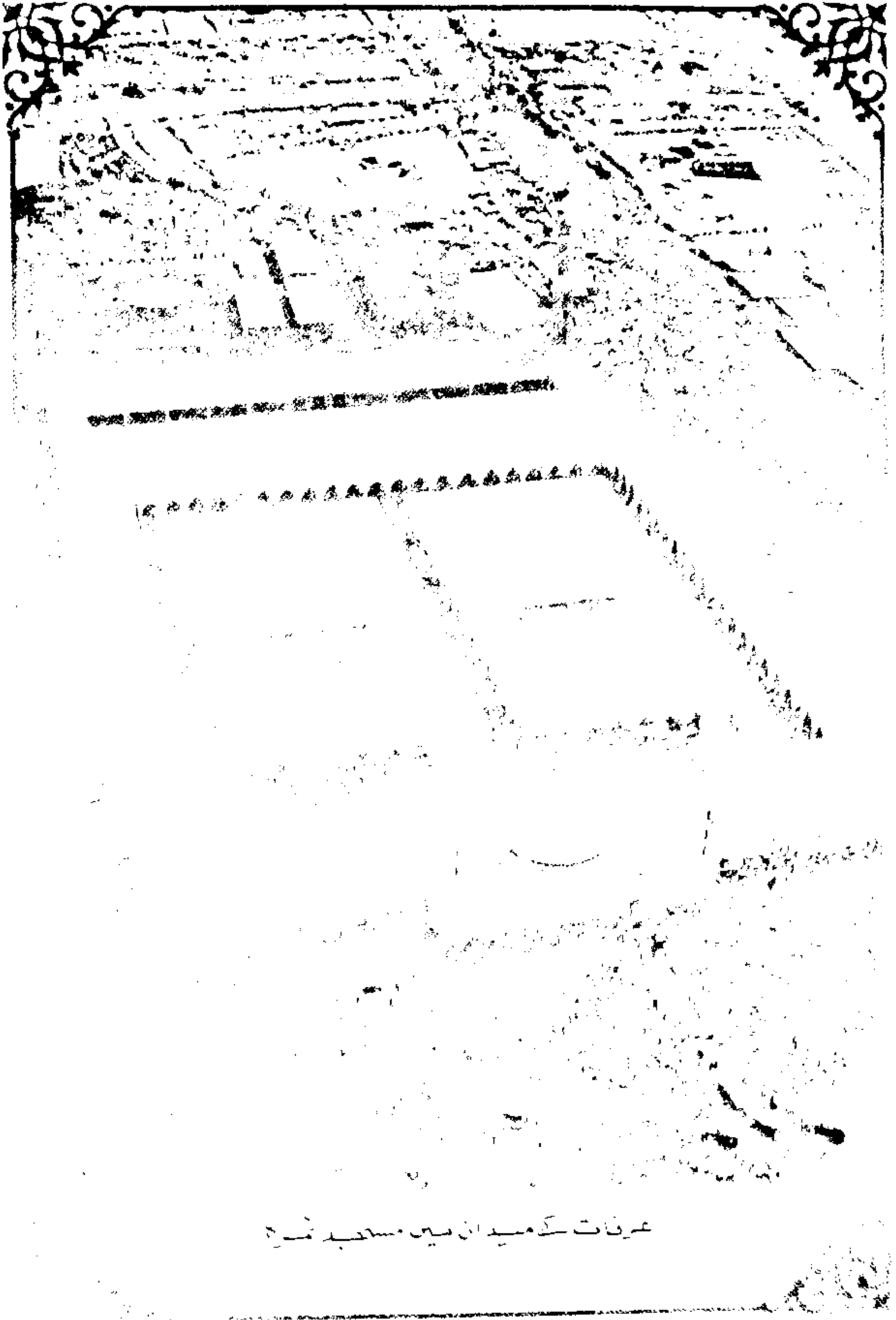
میزابِ رحمت

بیت اللہ شریف کی چھت کے پرنالہ کو میزاب رحمت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ چھت کا پانی حطیم میں گرتا تھا۔ اس پرنالے کو متعدد مرتبہ تبدیل کیا گیا۔ ولید بن عبدالملک نے اولاً لکڑی پر چاندی چڑھائی پھر باہر اور سونا چڑھا دیا۔ ۵۲۹ھ میں ابوالقاسم نے میزاب نصب کیا۔ ۵۴۱ھ میں خلیفہ المکتفی باللہ نے خدمات انجام دیں۔ ۸۱۰ھ میں سلطان احمد خاں نے چاندی کا میزاب بھیجا۔ اس کے بعد سلطان عبدالمجید خان نے قسطنطنیہ میں سونے کا میزاب بنوایا۔ ۱۲۷۶ھ میں رضا پاشا کے ہاتھ بھیج کر کعبہ شریف میں نصب کر دیا۔ یہی آج تک موجود ہے۔ (تاریخ مکہ ص ۲۳۸، ج ۲۔) حطیم کا ذکر گزر چکا ہے۔

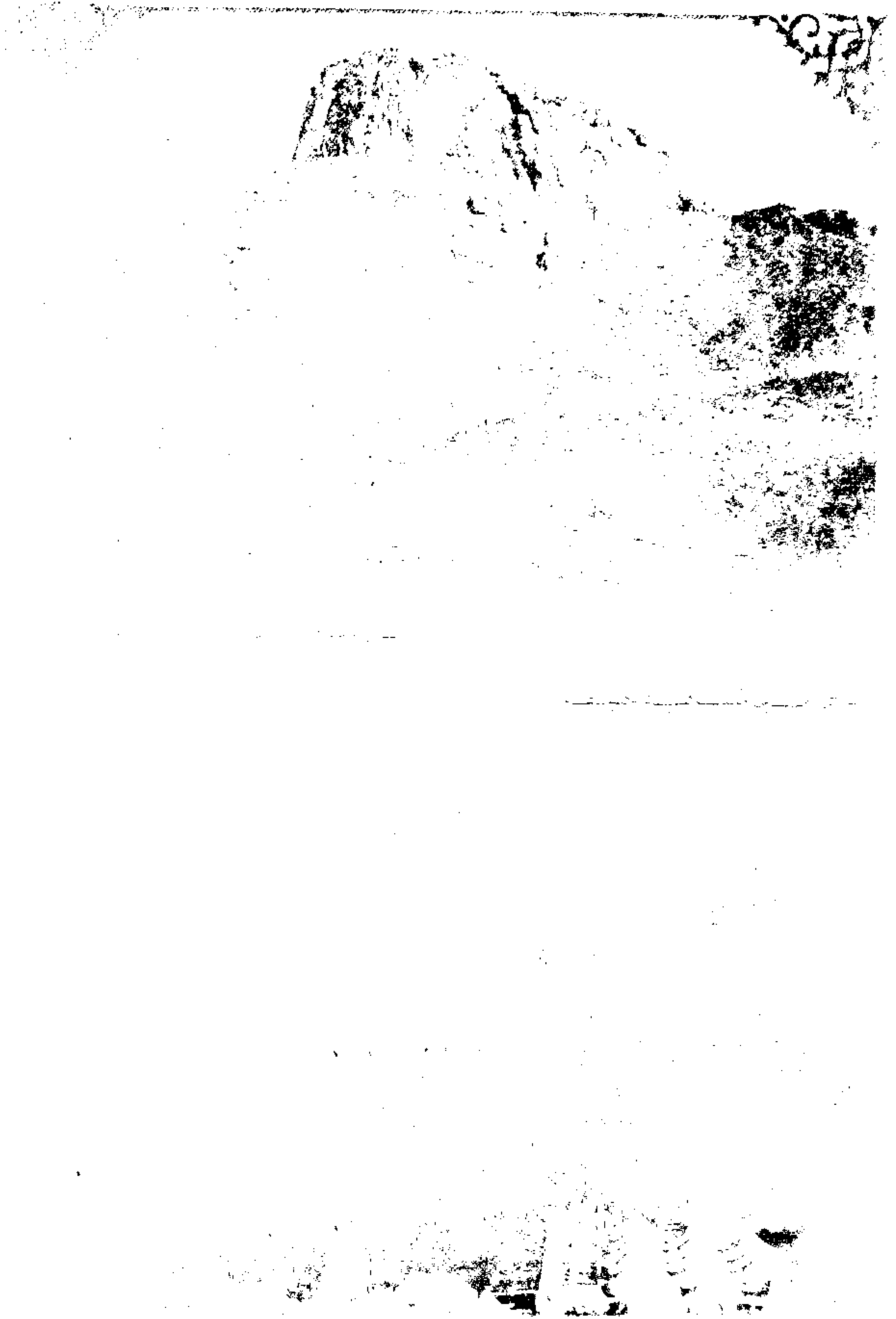
وصلی اللہ تعالی علی حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہ وسلم

عظمتِ سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام

مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان یہ مسئلہ بھی اختلافی پہلو رکھتا ہے کہ اسحاق و اسمٰعیل علیہم السلام میں عظمت کسے حاصل ہے اور اکلوتا بیٹا کون ہے۔ ہم تو قائل ہیں ہی عظمت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر توراۃ و زبور سے بھی ملتا ہے مثلاً



عرفات کے میدان میں مسجد نمرہ





جبل نور پر واقع غار حرا کے سامنے عقیدت مند نفل ادا کر رہے ہیں

- اور خداوند کے فرشتہ نے اس سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہوگا اس کا نام اسمٰعیل رکھنا۔ اس لیے کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا۔ پیدائش ۱۶/۱۱
اس درس میں جہاں سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی عظمت کا ذکر ہے وہاں سیدہ ہاجرہ کا شرف بھی واضح ہے کہ آپ کی گفتگو فرشتہ سے ہوئی تھی اور فرشتہ عموماً حاضری میں رہتا تھا۔

- دوسری جگہ اس طرح ذکر ہے " اور خداوند نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا مت ڈر"۔ ۲۱/۱۷۔

- تیسری جگہ اس طرح ذکر ہے " اسمٰعیل علیہ السلام کا نام فرشتہ کے ذریعہ ان کی والدہ نے رکھا" پیدائش ۱۶/۱۱۔ یہ شرف سیدنا اسحاق علیہ السلام کو حاصل نہیں۔

- چوتھی جگہ اس طرح ہے " اسمٰعیل کے حق میں نے تیری دعا سنی دیکھ میں اُسے برکت دوں گا اور اسے آبرومند کروں گا اور اُسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بنا دوں گا" پیدائش ۱۷/۲۰۔

- پانچویں جگہ پر سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کا ذکر اس طرح موجود ہے اور " انجیل سے عماسا پیدا ہوا اور عماسا کا باپ اسمٰعیل تھا" تواریخ ۲/۱۷۔ اس درس کو بغور دیکھنے سے واضح ہوتا ہے اسحاقیوں کی بیٹیاں اسمٰعیلیوں کے گھر تھیں۔

- پانچویں جگہ پر اسحاق و اسمٰعیل علیہما السلام دونوں کا ذکرِ خیر اس طرح ہے " اور اس کے بیٹے اسحاق اور اسمٰعیل علیہما السلام نے مکفیلہ کے غار میں جو مرے کے سامنے حتی صخر کے بیٹے عفرون کے کھیت میں ہے اسے دفن کیا۔ پیدائش ۲۵/۹۔ اس درس سے ثابت ہے دونوں بیٹے باپ کی تجہیز و تکفین میں شریک تھے۔

بنی اسرائیل کا اسمٰعیل علیہ السلام کو الگ کرنا عظیم ظلم ہے۔ اس عنوان پر مزید معلومات مطلوب ہوں تو ہماری کتاب آئینہ حق کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام ہیں

ہمارے اور عیسائیوں کے درمیان یہ ایک مسئلہ بھی متنازعہ فیہ ہے کہ ذبیح اسمٰعیل ہیں یا اسحٰق علیہ السلام۔ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ ذبیح اسحاق ہیں مگر ہمارا موقف ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔ اس عنوان پر صرف توراۃ ہی کے حوالوں پر اکتفا مناسب سمجھتا ہوں۔

○ ایک جگہ یہ اس طرح درج ہے "خداوند کریم فرماتا ہے چونکہ تو نے یہ کام کیا کہ اپنے بیٹے کو جو تیرا اکلوتا ہے۔ دریغ نہ رکھا اس لیے میں نے بھی اپنی ذات کی قسم کھائی ہے کہ میں تجھے برکت پر برکت دوں گا (پیدائش ۲۲/۱۶) اس درس سے واضح ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کی قربانی پیش کی۔ اب اکلوتا بیٹا کون ہے اسمٰعیل یا اسحٰق علیہما السلام آنے والے دو درسوں سے یہ واضح ہے۔

○ دوسری جگہ پر ہے "جب ابراہام سے اسمٰعیل پیدا ہوا تب ابراہام کی عمر چھیاسی برس کی تھی (پیدائش ۱۶/۱۶)

○ تیسری جگہ پر یوں ہے "اور اس کا بیٹا اسحٰق اس سے پیدا ہوا تو ابراہام سو برس کا تھا۔ (پیدائش ۲۱/۲۵)

دوسرے اور تیسرے حوالے کو بغور دیکھنے سے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے کہ اکلوتے اسمٰعیل ہیں جو ۸۶ برس کی عمر میں سیدنا ابراہیم کو عطا ہوئے اور اسحاق سو برس کی

عمر میں ملے ۔ نیز ذبیح کے نشانات بھی مکہ میں ہی پائے جاتے ہیں ۔ قربانی کی سنت بھی یہی دلالت کر رہی ہے کہ مذبح مکہ تھا ۔

● چوتھی جگہ یہ اس طرح ہے مدیان اور عیفا کی سانڈنیاں آ کر تیرے گرد بے شمار ہوں گی ۔ قیدار کی سب بھیڑیں تیرے پاس جمع ہوں گی ۔ نیابوت کے مینڈھے تیری خدمت میں حاضر ہوں گے اور میں اپنے شوکت والے گھر کو جلال بخشوں گا ۔ یعیاہ ۶۰ شوکت کے گھر سے مراد بیت اللہ شریف ہے ۔ مدیان اور عیفا اسماعیل علیہ السلام کے بھائی ہیں ۔ قیدار اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے جو بڑھ کر قبیلے ہو گئے اور قربانی کے وقت مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں ۔ اس درس سے واضح ہے کہ ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام تھے جن کی یادگار ان کی اولاد میں آج تک قائم ہے ۔

● یہ قصہ مقام موریاہ میں ہوا ۔ "پیدائش ۲۲/۲ ۔ موریاہ مروہ کا دوسرا نام ہے ۔ پانچویں جگہ یہ اس طرح ہے اور تیری اولاد اپنے دشمنوں کے پھاٹک کی مالک ہوگی ۔" پیدائش ۲۲/۱۷ ۔

یہ واضح ہے بنی اسرائیل ہمیشہ دشمنوں سے مغلوب رہے ۔ فرعون نے عذاب میں رکھا ۔ فقح بن املیہ نے ایک لاکھ ۲۲ ہزار اسرائیلی قتل کیے ۔ ۲ تواریخ ۲۸/۶ ۔ بخت نصر نے توراۃ جلائی ۔ طیطس نے یروشلم میں ۳۰ لاکھ اسرائیلی تباہ کیے ۔ دقیانوس نے تباہی مچائی ۔ بحمدہ تعالیٰ اسماعیلی ہمیشہ غالب رہے ۔ تاریخ میں ہونے والی جنگوں کا جائزہ لیں ۔ اس عنوان پر مزید وضاحت مطلوب ہو تو ہماری کتاب "آئینہ حق" کا مطالعہ مفید رہے گا ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم



۸ھ سے ۱۳۴۳ھ تک مکہ کے حکمران

- سیدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ
- سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
- ہبیرہ بن سہل ثقفی رضی اللہ عنہ
- قنفقہ ابن عمیر بن جدعان التیمی
- نافع بن الحارث الخزاعی
- طارق بن الحارث عبدالرحمٰن بن ابڑی

علی بن عدی حارث بن نوفل، عبداللہ ابن خالد عبداللہ ابن عامر الحضرمی۔
ابو قتادہ انصاری، قثم ابن عباس، معبد ابن عباس، الحارث ابن الربعی۔
عتبہ ابن ابی سفیان، خالد بن العاص المخزومی، مروان بن الحکم۔
عمر بن سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، خالد بن السعید ابن ابی العیص۔
عمر بن سعید، ولید بن عتبہ، عثمان بن محمد، حارث بن خالد، عبدالرحمٰن بن زید۔
یحییٰ بن حکیم، عبداللہ بن زبیر، حجاج بن یوسف الثقفی، حارث بن خالد
مخزومی۔ خالد بن عبداللہ القسری۔ عبداللہ بن سفیان المخزومی۔ عبدالعزیز بن
عبداللہ۔ نافع بن علقمہ، یحییٰ بن حکیم، عمر بن عبدالعزیز۔ خالد بن عبداللہ۔
خالد بن عبداللہ، طلحہ بن داؤد، عبدالعزیز بن خالد، عبدالعزیز بن عبداللہ اموی
محمد بن طلحہ۔ عروہ بن عیاض۔ عبداللہ بن قیس۔ عثمان بن عبداللہ۔ عبدالعزیز
بن عبداللہ۔ عبدالرحمٰن بن ضحاک، عبدالواحد بن عبداللہ النصری۔ عبدالواحد بن
عبداللہ، ابراہیم بن ہشام، محمد بن عبداللہ، یوسف بن محمد ثقفی، عبدالعزیز بن
عمر، عبدالواحد بن سلیمان، ابوحمزہ الخارجی، ولید بن عروہ، عبدالملک بن محمد

الولید بن عروہ السعدی، محمد بن عبدالملک، محمد بن علی، داؤد بن علی، العباس بن عبداللہ زیاد بن عبداللہ الحارثی۔ الہیثم بن معاویہ العتکی، محمد بن حسن بن معاویہ، السیدی بن عبداللہ۔ عبدالصمد بن علی، محمد بن ابراہیم۔ ابراہیم بن یحییٰ۔ جعفر بن سلیمان، عبداللہ بن قثم۔ محمد بن ابراہیم الامام، عبداللہ بن قثم، حسین بن علی، محمد بن عبدالرحمٰن سقیانی احمد بن اسماعیل۔ محمد بن ابراہیم حمادی، سلیمان بن جعفر، عباس بن موسیٰ۔ عباس بن محمد، عبداللہ بن محمد۔ عبداللہ بن قثم، عبداللہ بن محمد۔ علی بن موسیٰ، فضیل بن عباس، محمد بن عبداللہ، موسیٰ ابن عیسیٰ، داؤد بن عیسیٰ۔ حسین بن علی، محمد بن جعفر، عبداللہ بن حسن، صالح بن عباس، حمدون بن علی، منیر بن محمد، ابراہیم بن موسیٰ، سلیمان بن عبداللہ۔ محمد بن سلیمان، عبیداللہ بن عبداللہ، محمد بن سلیمان ذینی۔ صالح بن عباس، محمد بن داؤد۔ محمد بن علی المنصور، علی بن عیسےٰ، عبداللہ ابن محمد۔ عبدالصمد بن موسیٰ۔ شہزادہ العباس، جعفر بن فضیل۔ اسمٰعیل بن یوسف۔ اسمٰعیل بن یوسف۔ عیسیٰ بن محمد۔ علی بن حسن ہاشمی۔ ابواحمد طلحہ۔ ابراہیم بن محمد۔ محمد بن عیسیٰ بن ابو مغیرہ الفضل ابن عباس۔ محمد بن عیسیٰ۔ محمد بن اسماعیل، محمد بن ابی ساج۔ احمد بن طولون۔ یوسف ابن ابی ساج۔ ابوعیسیٰ محمد بن یحییٰ، محمد بن المتوکل۔ ابن محارب محمد بن طغج۔ محمد بن عبداللہ العلوی۔ جعفر بن محمد۔ ابوالفتوح حسن بن جعفر، شاکر بن الفتوح، محمد بن جعفر، علی بن محمد، ابن ابی ہاشم، قاسم بن محمد۔ اصبہید بن ساتکین۔ فلیقہ بن قاسم، ہاشم بن خلیقہ، قاسم بن ہاشم، عیسیٰ بن خلیقہ۔ مالک بن خلیقہ ۵۶۶ھ کو صرف آدھا دن برسرِ اقتدار رہا) داؤد بن عیسیٰ۔ بکثر بن عیسےٰ، طغتکین بن ایوب۔ قتادہ بن ادریس۔ حسن بن قتادہ ۶۱۹ھ۔ ملک مسعود۔ اقباشی ناصری نورالدین۔ عمر بن علی طغتکین الترکی، باجح ابن قتادہ، حسن بن علی بن قتادہ۔ ابوسعد علی بن قتادہ، حماز بن حسن، راجح بن قتادہ، غانم، ادریس بن قتادہ۔

ابونمی ابن ابی سعد، ظفر بن برطاس، حجاز بن شیحہ، حمیضہ، رمیثہ، ابوالغیث عطیفہ۔ عجلان، ثقبہ، احمد بن ثقبہ۔ طفیل بن مبارک۔ علی بن عجلان۔ محمد بن عجلان حسن بن عجلان۔ برکات بن حسن۔ رمیثہ بن محمد۔ حسن بن عجلان۔ زین الدین۔ علی بن عنان۔ ۸۴۵ھ سے ۱۳۴۳ھ تک حکمرانوں کی تفصیل مراۃ الحرمین میں اس طرح ہے۔ علی بن حسن۔ برکات بن حسن۔ ابوالقاسم بن حسن۔ برکات بن حسن۔ محمد بن برکات۔ برکات بن محمد۔ ہزاع بن محمد۔ احمد بن محمد۔ حمیضہ بن محمد۔ ابوطالب بن حسن۔ ادریس بن حسن۔ فہیم۔ محسن بن حسین۔ احمد بن عبدالمطلب۔ سعود بن ادریس عبداللہ بن حسن۔ محمد بن عبداللہ۔ زید بن محسن، نامی بن عبدالمطلب۔ سعید بن زید۔ احمد بن زید۔ برکات بن محمد المتوفی ۱۰۹۴ھ۔ سعید بن برکات۔ احمد بن زید۔ احمد بن غالب۔ سعید بن سعد۔ محسن بن حسین۔ مساعد بن سعد۔ سعید بن سعد۔ سعد بن زید ۱۱۰۵ھ عبداللہ بن ہاشم۔ سعد بن زید۔ عبدالمحسن بن احمد۔ عبدالکریم بن یعلیٰ۔ سعد بن زید۔ سعید بن سعد۔ عبداللہ بن سعید ۱۱۳۰ھ علی بن سعید۔ یحییٰ بن برکات۔ مبارک بن احمد۔ یحییٰ بن برکات۔ برکات بن یحییٰ۔ عبداللہ ابن سعید۔ محمد بن عبداللہ۔ مسعود بن سعید۔ مسعود بن عبداللہ۔ مساعد بن سعد۔ جعفر ابن سعید ۱۱۷۳ھ۔ مساعد بن سعید۔ عبداللہ بن سعید۔ عبداللہ بن حسین۔ احمد بن سعید۔ سرور بن مساعد، غالب بن مساعد۔ یحییٰ بن سرور۔ عبدالمطلب بن غالب۔ محمد بن عبدالمعین، عبداللہ پاشا بن محمد۔ عبدالمطلب بن غالب ۱۲۹۹ھ عون الرفیق پاشا بن محمد ۱۳۲۳ھ علی پاشا۔ حسین بن علی۔ یہ دولت عثمانیہ ترکیہ کے آخری گورنر تھے۔ اس کے بعد سلطان عبدالعزیز بن سعود کے دورِ حکومت میں پہلے گورنر خالد بن معری مقرر ہوئے۔

نوٹ: یہ تفصیلات۔ امراء حکام۔ شفاء الغرام۔ مراۃ الحرمین۔ تاریخ مکہ کے

مختلف مقامات سے حاصل کی گئیں ۔ وہ حکمران جو وقتی طور پر نامزد کیے گئے حج کے موقعہ پر یا کسی جنگ کے وقت وہ ان سے الگ ہیں ۔ ان کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے تاریخ مکہ ص۲۱۶ ج ۱ کا مطالعہ موزوں رہے گا ۔

حرم انور کے دروازوں کے نام

سمت مشرق

باب دار ارقم ۔ باب بنی ہاشم ۔ باب علی ۔ باب عباس ۔ باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ باب السلام ۔ باب بنی شیبہ ۔ باب الحجون ۔ باب منیٰ ۔ باب المصلیٰ ۔ باب المدعیٰ ۔ باب عرفہ ، باب مروہ ، باب المحصّب ۔ باب المراد ۔

سمت مغرب

باب بلال ۔ باب شبیکہ ۔ باب ابراہیم ۔ باب ابوبکر صدیق ۔ باب الہجرہ ۔ باب الوداع ۔ باب اجهانی ۔ باب عبدالعزیز

سمت جنوب

باب جیار ۔ باب بلال ۔ باب حنین ۔ باب اسماعیل ۔ باب ابو قبیس ۔ باب الصفا ۔

سمت شمال

باب الفتح ۔ باب عمر فاروق ۔ باب الندوۃ ۔ باب الشامیہ ۔ باب القریش ۔ باب المدینۃ المنورہ ۔ باب الحدیبیہ ۔ باب عمرہ ۔

نوٹ : چند دروازے ایسے بھی ہیں جو بند ہیں اور نام درج نہیں ۔ تین عدد الیکٹرک سیڑھیاں ہیں جو بالائی منزلوں تک پہنچاتی ہیں ۔

نہر زبیدہ

خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی جعفر بن منصور کی صاحبزادی امۃ العزیز جنہیں ان کے دادا پیار سے زبیدہ کہتے تھے پھر یہی نام مشہور ہو گیا۔ آپ نے خواب دیکھی کہ انسان درند پرند اس کے اوپر سے گذر رہے ہیں اور راسے روند رہے ہیں۔ صبح اٹھیں تو پریشان ہو گئیں۔ معبرین سے پوچھا اطمینان نہ ہوا۔ ایک صاحب معبر نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ سے کوئی ایسا کام لے گا جس سے انسان۔ حیوان۔ درند چرند۔ پرند سبھی فائدہ اٹھائیں گے۔ اسی سوچ و بچار میں سفر حج پر گئیں۔ وہاں پر حجاج کرام کے لیے پانی کی تکلیف محسوس کر کے ایک نہر جاری کرنے کا منصوبہ بنایا چنانچہ وادی حنین کے پہاڑوں سے یہ نہر نکالنے کا فیصلہ ہو گیا۔ مختلف ممالک سے قابل انجینئر بلائے گئے۔ اس عظیم الشان صدقہ جاریہ کی تکمیل کے بعد کارکنان نہر کے اخراجات کی تفصیل ملکہ کو پیش کی تو ملکہ نے وہ تمام دستاویزات ضائع کر دیں اور کہا یہ کام صرف اللہ کی خوشنودی کے لیے کیا ہے مجھے حسابات کی ضرورت نہیں اور کہا اگر رقم بچ گئی ہے تو اسے فقراء میں تقسیم کر دیا جائے اگر مجھ سے رقم لینا ہے تو وصول کر لی جائے اللہ تعالیٰ ملکہ کو اس صدقہ جاریہ کے بدل میں کوثر و سلسبیل کی نہریں عطا فرمائے جس نے حجاج کیساتھ عظیم حسن سلوک کیا۔ افسوس زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ امراء کی بے توجہی کے باعث یہ نہر ضائع ہوتی جا رہی ہے۔ (کتاب الاعلام ص۸۶۔ سفرنامہ حرمین ص۳۵ ج۱ تاریخ مکہ ص۳۷۰ ج۱)

۱۹۶۳ء میں اور اس کے بعد بھی کئی سال اس نہر میں پانی جاری دیکھا جاتا تھا۔ لوگ کہیں کہیں سے ڈول کے ذریعہ پانی لے لیتے۔ شہر مکہ مکرمہ کے اندر اس سے پانی لینے کے انتظامات تھے۔ پاکستانی کرنسی کے مطابق اس نہر پہ

اربوں روپے خرچ ہوئے۔ ساتویں صدی ہجری اس نہر کو نقصان پہنچا۔ مکہ والوں کے لیے پانی کی شدید قلت ہوگئی تو تاتاریوں کے بادشاہ ابی سعید نے اسے مرمت کروایا اور یہ دقت دور ہوئی۔ اس مرمت کے بعد پھر ناصر بن قلادون نے مرمت کروائی۔ خواجہ بیرم ملک قا ئتبائی کی توجہ سے بھی کام چلا۔ پھر ایک وقت ۹۶۹ھ میں اہل مکہ نے پریشانی اٹھائی۔ پانی کی قلت ہوئی تو سلطان سلیمان خان کی بیوی مسماۃ مہرماہ نے ذاتی خرچ سے اسے مرمت کروایا تھا۔

(تاریخ مکہ ص ۳۷۲۔ ج ۱)

وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مکہ مکرمہ کے بعض مشہور حوض

حوض ملک الناصر بن قلادون ۷۲۸ھ میں وقف ہوا

حوض الامیر ۷۲۵ھ میں وقف ہوا

حوض الامیر غتمش ناصری ۷۶۹ھ میں وقف ہوا

حوض ملک الاشرف ۷۷۶ھ میں وقف ہوا

حوض ام سلیمان التصوفہ ۷۹۰ھ میں وقف ہوا

حوض امیر زین الدین ۸۰۱ھ میں وقف ہوا

حوض الامیر الطینقار

وَصَلَّی اللہ تعالیٰ عَلیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مکہ مکرمہ کے مشہور کنوئیں

شیخ ازرقی نے بہت سے کنوؤں کا ذکر کیا ہے جو دور قدیم میں بہت مشہور تھے۔ ان دنوں ان کی تلاش بے سود ہوگی تاہم چونکہ تاریخ کا حصہ ہیں اس لیے

ذکر کیا جا رہا ہے۔

بیئر رباط سدر، بیئر مدرسہ افضلیہ، بیئر میضاۃ، بیئر رباط ام الخلیفہ، بیئر منصوریہ، بیئر مدرسہ مجاہدیہ، بیئر رباط کلال، بیئر المطہرہ الناصرہ، بیئر میضاۃ الملک، بیئر الحام، بیئر سماطیہ۔ یہ حضور علیہ السلام کی ولادت گاہ کے قریب تھا بیئر ابی مقامس، بیئر البستان، بیئر ام فاغیہ، بیئر رباط الزیت، بیئر رباط العزیٰ بیئر ام الزین، بیئر الواسعہ، بیئر عفرار، بیئر ام حجر، بیئر حزامیہ، بیئر بستیتہ، بیئر رباط ربیع، بیئر الوردیہ، بیئر عکرمہ۔ بیئر خوش، بیئر مسعود، بیئر المعلم، بیئر بنت التلج بیئر اجیاد، بیئر رباط الدمشقیہ، بیئر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، بیئر خلف بن وہب بیئر ہوت عرفطہ۔ بیئر الاشراف، بیئر زقاق۔ بیئر بستان، بیئر مجازیہ، بیئر التجاد بیئر میمون بن حضرمی، بیئر ملک المنصور، بیئر الشعب۔

نوٹ: ان کنوؤں کے محل وقوع اور دیگر تفصیلات کے لیے شفاء الغرام کا مطالعہ مفید رہے گا۔ علامہ خاسمی علیہ الرحمتہ نے ان کے علاوہ منیٰ، عرفات، مزدلفہ کے کنوؤں کا بھی ذکر کیا ہے جو خوف طوالت سے نقل نہیں کیے گئے۔ منیٰ میں دس کنوئیں تھے۔ مزدلفہ میں تین۔

وصلے اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہٖ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

قدیم دور میں مکہ مکرمہ کے مشہور مسافر خانے

رباط السدرۃ، رباط المراغی، رباط الامیر۔ رباط ام الخلیفہ الناصر العباسی۔ رباط الشیخ ابی حفص۔ رباط الحافظ بن مندہ اصفہانی، رباط الفقاعیہ۔ رباط المیانشی شارع السویقہ۔ رباط القریہ۔ رباط صالحہ۔ رباط القزدینی۔ رباط الزنجیلی، رباط الخوزی رباط الشیخ ابی القاسم ۵۲۹ھ۔ رباط الشریف بن عجلان۔ رباط الجمال محمد بن فرج

۸۰۲ھ میں وقف ہوئی۔ رباط بادل زقاق اجیات۔ رباط علی۔ رباط السلطان شاہ شجاع (فارسی) ۷۷۱ھ میں وقف ہوئی۔ ربالبانیاسی۔ رباط الخیزران۔ رباط العباس رباط ابی القاسم ابن کلالہ۔ رباط المروہ بہ ابوالعباس احمد نے بنوائی۔ رباط الاجلاقی۔ رباط عطیہ بن خلیفہ۔ رباط ابی سماحہ ۵۷۸ھ میں وقف ہوئی۔ رباط سیدہ ام حسین۔ رباط العزیز ابراہیم بن محمد اصفہانی ۹۴۹ھ میں وقف ہوئی۔ رباط سعید الہندی۔ رباط قبالہ۔ رباط ابی قتیبہ۔ رباط بیت الموزنین۔ رباط الدریہ۔ بیمارستان۔ رباط زاویہ ام سلیمان ۷۲۶ھ میں وقف ہوئی۔ رباط غزیٰ۔ رباط ربیع۔ رباط بنت التاج رباط السکینہ۔ رباط الحزامیہ۔ رباط الدوری۔ رباط التبیہ۔ رباط الوزاق۔ رباط بیت الحزالی۔ رباط للنسوہ۔ رباط ابی رقیبہ۔ رباط العفیف۔ رباط الطویل۔ رباط جہنیہ۔ رباط ابن سوداء رباط ابن غنائم۔ (العقد الثمین ص۱۱۰ ج ۱ شفاء الغرام ص۳۴۳ ج ۱)۔ وصلی اللہ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مکہ مکرمہ کے بعض مشہور مدارس

مدرسہ الملک الافضل حرم شریف کے شرقی جانب۔ مدرسہ بدار العجلہ حرم شریف کے بائیں جانب۔ مدرسۃ الامیر الزنجیلی باب عمرہ کی جانب۔ مدرسہ الملک المنصور عمر بن علی ۶۴۱ھ۔ مدرسہ طالب الزمان الجشینہ ۸۵۰ھ۔ مدرسہ الملک المنصور غیاث الدین ۸۱۳ھ۔ مدرسہ الملک المجاہد ۷۳۹ھ۔ مدرسہ ابی علی ابن ذکری ۶۳۵ھ مدرسہ الارسوفی العفیف، مدرسۃ الملکی۔ مدرسہ ابن الحداد۔ مدرسہ النہاوندی۔ مدرسہ صولیتہ[1]۔ (العقد الثمین ص۱۱۰، ج ۱ شفاء ص ۳۳۰ - ج ۱)

وصلے اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

---

[1] یہ مدرسہ محلہ حارۃ الباب میں واقع ہے۔ معلم عمر اکبر مرحوم کے دفتر سے متصل ہے۔

مکہ مکرمہ کی بعض مشہور سبیلیں

سبیل عطیۃ ابن ظہیرہ مکہ کی بالائی جانب۔ سبیل سیدہ ام حسین۔ صفا مروہ کے قریب۔ سبیل قاسم الزکی مسجد رایہ کے قریب۔ سبیل لاابن بعلجد۔ سبیل ام سلیمان۔ سبیل سیدنا قاضی زین الدین حجون کے قریب۔ سبیل لعطیہ المطیر۔ سبیل سعد الدین سبیل ابن عنداد۔ سبیل عامرہ۔ سبیل سید شریف حسن۔ سبیل قاضی الدین۔ سبیل سعد الدین سبیل معلم عبدالرحمٰن بن عقبہ۔ سبیل الزنجیلی۔ سبیل بنت القاضی۔ سبیل الملک المنصور منیٰ۔ سبیل الجوحی۔ شفاء الغرام ص ۳۴۰، ج ۱۔ مزید تفصیلات مطلوب ہوں تو شفاء الغرام کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

دعا قبول ہونے کے مقاماتِ مقدسہ

ولادت گاہ: سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔ ویُستجابُ الدعاء فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (کتاب الاعلام ص ۳۵۵

میزابِ رحمت: بیت اللہ شریف کے پرنالہ کے نیچے۔ ایک مرتبہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو تم جانتے ہو میں کہاں سے آیا ہوں۔ عرض کی گئی امیرالمومنین آپ فرمائیں۔ فرمایا میں اب تک جنت میں رہا اور آپ میزاب کے نیچے رہے تھے۔

ملتزم شریف: حجرِ اسود اور کعبہ شریف کی درمیانی جگہ۔ دعا کے التزام کی وجہ سے ہی اس کا نام ملتزم ہے۔

رکنِ یمانی: حجرِ اسود پر پہنچنے سے پہلا کونہ رکن یمانی کہلاتا ہے کہ یمن کی جانب ہے۔

صفا و مروہ : دونوں مقدس پہاڑیاں جن کے درمیان سعی ہوتی ہے۔ قرآن مقدس نے نمایاں ذکر فرمایا ہے۔ ان الصفاء والمروۃ من شعائر اللہ۔ صفا اور مروہ شعائر اللہ ہیں۔

کعبہ شریف کے اندر

منٰی شریف میں

مزدلفہ شریف میں

عرفات شریف میں

باب بنی شیبہ

باب النبی

باب ابراہیم

باب الصفا

زمزم

مقام ابراہیم

حجر اسود

رکن شامی

حطیم شریف

رکن عراقی

شفاء الغرام ص ۱۸۰ ج ۱۔ کتاب الاعلام۔ ص ۳۵۵

مکہ مکرّمہ کی مشہور مساجد

مسجد حرام

پہلی مسجد مقدس ہے جس کا ذکر قرآن حکیم نے اس طرح فرمایا :

سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام ط

پاک ہے وُہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندۂ خاص کو مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک "

اِس مسجدِ مبارک کو حرم شریف بھی کہا جاتا ہے ۔ دوسری جگہ قرآن مقدس نے اس طرح ذکر فرمایا :

فول وجھك شطر المسجد الحرام ط

(نماز میں) اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف (یعنی کعبہ) کی طرف پھیرلیں "

اس جگہ مسجد حرام کعبہ شریف کے معنی میں استعمال ہے ۔ تیسری جگہ پر قرآن مقدس نے اس مسجد مقدس کا ذکر اس طرح فرمایا :

لتدخلن المسجد الحرام ط

حضور سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے آپ سرزمین مکّہ میں ضرور داخل ہوں گے "

اس مقام پر مسجد حرام شہر مکّہ کے معنی میں استعمال ہے ۔

چوتھی جگہ پر قرآن مقدس نے اس مسجد مبارک کا ذکر اس طرح فرمایا :-

اِلَّا الَّذِیْنَ عَاھَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ

اس آیۂ مبارکہ میں صلح حدیبیہ کا واقع ذکر ہے، لہٰذا یہاں مسجد الحرام سے مراد مقام حدیبیہ ہوگا۔

مسجد جن یہ مسجد مبارک مکہ مکرمہ کے بالائی حصہ میں حجون کے مقابل واقع ہے بعض نے اسے مسجد خرس بھی کہا ہے۔ اسی مقام پر جنات کی ایک جماعت دربار رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئی۔ بے شمار مخلوقات الٰہیہ میں سے جن بھی ایک مخلوق کا نام ہے ان کے جسم بھی ہیں رُوح بھی، انسانوں کی طرح عقل و شعور بھی رکھتے ہیں۔ صحاح ستہ کی کتب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت موجود ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ بازار عکاظ کی طرف جا رہے تھے یہ اس وقت کی بات ہے جب جنوں کا آسمان پر جانا روک دیا گیا تھا اور انہوں نے اس کا سبب معلوم کرنے کے لئے مختلف مقامات پر جنات کے وفود بھیجے جو وفد حجاز میں بھیجا گیا وہ مقام نخلہ پر پہنچا تو وہاں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ نماز فجر ادا فرما رہے تھے، جنات کے اس وفد نے جب قرآن حکیم سنا تو کہنے لگے: واللہ! یہی کلام ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان رکاوٹ بنا ہے۔ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ؕ اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے اس مقام پر ان آیات کا نزول ہوا۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ

ایک صحابی جن ابن جوزی رح نے کتاب الصفوہ میں اپنی سند کے ساتھ

سہل بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اُنہوں نے ایک بوڑھے جن کو دیکھا جو بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ رہا ہے اس پر ایک خوبصورت قیمتی جبّہ ہے۔ اس کے سلام پھیرنے پر انہوں نے اُسے سلام کیا، اُس نے جواب دیا اور کہا تو اس جُبّہ پر تعجب کر رہا ہے یہ جبّہ سات سو برس سے میرے پاس ہے اسی جبّہ میں میں نے سیدنا عیسٰی علیہ السلام کو دیکھا ہے، اِسی میں پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ اور کہا میں انہیں جنات میں سے ہوں جن کے بارہ میں سورۃ جن نازل ہوئی۔

(مظہری سورۃ الجن) (معارف القرآن جلد ۸)

وَصَلَّی اللّٰہ تعالٰی علٰی حبیبہٖ مُحمّد وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

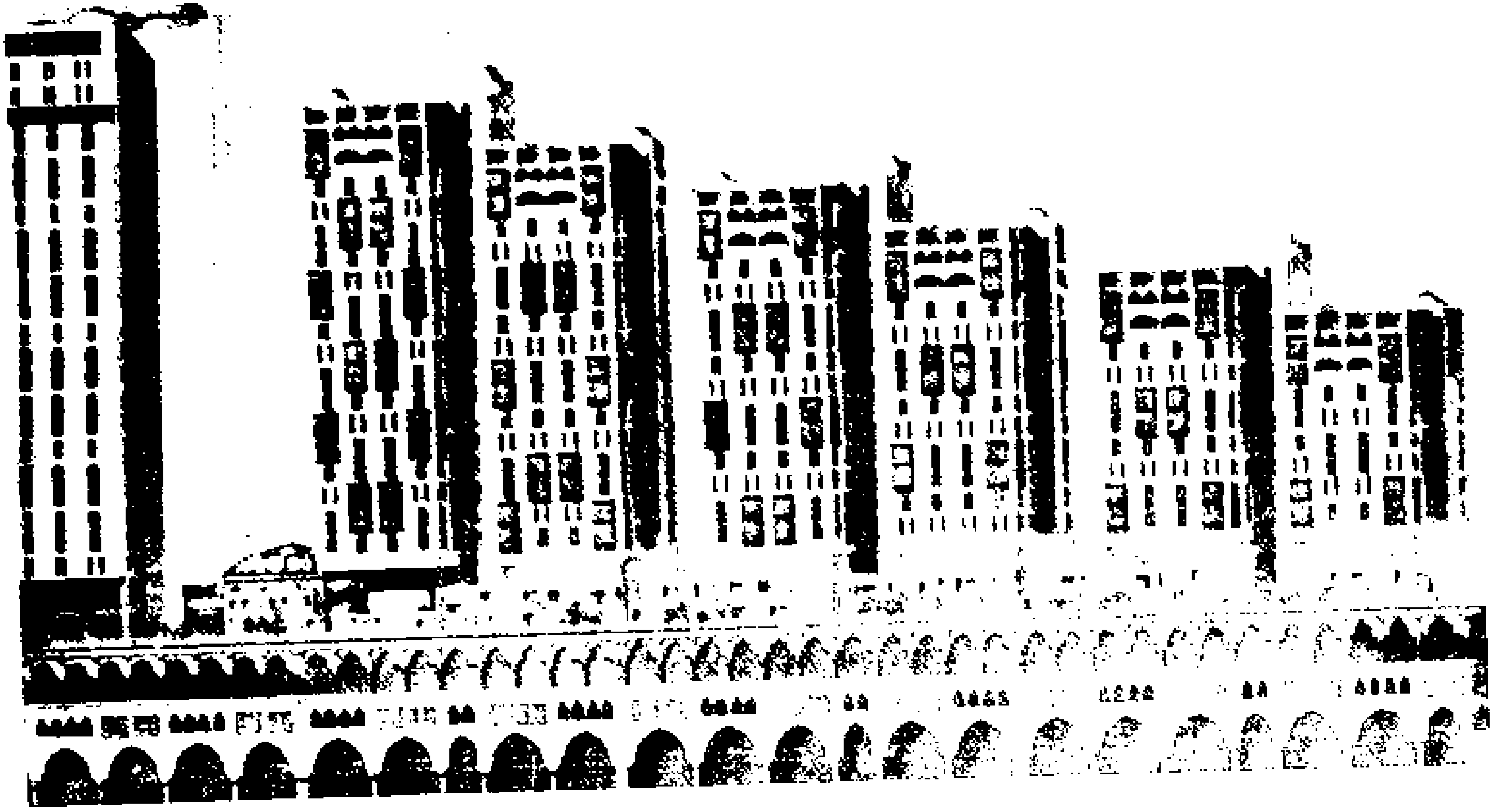
جنّوں کی دربارِ رسالت میں حاضری

قاضی ثناءاللہ پانی پتیؒ، سید آلوسی بغدادیؒ، علامہ قرطبیؒ اور دیگر مفسرین فرماتے ہیں، جنّات نے دربارِ رسالت میں چھ مرتبہ وفود کی شکل میں حاضری دی، اسی وجہ سے احادیث میں تعارض نہیں، مختلف احادیث میں مختلف ملاقاتوں کے حالات ہیں۔ پہلی حاضری وہ ہے جس کا ذکر قرآن مقدّس نے ان آیات میں فرمایا: نخلہ کے مقام پر سورۃ اقراء یا طٰہٰ کی تلاوت ہو رہی تھی جنّات کا گروہ جب گزرا تو سوز وگداز میں ڈوبی ہوئی آواز سُن کر رُک گیا بس کیا تھا غفلت کے پردے چاک ہو گئے دل کی دُنیا بدل گئی نورِ ایمان سے سینے روشن ہو گئے۔

سورۃ الاحقاف میں جن جنّات کا ذکر ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیرو تھے اور اہلِ کتاب تھے اس لئے اس واقعہ اور اُس واقعہ میں نمایاں

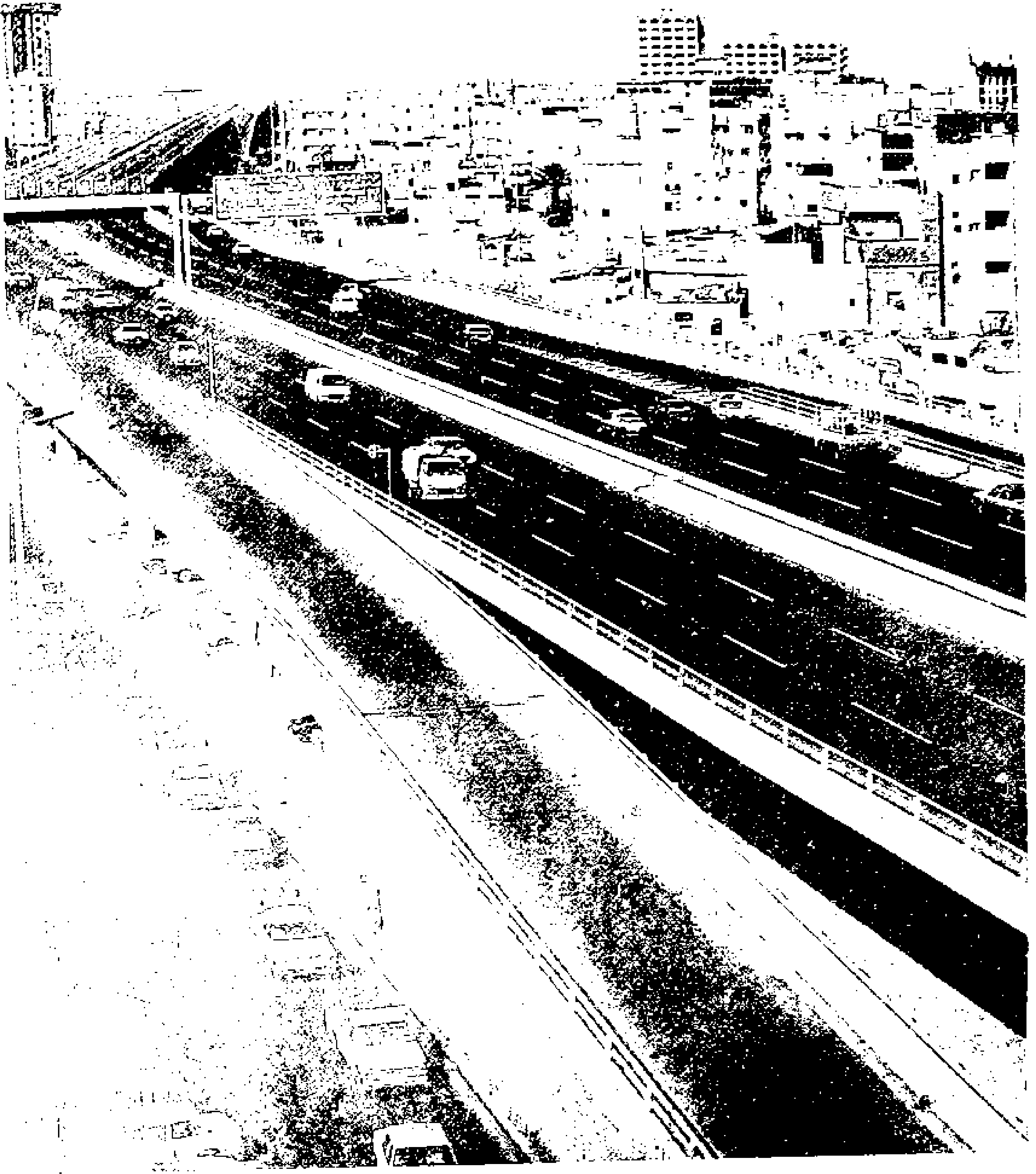


عرفات میں "جبل رحمت" کے دامن میں

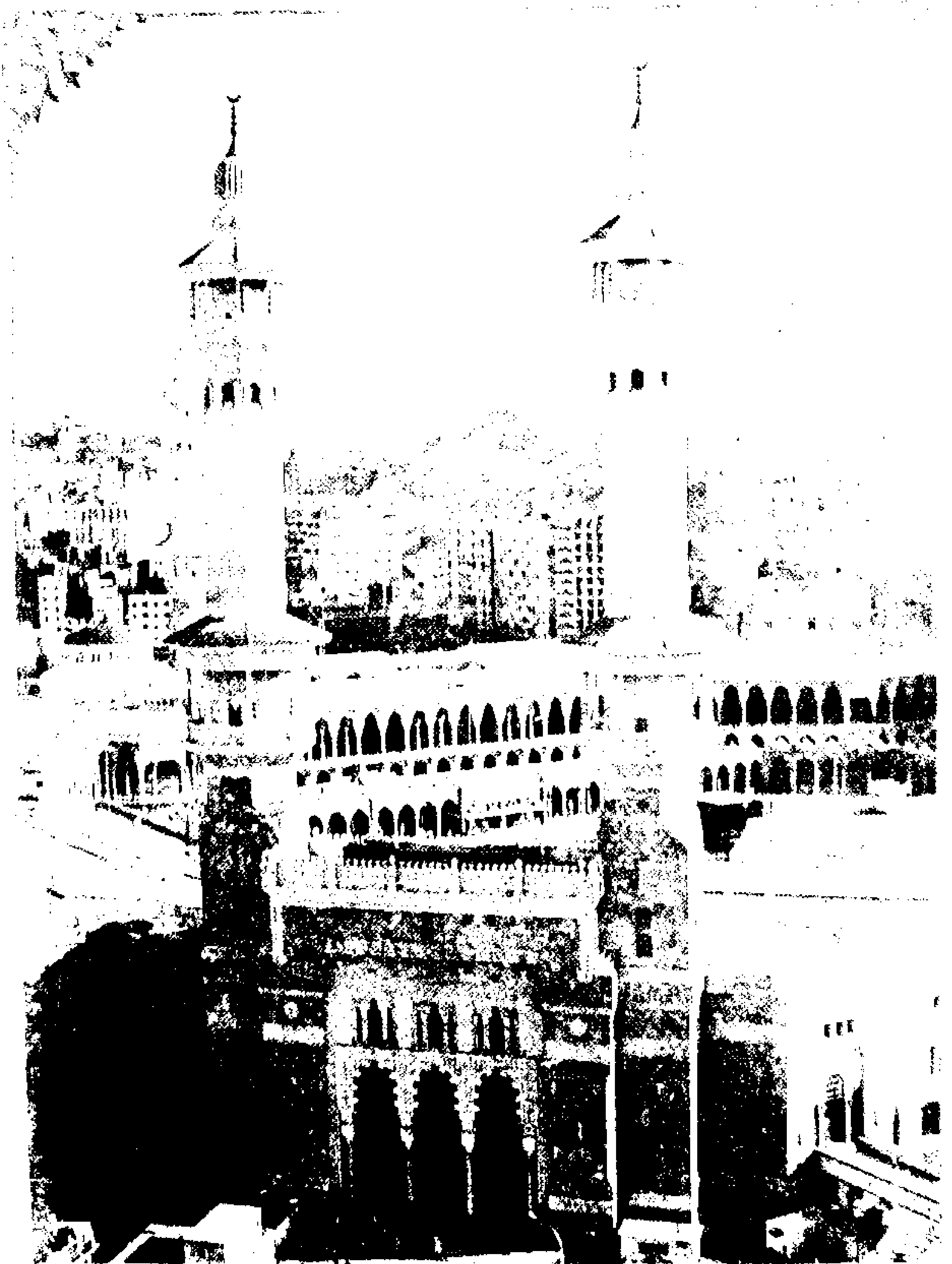


مکہ مکرمہ کی ایک حسین عمارت

مشعر الحرام



مکہ مکرمہ کی کھلی سڑکوں سے پلوں کا منظر



حرم شریف کا دروازہ باب فتح

رزق ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

رافع بن عمیر کا دلچسپ واقعہ

سیدنا رافع بن عمیر اپنے اسلام لانے کا دلچسپ واقعہ خود بیان فرماتے ہیں کہ۔ میں ایک مرتبہ عالج کے جنگل میں رات ٹھہرا، دورِ جاہلیت کے مطابق میں نے سونے سے پہلے یہ کہا:

"اعوذ بعظیم ھذا الوادی من الجن"

جنات کے شر سے میں اس وادی کے سردار کی پناہ مانگتا ہوں"

سو گیا خواب میں دیکھا کوئی شخص میری اونٹنی کو ذبح کرنا چاہتا ہے، گھبرا گیا، جاگا تو کوئی موجود نہ تھا، پھر سو گیا پھر ایسا ہی ہوا پھر جاگا کسی کو نہ پایا، تیسری مرتبہ سو گیا تو پھر دیکھا کہ ایک جوان میری اونٹنی ذبح کرنا چاہتا ہے اور اُسے ایک بوڑھے نے روک رکھا ہے اور کہتا ہے اس اونٹنی کے بدلے ان جنگلی جانوروں میں سے کسی ایک کو ذبح کر لو، اسے نہ چھیڑو۔ پھر وہ بوڑھا مجھے کہتا ہے آئندہ کے لئے کسی جنگل سے گزرنے کا اتفاق ہو تو کسی جن سے پناہ لینے کی ضرورت نہیں، یہ کہہ لیا کرو:۔

"اعوذ باللہ رب محمد من ہول ھذا الوادی"

میں اللہ تعالیٰ سے جو محمد رسول اللہ کا رب ہے اس وادی کے خوف سے پناہ مانگتا ہوں"

میں نے بوڑھے سے پوچھا وہ محمد کون ہیں؟ اس نے کہا، محمد عربی ہے، (نہ شرقی ہے نہ غربی ہے بلکہ پوری کائنات کے لئے ہے)۔

میں نے پوچھا وہ رہتے کہاں ہیں ؟ بوڑھے نے کہا یثرب میں جہاں کھجوروں کے درخت بہت زیادہ ہیں۔ میں صبح اُٹھا اور مدینہ طیبّہ کی راہ لی، وہاں پہنچا تو حضور علیہ السلام نے میرے بتانے سے پہلے ہی رات کا واقعہ سُنا دیا اور میں نے اسلام قبول کر لیا۔

تفسیر مظہری، ضیاء القرآن، معارف القرآن (یہی مقام)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

لیلۃُ الجن

روایاتِ حدیث میں جو لیلۃ الجن کا واقعہ مذکور ہے جس میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ تھے اس میں آپ کا وادی جنّات میں جانا، انہیں حق کی تبلیغ کرنا، دعوتِ اسلام دینا منقول ہے وہ اس مشہور واقعہ کے بعد کا ہے جس کا ذکر سورہ جن میں آتا ہے۔ علامہ خفاجی کے قول کے مطابق جنّات کے وفود چھ مرتبہ حاضر ہوئے، بریں مختلف روایات میں تضاد قطعی نہیں ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

جنّات کی حقیقت

جن واحد ہے جنّی، جمع ہے، جیسے روم کا واحد رومی ہے۔ علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں: اصل الجن ستر الشئ عن الحاسۃ کسی شئی کا حواس سے پوشیدہ رہنے کو جن کہتے ہیں۔ ج۔ ن کے مادہ میں چھپنے کا مفہوم ملتا ہے۔ جنین حمل کو کہتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں چھپا ہے۔

جنان : دل کو کہتے ہیں کہ سینہ میں چھپا ہوتا ہے۔

جُنّہ : ڈھال کو کہتے ہیں کہ دشمن کے وار سے چھپا لیتی ہے۔

جُنون : وہ مرض ہے جو عقل کو ڈھانپ لیتی ہے۔

جنّت : باغ کو کہتے ہیں کہ اسکی شاخوں سے زمین چھپی ہوتی ہے۔

ان کی تخلیق کا غالب مادہ آگ ہے انسانوں کی طرح ان میں بھی نر مادہ ہیں۔ توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہے۔ جنّات کا وجود قرآن مقدس سے ثابت ہے۔ سورۃ الجن کا وجود شہادت کے لئے کافی ہے۔

قرآنِ مقدس نے فرمایا:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ط

"میں نے جنّوں اور انسانوں کو عبادت ہی کے لئے پیدا کیا ہے۔"

دوسری جگہ پر ارشاد ہے:

وخلق الجان من مارجٍ من نارٍ ط

اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔

اگر جن نوع انسانی کے بعض افراد ہوتے تو ان کی پیدائش بھی خاک سے ہوتی۔ انسان کو ٹھیکری کی طرح بجنے والی مٹی سے بنایا۔ ارشاد ہوتا ہے:

وخلق الانسان من صلصالٍ

معلوم ہوا جن و انس دونوں کا مادہ الگ الگ ہے۔ جنّات کی تخلیق انسان سے بہت پہلے ہوئی تھی۔ شیطان جنوں ہی کا فرد تھا جو سیدنا آدم علیہ السلام کی تخلیق کے وقت موجود تھا اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کر کے بارگاہ قدس سے مردود ہوا۔ قرآن مقدس نے جنات کے بارہ میں ان کے ایک وصف کا ذکر کر کے انسانوں سے الگ قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

انہ یراکم ھو و قبیلہ من حیث لا ترونھم

(ترجمہ) شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے لیکن تم انہیں نہیں دیکھ سکتے۔"
جنّات کے وجود کے منکرین کا یہ کہنا کہ جو حواس کی گرفت سے باہر ہو وہ شئ ہی نہیں غلط استدلال ہے۔ اس ضابطہ کے پیش نظر تو رُوح، فرشتے وحی الٰہی کا بھی انکار ہوگا۔ کہ یہ سب کچھ حواس سے بالاتر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ وسلّم

مسجد ابراہیم یا مسجد ہلال

یہ مسجد مقدس جبل ابی قبیس پر واقع ہے۔ علاّمہ ارزقی فرماتے ہیں: میں نے اس کے بارہ میں متعدد علماء سے پوچھا کہ یہ مسجد سیّدنا خلیل اللہ علیہ السلام نے بنوائی تھی تو انہوں نے کہا نہیں بلکہ ایک دوسرے شخص ابراہیم قبیسی نے تیار کروائی تھی جو یہیں کا باشندہ تھا۔ صاحبِ اخبار مکّہ نے بھی اسی مضمون پر یہی فرمایا ہے۔

علاّمہ محب الدین طبریؒ نے اپنی کتاب ام القرای میں، ابن ظہیرہ نے جامع اللطیف میں اس مسجد کا نام مسجد ابراہیم ہی لکھا ہے۔ عوام کے زبان زد نام مسجد ہلال ہے۔ حرم انور میں میزابِ رحمت کی طرف بیٹھے سامنے دیکھیں تو زیارت ہوتی ہے۔ اہلِ مکّہ سے میں نے یہی سُنا ہے۔ یہ مسجد ہلال ہے کہ شق القمر کا معجزہ یہیں پر ہوا ہے۔ ہلال عربی میں چاند کو کہتے ہیں۔

(تاریخ مکّہ ص ۱۴۳ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ و اٰلہٖ وصحبہٖ وسلّم

مسجد جعرانہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم فداہ والی وامی نے اس

مقام سے عمرہ کا احرام بھی باندھا تھا۔ طائف کی سمت سے آنے والے لوگ عمرہ کا احرام یہیں سے باندھتے ہیں۔ عرب ڈرائیوروں کی زبان میں اسے " براعمرہ" بڑا عمرہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ حرم شریف سے بہ نسبت تنعیم کے دُور ہے، مقامِ تنعیم سے بھی عمرہ کا احرام باندھا جاتا ہے جو حرم شریف سے تقریباً ۴ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے بہ نسبت جعرانہ کے بہت قریب ہے۔ عرب ڈرائیور اسے "چھوٹا عمرہ" کہہ کر پکارتے ہیں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہاں سے احرام باندھ کر مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، عمرہ ادا فرمایا واپس تشریف لائے اور نماز فجر وہیں ادا فرمائی۔

(اخبار مکہ صفحہ ۲۷۴، تاریخ مکہ صفحہ ۳۴۴)

ابن ظہیرہ نے لکھا ہے: مقام جعرانہ سے سینکڑوں انبیاء علیہم السلام نے عمرہ کا احرام باندھا ہے۔ اس جگہ کا کنواں حضور سیّد عالم نے اپنے ہاتھ سے ہاتھ مبارک سے کھودا تھا۔ اس جگہ کی نسبت قریش کی ایک عورت کی طرف ہے جس کا لقب جعرانہ تھا یہ اسد کی بیوی تھی۔

وصلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد رایہ

حضور سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اس جگہ اپنا جھنڈا مبارک لگایا تھا اور سیّدنا جبیر بن مطعم کے کنویں کے قریب آپ نے نماز ادا فرمائی، پھر یہیں پر مسجد شریف بنا دی گئی۔ جھنڈے مبارک کی نسبت سے مسجد رایہ مشہور ہوئی۔ رایہ عربی زبان میں جھنڈے کو کہا جاتا ہے۔

(تاریخ مکہ صفحہ ۳۴۴، اخبار مکہ صفحہ ۲۵۴)

مسجد تنعیم

سنہ ۹ھ میں جب حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے لئے تشریف لائے، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ساتھ تھیں، اپنی بیماری کے باعث طواف ادا نہ کرسکیں، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہیں مغموم پایا۔ فرمایا! عائشہ پریشان نہ ہوں یہ عارضہ بناتِ آدم پر لکھا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو فرمایا، عائشہ کو ساتھ لیجائیں اور مقام تنعیم سے احرام باندھ کر عمرہ کرلیں۔

(بخاری شریف جلد ۱ ، "تاریخ مکہ صد ۴۴۳)

سنگ باری

ابن جبیر نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے، تنعیم کے کچھ دور بائیں طرف ابولہب اور اسکی بیوی ام جمیل کی قبریں ہیں جن پر پتھروں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ اب تک لوگ آتے جاتے اِن منحوس قبروں پر سنگ باری کر رہے ہیں۔

(والعیاذ باللہ) "تاریخ مکہ صد ۴۴۵

نوٹ : یہ رسوائی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کے نتیجہ میں ہے، خدا پناہ دے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

مسجد تنعیم کے تعمیری مراحل

سب سے پہلے محمد بن علی شافعیؒ نے مسجد تعمیر کی، پھر ابوالعباس

امیر مکہ نے قبہ بنوایا۔ بعد ازاں ایک بوڑھی خاتون نے خوبصورت مسجد بنوائی۔ (اخبار مکہ) پھر ۶۱۹ھ میں ملک مسعود نے بنوائی۔ ۱۰۱۱ھ میں سلطان محمود غزنوی نے سعادت حاصل کی۔ ۹۷۸ھ میں سنان پاشا عمرہ ادا کرنے آئے تو یہاں پانی کی دقت کو دیکھ چشمہ بنوایا، کہ انسانوں کے ساتھ جانور بھی فائدہ اٹھائیں۔ چنانچہ قاضی حسین الحسینی نے پوری توجہ اور محنت سے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس مسجد کا طول ۱۶ میٹر ہے جبکہ عرض ۱۵ میٹر، اونچائی ۴ میٹر۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مسجد صولتیہ اور اُس کا پس منظر

اگرچہ اس مسجد کی تعمیر قدیم زمانہ سے متعلق نہیں ہے تاہم مکہ کی مساجد میں اس کا نام بھی مذکور ہے۔ یہ مسجد محلہ حارۃ الباب میں واقع ہے۔ معلم عمر اکبر مرحوم کے دفتر سے بالکل متصل ہے۔ اس مسجد کو عالم اسلام کے عظیم مبلغ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے تعمیر کرایا۔ حضرت مولانا کی شخصیت اہلِ علم حضرات میں مسلّم تھی۔ ہندوستان میں مولانا ممتاز حیثیت کے مالک تھے۔ سرزمین ہندوستان میں جب انگریز نے تسلط کیا تو اپنے عقائد باطلہ کا چرچا بھی ساتھ ہی شروع کرایا۔ مولانا کو یہ شرف حاصل تھا کہ کھل کر مسیحی نظریات کی تردید کی۔ اسوقت کا مشہور زمانہ پادری فنڈر" جس سے اہل علم لرزتے تھے آپ نے اسے للکارا، مولانا کے علم وفضل سے پادری فنڈر خائف تھا دہ جہاں جاتا آپ اس کا تعاقب کرتے۔ چنانچہ فنڈر کو مناظرہ کے لئے مجبور کردیا گیا۔ آگرہ میں یہ مناظرہ ہوا۔ طے ہوا جو شکست کھا جائے دوسرے

کا مذہب قبول کرے گا۔

● مندرجہ ذیل عنوانات پر مناظرہ ہوا۔

۱۔ انجیل میں نسخ اور تحریف

۲۔ الوہیۃ المسیح

۳۔ التثلیث

۴۔ اثبات الرسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بحث کے آغاز میں ہی مولانا نے انجیل کو محرف کتاب ثابت کر دیا، اور آٹھ مقامات سے مضبوط دلائل پیش کئے۔ پادری فنڈر پریشان ہو گیا۔ اور دوسری نشست میں شامل ہونے سے انکار کر دیا، پھر آپ کا سامنا نہیں کیا۔ مولانا بے شمار کتب کے مصنف ہیں۔ عربی، فارسی اور اردو میں قلم چلایا ہے۔ ان کی شہرۂ آفاق کتاب "اظہار الحق" ہے۔ جس سے میں نے خاصہ استفادہ کیا اور کم و بیش ۱۲- ۱۵ مناظروں میں یہ کتاب میرے کام آئی۔ انگریز نے مولانا سے انتقامی کاروائی شروع کی، تو آپ ہجرت کر کے مکہ مکرمہ آگئے۔ ان دنوں مسجد الحرام شریف کے امام اور خطیب شیخ احمد زینی دحلان تھے۔ ایک دن شیخ دحلان کے درس میں مولانا نے چند سوالات کئے احمد زینی دحلان سمجھ گئے یہ کوئی طالب علم نہیں بلکہ فاضل ہے سینے سے لگایا ملے اور اپنے گھر لے گئے مہمان رکھا اور پھر مولانا نے اپنی زندگی کا سارا ماجرہ سنایا، پادری فنڈر کی شکست سے شیخ احمد زینی مولانا کی شخصیت سے مزید متأثر ہوئے۔ اور حرم شریف کے مدرسین میں نام رجسٹرڈ فرمایا۔ انہیں دنوں سلطان عبدالعزیز خان کا ایک خط والیٔ مکہ کو ملا کہ ہندوستان سے آنے والے حجاج کے حالات سے آگاہ کریں، شیخ احمد دحلان نے لکھا

ہندوستان کا بہت بڑا عالم ہمارے ہاں موجود ہے۔ چنانچہ ۱۸۶۴ء میں سلطان عبدالعزیز نے مولانا کو فورًا ترکی تشریف لانے کی درخواست کی۔

◆ مولانا کے حجاز پہنچنے کے بعد عیسائیوں نے پھر چرچہ شروع کر دیا کہ مسلمان علماء پادری فنڈر سے شکست کھا کر بھاگ چکے ہیں، ہندوستان کی مساجد کو گرجاؤں میں بدل دیا گیا ہے، عیسائیوں نے اسلام پر غلبہ پالیا ہے۔ پادری فنڈر ترکی پہنچا، چونکہ ترکی اسلام کا مضبوط قلعہ رہا ہے۔ فنڈر نے قسطنطنیہ میں اڈا جمایا۔

◆ ادھر سلطان عبدالعزیز نے مکہ مکرمہ سے مولانا کو بلانے کا پروگرام بنایا ہوا تھا۔ جونہی مولانا حجاز سے ترکی پہنچے، پادری فنڈر بھاگ گیا، مولانا نے بڑے بڑے عظیم اجتماعات میں ہندوستان کے مناظروں کی صورت حال واضح کی۔ سلطان عبدالعزیز نے مولانا کی انہی خدمات سے متأثر ہو کر شاہی لباس دیا اور مکہ مکرمہ میں مجلس انتظامیہ کا رکن بنایا۔ سلطان عبدالعزیز نے درخواست کی کہ آپ ردّ عیسائیت میں ایک جامع کتاب لکھیں جس میں فنڈر سے کی گئیں تمام بحثیں درج ہوں۔ چنانچہ آپ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "اظہار الحق" لکھی، اور واپس مکہ مکرمہ پہنچ کر باقاعدہ درس و تدریس کا کام شروع کیا۔ اس سے قبل حجاز مقدس میں درس نظامی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ ۱۲۸۵ھ میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۱۲۸۹ھ میں ہندوستان سے آئی ہوئی ایک خاتون صولۃ النساء نے مولانا سے جگہ خرید کر مسجد بنانے کی درخواست کی، اسی وجہ سے آپ نے مسجد کا نام صولتیہ قرار دیا۔ (اور پھر تعلیم و تدریس کا بندوبست کیا۔) (اظہار الحق ص ۱ تا ۳۰ جلد ۱)

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس ادارہ میں بھی کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

اب یہ جگہ مدرسہ صولتیہ کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ کو پایۂ حرمین کا بھی لقب تھا۔ اور آپ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کے ممتاز خلفاء میں سے ہیں۔ آپ عمر بھر اپنے شیخ کے عقائد ونظریات کے نہ صرف امین رہے بلکہ اسکی شرح کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مولانا غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمۃ کی کتاب "تقدیس الوکیل" پر دستخط ثبت فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ اصحابہٖ اجمعین ط

مسجد نمرہ شریف

یہ مسجد مبارک مقدس میدان عرفات کے مغربی کنارے واقع ہے، اسے مسجد عرفہ بھی کہتے ہیں، مسجد ابراہیم بھی کہا جاتا ہے، بعض مصلیٰ عرفہ کہہ دیتے ہیں۔ انداز تعمیر نہایت خوبصورت ہے۔ ۸۰ میٹر عرض اور ۹۰ میٹر طول، محراب شریف کی بلندی قریباً ۳ میٹر ہے۔ اور چوڑائی ۱۵ میٹر، اس مسجد مبارک کے منبر کی دس سیڑھیاں ہیں۔ ۸۴۳ھ میں سلطان جقمق نے اسے تعمیر کرایا۔ ۸۵۳ھ، ۸۷۴ھ، ۱۵۷۲ھ میں مختلف تعمیری مراحل طے ہوئے۔

(مرآۃ الحرمین صہ ۳۴۳، تاریخ مکہ صہ ۲۴۷ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مسجد سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ

یہ مسجد شریف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب ہے یہ مقدس مسجد محلہ مسفلہ میں واقع ہے۔ اسی مقام پر حضور سیدنا صدیق اکبر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رہائشی مقام تھا۔ ہجرت کی اجازت مل جانے پر حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسی مکان میں تشریف لائے۔ اور صدیق اکبر سے اجازت کا ذکر فرمایا۔ فوراً صدیق اکبر نے عرض کی حضور! میں بھی، فرمایا تو بھی، اسی مکان کو مسجد میں بدل دیا گیا۔

- علامہ ابن جبیرؒ نے بھی اپنی کتاب میں اس مسجد، مکان اور محل وقوع کا ذکر فرمایا ہے کہ بہت بڑے سرسبز علاقہ میں واقع ہے۔ آجکل یہ مسجد شریف دو منزلہ ہے۔ مدرسہ فرقانیہ بھی یہیں قائم ہے۔

(ابن جبیر صہ ۹۶، تاریخ مکہ صہ ۳۴۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہ وصحبہٖ وسلم

مسجد ذی طویٰ

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ یا حج کے سفر مقدس میں اسی مسجد مقدس کو نوازا، یہاں رات بھی قیام فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے اسفار مقدسہ میں ایسا ہی کیا۔

(بخاری شریف صہ ۲۳۶ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مسجد خیف

یہ مسجد مقدس میدان منیٰ کی عظیم مسجد ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرا قیام مکہ معظمہ میں ہوتا

تو میں ہفتہ کے دن مسجد خیف کی زیارت کو جاتا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد خیف شریف میں ۷۵ انبیاء علیہم السلام کا وُرود ہوا ہے اور انہوں نے نماز پڑھی ہے۔ (اخبار مکہ صـ ۱۰۰)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مسجد کبش

یہ مسجد شریف کوہ ثبیر کے پہلو میں ہے۔ اسی مقدس مقام پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا:۔

قد صدقت الرؤیا انا کذالک نجزی المحسنین ط

بیشک تو نے اپنی خواب سچی کر دکھائی اسی طرح ہم محسنین کو اجر دیتے ہیں۔"

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

بلد الامین کے بعض مشہور محلے

حارۃ الباب، جیاد، مسفلہ، سلیمانیہ، شامیہ، الغزہ قشاشیہ، القرارہ، المعابدہ، جرول، انتعا، شبیکیہ، شعب علی، الفلق، سوق اللیل، حیّ الششہ، حیی الزاہرہ، الرضیفہ، المشعلیہ، محلۃ النزہہ، العتیبہ، الہنداویہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

مکہ مکرّمہ میں بُت پرستی کا آغاز

عرب میں بُت پرستی کا بانی عمر بن یحییٰ تھا۔ اس نے جنگ کر کے بنو جرہم کو مکّہ سے نکال دیا، اور خود متولی بن گیا۔ عرب کا مشہور قبیلہ خزاعہ اسی کی نسل سے ہے۔ یہ شام گیا وہاں لوگوں کو بُت پرستی کرتے دیکھا اور شیطانی حرکات سے متأثر ہوگیا۔ وہاں سے چند بُت خرید کئے اور واپس آکر کعبہ اطہر کے گرد سجائے۔ چونکہ کعبہ اطہر ہمیشہ سے ہی مرکز رہا ہے لہٰذا لوگوں کی آمدورفت سے رواج پھیل گیا۔ (شفاء الغرام صہ ۲۷۸ جلد ۲)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ وسلّم

مکّہ مکرمہ کے مشہور بُت

لات : یہ طائف کے لوگوں کا مرجع بنا ہوا تھا، قبیلۂ ثقیف کے لوگ اس کے پرستار تھے۔

عزیٰ : یہ مکہ مکرمہ میں قریش اکنانہ کا مرکز تھا۔

منات : مدینہ منورہ میں غسان، خزرج اور اوس کا معبود تھا۔

وُدّ : یہ قبیلۂ کلب کا مرکز تھا، دومۃ الجندل میں رکھا گیا تھا۔

سواع : یہ قبیلۂ ہذیل کا مرکز تھا۔

یغوث : یہ یمن کے مختلف قبائل کا مرکز تھا۔

اساف : یہ بُت صفا پہاڑی پر رکھا ہوا تھا جسے سعی کے دوران لوگ مس

کرتے تھے۔

نائلہ : یہ بُت مروہ پہاڑی پر تھا، سعی کے دوران اسے مس کرتے۔ اسلام نے آکر انہیں اٹھوا دیا۔

ھُبل : ان سب بتوں کا بڑا تھا جو کعبہ کی چھت پر نصب تھا۔

(سیرۃ النبی صـ۱۸ جلد ۱ ، شفاء الغرام صـ۲۷۸ جلد ۲

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مکہ مکرمہ کے مشہور قبائل

عتیبہ : یہ قبیلہ مکہ مکرمہ کے مشرق میں مدینہ منورہ کی راہ پر آباد تھا۔

قریش : یہ قبیلہ منیٰ، عرفات، طائف، میں باسی تھا۔

ھذیل : یہ قبیلہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان آباد تھا۔

ثقیف : یہ قبیلہ طائف کے جنوب مشرق میں رہتا تھا۔

بنی حارث : یہ بھی طائف کے جنوب مشرق میں آباد تھا۔

بنی فہم : مکہ مکرمہ کے جنوب میں باسی تھے۔ (تاریخ بکہ صـ۱۸۲ جلد ۱)

اب بہت سے قبائل مختلف ناموں سے مشہور ہیں جن کا احاطہ مشکل ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

مکہ مکرمہ میں نازل ہونیوالی سورتیں

الفاتحہ ، آل عمران ، الانعام ، الاعراف ، یونس ، ہود ، یوسف ،

ابراہیم ۔ الحجر ، النحل ، بنی اسرائیل ، الکہف ، مریم ، طٰہٰ ، الانبیاء
المؤمنون ، الفرقان ، الشعراء النمل ، القصص ، العنکبوت ، الروم
لقمٰن ، السجدۃ ، سباء ، فاطر ، یٰس ، الصّٰفّٰت ، صٓ ، الزمر
المؤمن ، حٰم السجدہ ۔ الشورٰی ، الزخرف ، الدّخان ، الجاثیہ
الاحقاف ، قٓ ، الذاریات ، الطور ، النجم ، القمر ، المجادلہ ، الملک
القلم ، الحاقہ ، المعارج ، نوح ، الجن ، المزمل ۔ المدثر ، القیامہ
المرسلٰت ، النباء ، النازعٰت ، التکویر ، انفطار ، المطففین ،
البروج ، الطارق ، الاعلیٰ ، الغاشیہ ، الفجر ، البلد ، الشمس ،
اللیل ، الضحیٰ ، الم نشرح ، التین ، العلق ، القدر ، العٰدیٰت
القارعہ ، التکاثر ، العصر ، الہمزہ ، الفیل ، قریش ، الماعون ،
الکافرون ، لہب ، الاخلاص ، الفلق ، الناس ، یہ کل ۸۸ سورتیں سے
سرزمین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئیں۔

مکہ مکرّمہ کے چند انقلاب آفرین واقعات

یوں تو مکہ مکرمہ کا ہر واقعہ ہی عظیم واقعہ ہے تاہم تاریخ میں ایسے واقعات بھی ہیں جنہیں زبردست تاریخی حیثیت ملی اور اسلامی عظمت و ہیبت کے انمٹ نقوش بن گئے۔ اِن تمام واقعات میں سب سے بڑا سب سے اہم واقعہ حضور سیدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ولادت باسعادت ہے۔

ولادت باسعادت

طبری و ابن خلدون کے مطابق یہ واقعہ ۱۲ ربیع الاول

شریف صبح صادق ۴ بجکر ۲۰ منٹ پر ظہور پذیر ہوا۔

(رحمۃ للعالمین صہ۴۳ جلد۱)

یہ ظہور پُر نور پوری کائنات کے لئے ایک عظیم انقلاب کا آغاز تھا۔

◆ — یہی مقدس ظہور تھا جس سے ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر گئے۔
ارتجس ایوان کسریٰ و سقطت اربعۃ عشر شرفہ

(طبری صہ ۱۳۱ جلد۲ ، عیون الاثر صہ۲۹ جلد۱)

◆ — یہی مقدس ظہور تھا جس سے دریائے ساوہ خشک ہو گیا ،
وغاضت بحیرۃ ساوہ

◆ — یہی مقدس ظہور تھا جس کے باعث فارس کا ہزار سال سے جلنے والا آتش کدہ بجھ گیا۔ (سیرۃ المصطفیٰ صہ۴۳ جلد۱)

(فتح الباری صہ۲۲۶ جلد۶) (البدایہ والنہایہ صہ ۲۶۸ جلد۲) (خصائص کبریٰ صہ۵۱ ج۱)

(بالفاظ متفارقہ)

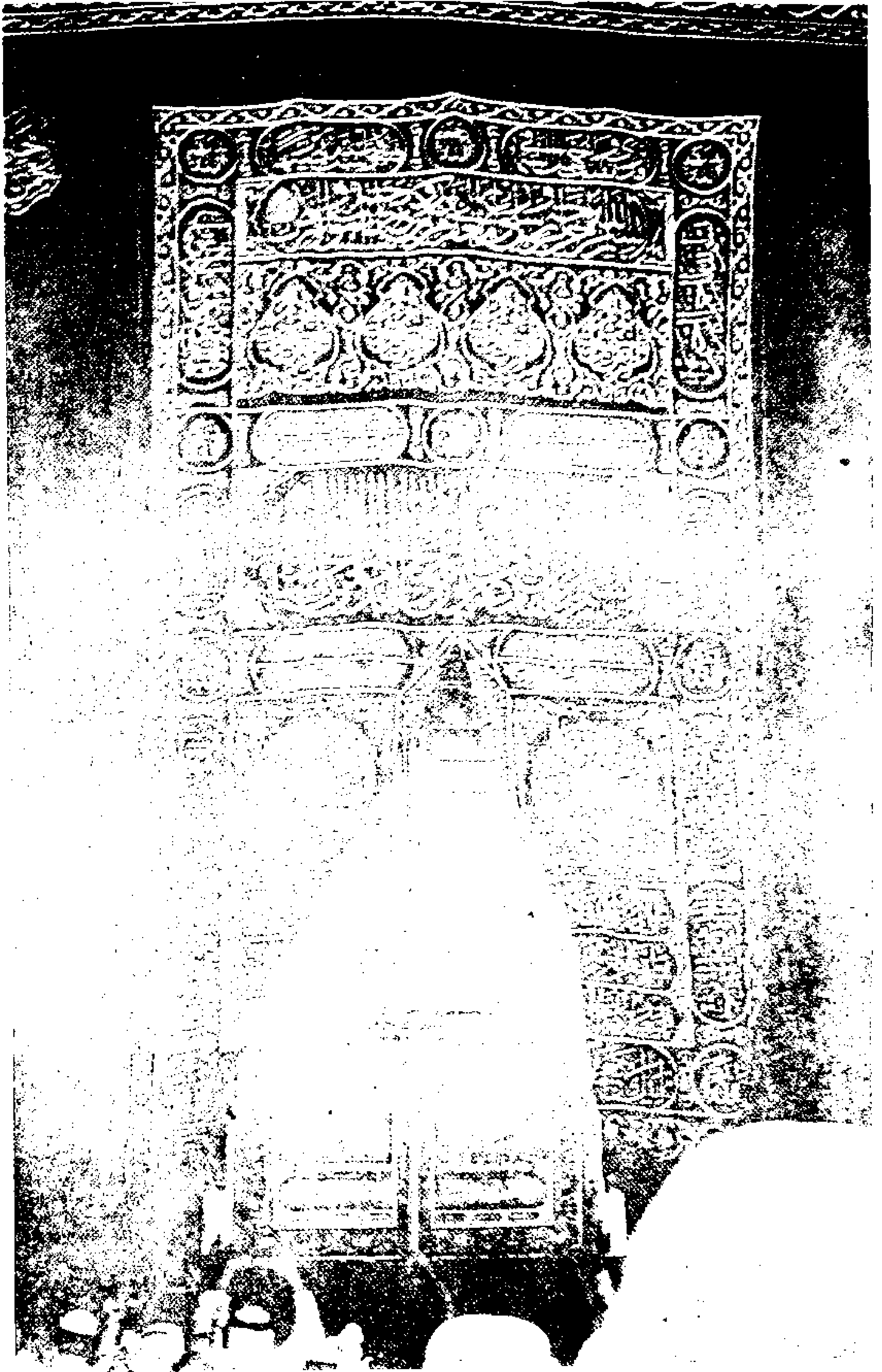
◆ — یہی مقدس ظہور تھا جس پر تمام گھر نور سے بھر گیا، آسمان کے تارے جھک گئے، فاطمہ بنت عبداللہ کو گمان ہوا کہیں یہ ستارے مجھ پر نہ گر جائیں۔

(فتح الباری صہ۴۲۶ ج۲ علامات النبوۃ فی الاسلام)

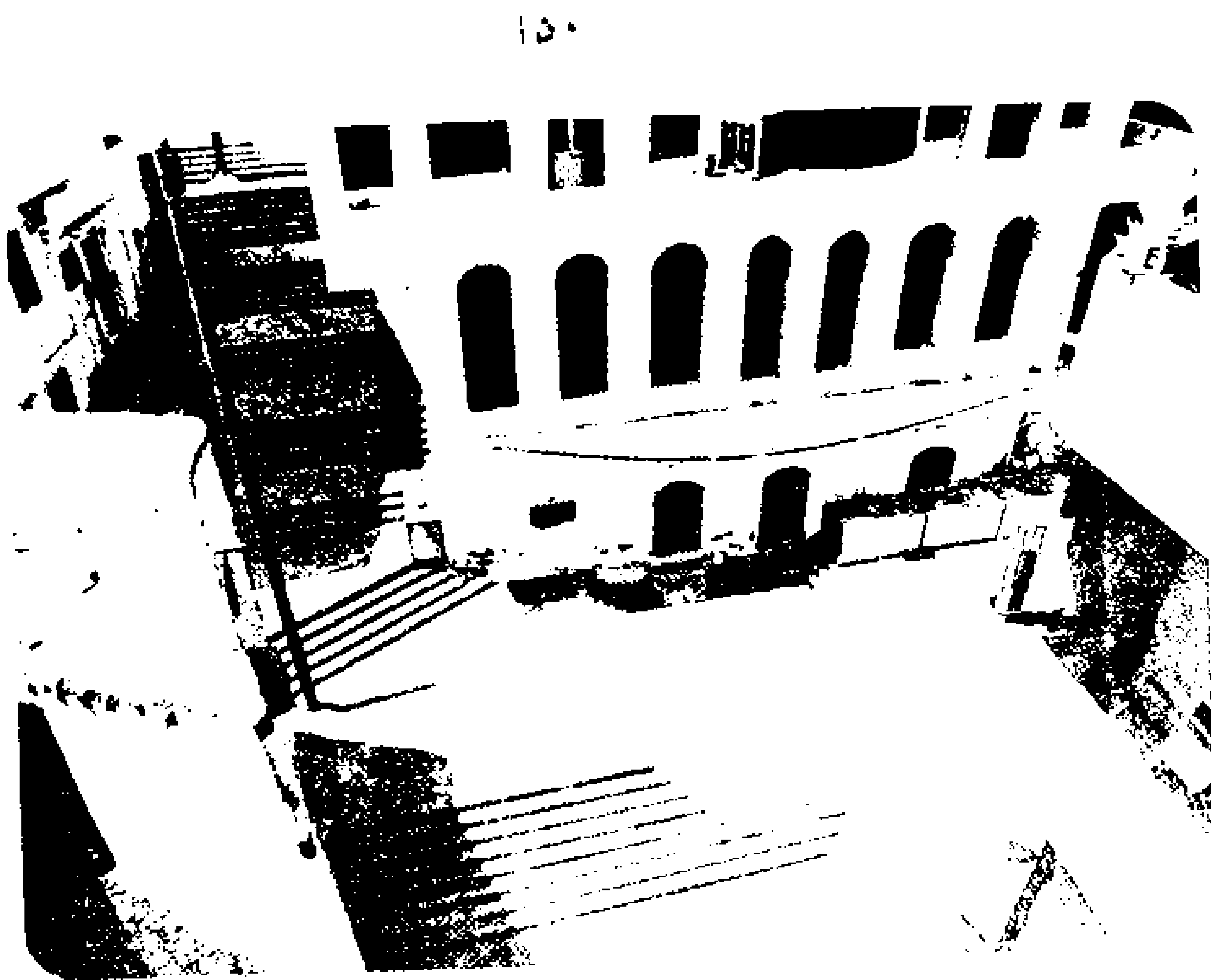
◆ — یہی مقدس ظہور تھا کہ بُصریٰ کے محل روشن ہو گئے۔ (طبقات ابن سعد صہ۶۳ ج۱)

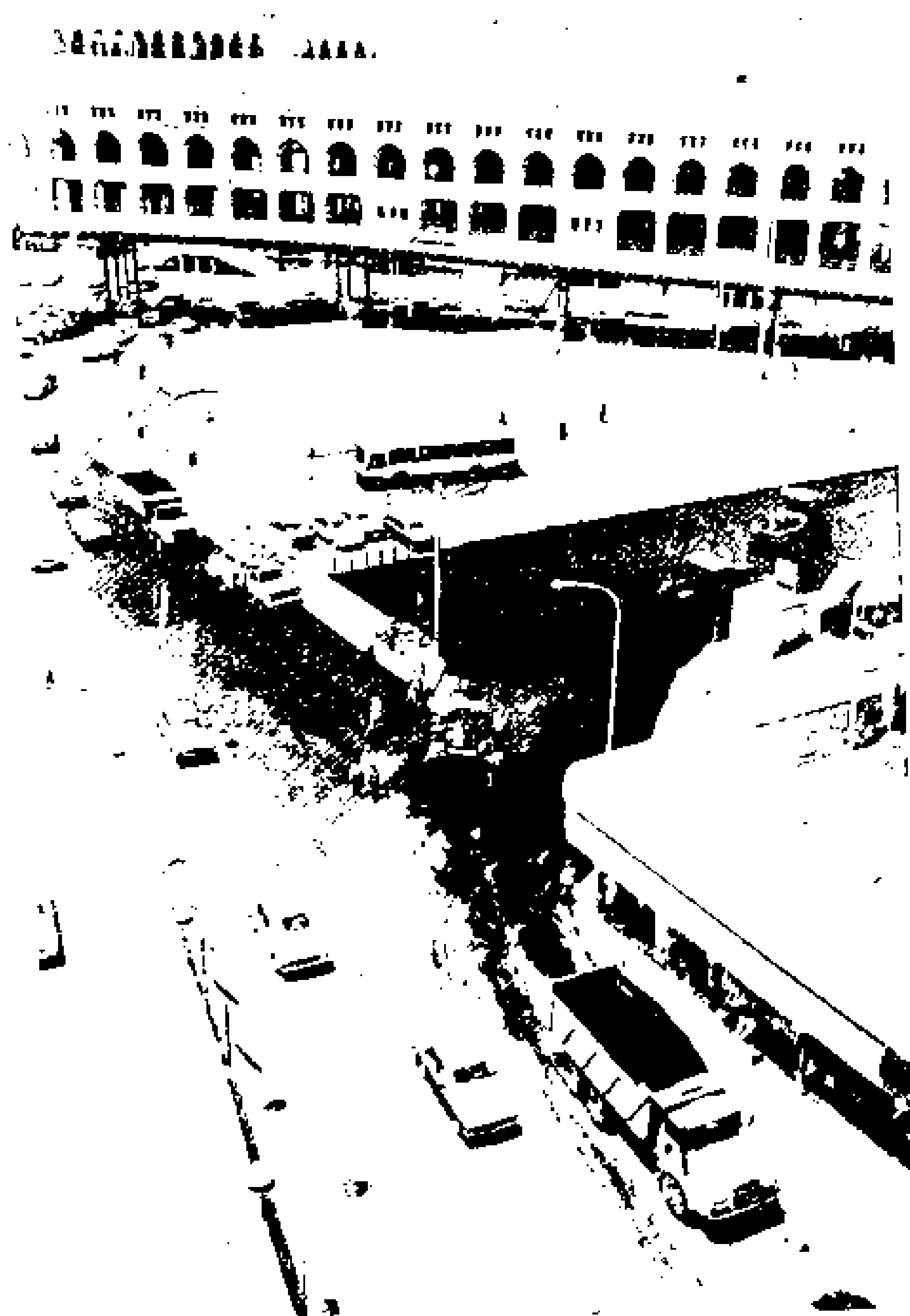
◆ — اسی مقدس ظہور پر نظر کرنے سے "قد جاءکم من اللہ نور وکتب مبین" کی تفسیر سمجھ میں آجاتی ہے۔

◆ — یہی وہ ظہور تھا جس سے قبل ہی دادا عبدالمطلب کو خواب کے ذریعہ آگاہ کر دیا گیا تھا، آپ نے خواب میں دیکھا کہ اُن کی پشت سے ایک زنجیر ظاہر ہوئی جس کا ایک کونہ آسمان پر تھا دوسرا زمین پہ ایک شرق میں



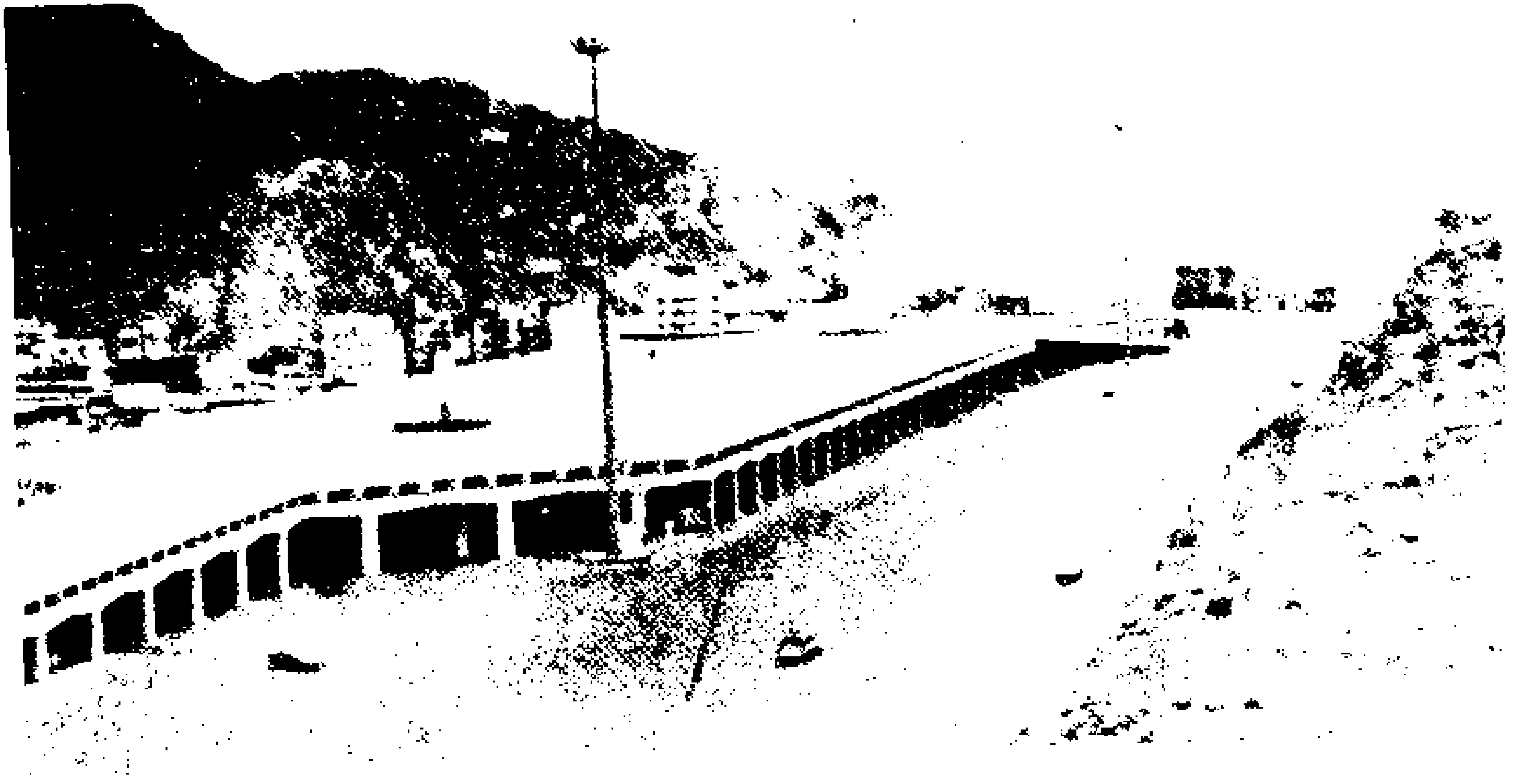
بابِ کعبہ پر غلافِ کعبہ







مکہ مکرمہ میں ایک خوبصورت چوک



منیٰ میں جمرات کا ایک منظر



ٹرافک کی سہولت کے لئے سڑک کا ایک پُل

دوسرا مغرب میں، پھر یہ زنجیر درخت بن گئی جس کے ہر پتہ کا نور آسمان کے نور سے ستر گنا زیادہ تھا، معبرین نے آپ کو بتایا کہ آپ کی اولاد میں بچہ ہوگا جس کا ذکر مشرق سے مغرب تک زمین سے آسمان تک ہوگا۔ لوگ اس کی اتباع کریں گے۔ (سیرۃ المصطفٰے ص۴۸ جلد۱)

- یہی مقدس ظہور تھا جس پر سطیح پادری نے اپنے بھانجے عبدالمسیح کو کہا: "آنے والی شئی آہی گئی"
- یہی مقدس ظہور تھا جس پر یہودی تاجر کہہ اٹھا تھا: آج کی شب امت کا نبی پیدا ہوگیا۔ جس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔

(سیرۃ المصطفٰے ج۱ ص۴۳)

شام کے محلات دکھائی دینے کی وجوہات

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی ولادت باسعادت کے موقع پر مجھے شام کے محلات نظر آگئے، اس عظمت کی کئی وجوہ سامنے آتی ہیں۔

- چالیس ابدالوں کا مرکز و مستقر سرزمین شام ہے۔
- شام کے علاقہ بصریٰ میں سب سے پہلے نور اسلام پہنچا۔
- مسجد اقصیٰ شام میں واقع ہے۔
- حضور علیہ السلام کے سفر معراج کی ایک منزل شام ہے۔
- تمام انبیاء علیہم السلام نے حضور علیہ السلام کی اقتداء میں نماز شام میں پڑھی۔
- آل انبیاء کانفرنس شام میں ہوئی، جہاں انبیاء علیہم السلام کے

خطابات بھی ہوئے۔

- سیدنا خلیل علیہ السلام نے عراق سے شام کی طرف ہجرت فرمائی۔
- سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے اتریں گے تو شام میں۔ وصلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

فتح مکہ

اسلام کے انمٹ نقوش میں فتح مکہ مکرمہ بھی ہے جسے زبردست تاریخی حیثیت حاصل ہے اپنے تو اپنے بیگانے بھی اعتراف حقیقت کے بغیر نہیں رہ سکے۔ تاکہ اس اہم واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بھی نمایاں ہوتے جائیں۔ ابتدائی چند سطور اس کے پسِ منظر کے طور پر لکھی جارہی ہیں۔

اُمِ حبیبہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم

معاہدہ حدیبیہ ختم ہوجانے پر تجدید صُلح کے لئے ابوسفیان مدینہ منورہ روانہ ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مِل کر اس کام کو انجام تک پہنچائیں۔ ابوسفیان نے مدینہ منورہ پہنچ کر سب سے پہلے اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حاضری دی۔ حضور علیہ السلام کا بستر بچھا تھا ابوسفیان نے وہاں بیٹھنے کا ارادہ ہی کیا کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فوراً بستر لپیٹ دیا۔ باپ بیٹی سے پوچھتا ہے کیا یہ بستر میرے قابل نہیں تھا اس لئے لپیٹ دیا گیا ہے۔ بیٹی جھنجھلا کر بولی نہیں نہیں تو اس قابل نہیں کہ اس بستر پہ بیٹھے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا بستر ہے یہ سید الانبیاء کا بستر ہے۔ یہ حبیبِ خُدا کا بستر ہے۔ باپ نے غصّے سے کہا: اے بیٹی تو گمراہ ہوگئی۔

ام حبیبہ نے کہا نہیں میں تو شرک کے اندھیرے سے نکل کر اسلام کی روشنی میں چلی گئی ہوں۔ ابا آپ پر تعجب ہے کہ آپ قریش کے سردار ہو کر بھی پتھروں کو پوجتے ہیں۔ (زرقانی ص ۲۸۳ ج ۲، سیرۃ ابن ہشام)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

ابوسفیان کی محرومی

ام المؤمنین سیدہ ام حبیبہ کے اندازِ گفتگو سے مایوس ہو کر دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر تجدید معاہدہ کی درخواست کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ سے سفارش کی درخواست کی۔ آپ نے معذرت کر دی، پھر یہی سفارش سیدنا عمر بن الخطاب سے عرض کی، آپ نے انکار کر دیا۔ پھر یہی درخواست سیدنا علی المرتضیٰ سے کی۔ آپ نے فرمایا اس ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی فیصلہ کر چکے ہیں پھر یہی درخواست سیدہ فاطمۃ الزہرہ سے کی اور کہا کہ آپ حسنؓ سے فرماویں کہ وہ سفارش کریں۔ سیدہ نے فرمایا حسنؓ بچے ہیں
پناہ کے مسائل سے انہیں کیا دلچسپی، آخر خود ہی مسجد شریف میں حاضر ہوئے اور تجدید عہد کی بات کی، مگر بغیر جواب لئے واپس لوٹے۔

نوٹ: حضور علیہ السلام کے دربار سے محروم کہیں سے فیضیاب نہیں ہو سکتا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

روزہ توڑ دیا مگر قضائی یا کفارہ کا حکم نہیں دیا

۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے

روانہ ہوئے، دس ہزار فوج کی قیادت فرمائی۔ اس فتح کا ذکر کتاب استثنا صد ۳۳ ۳ اور غزالغزلات باب ۵ میں بھی درج ہے:۔

- "خداوند! سینا سے آیا فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا دس ہزار قدسیوں کے ساتھ۔"

- اس مبارک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام کدید پہنچے تو صحابہ کرام کے چہروں پر سفر، تکان اور مشقت دکھائی دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی مشقت کے پیشِ نظر روزہ افطار فرمایا، صحابہ نے ایسا ہی کیا۔ اگر اس شدت میں روزہ رکھا جاتا تو جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ادا ہونے میں تساہل پیدا ہوتا، اسی وجہ سے حدیث پاک میں ہے؛

لیس من البر الصیام فی السفر

ترجمہ: سفر میں روزہ بھلائی نہیں۔

- مریض اور مسافر کے لئے اگرچہ افطار جائز ہے لیکن روزہ رکھنا افضل ہے۔ مقام کدید پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دس ہزار صحابہ کرام کے روزہ کھولنے کا ذکر تو بخاری شریف میں بھی ملتا ہے مگر قضائی یا کفارہ کا ذکر کہیں نہیں۔ سفر میں روزہ رکھنا اور ہے مگر روزہ رکھ کر نبھانا اور ہے یہاں روزہ رکھ کر افطار کیا گیا ہے۔

- (نوٹ) یہ ہے اختیارِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جن پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔ بخاری شریف کی مشہور حدیث ہے، صحابی روزہ توڑ کر حاضر ہوا فرمایا کفارہ دو غلام آزاد کرو، عرض کی طاقت نہیں۔ فرمایا ۶۰ روزے رکھو معذرت کی فرمایا ۶۰ مساکین کو کھانا کھلاؤ معذرت کر دی، تھوڑی دیر بعد کچھ کھجوریں آئیں صحابی کو بلا کر فرمایا یہ کھجوریں مساکین مدینہ منورہ میں بانٹ دو

تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ عرض کی! مجھ سے زیادہ کوئی مسکین نہیں فرمایا تمہیں کھا لو کفارہ ادا ہو جائے گا۔ یہ ہیں اختیارات نبوت۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و الہٖ وصحبہ وسلم

ابوسفیان دربارِ رسالت میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مقام کدید سے چل کر مرالظہران پہنچے وہاں پڑاؤ کیا۔ ہر خیمہ کے آگے آگ جلانے کا حکم دے دیا گیا۔ یہ عرب کا رواج بھی تھا مگر دشمن پر ہیبت ڈالنا بھی تھا۔ کہ آگ دیکھ کر دشمن مرعوب ہو جائے۔

ابوسفیان اور ان کے ساتھی حالات کا جائزہ لینے کے لئے مرالظہران پہنچے، سیدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آواز پہچان لی اور فرمایا ابوسفیان آج تو بچ کر نہیں جا سکتا۔ ابوسفیان نے رہائی کی صورت پوچھی، آپ نے فرمایا بس ایک ہی صورت ہے کہ دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر معافی کا خواستگار ہو جا۔ حضرت عباس نے اپنے خچر پر سوار کر لیا۔ جونہی خیمہ فاروق سے گزر ہوا تو حضرت فاروق اعظم نے ابوسفیان کو پہچان لیا تعاقب کیا، دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور! ابوسفیان قابو آگیا ہے، اجازت فرمائیے گردن اڑا دوں۔ جناب عباس رضی نے عرض کی حضور میں پناہ دے چکا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: عباس! ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لیجاؤ، صبح میرے ہاں لے آنا۔ صبح ہوتے ہی حضرت عباس رضی نے سراپا جرم کو سراپا کرم کے حضور پیش کر دیا، خطا کا پتلا، عطا کے سامنے حاضر ہے۔ ابوسفیان محسوس کر رہے ہیں میری زیادتیوں کے انتقام کا مسئلہ دکھائی نہیں دیتا۔ شرم کے مارے پسینے چھوٹ رہے ہیں یہ شرم کے آنسوؤں کے قطرات ہی ہیں جو درجات کو بلند کر دیتے ہیں۔ ؎

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چن لیے ہیں
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے (اقبال)

گردن خم ہے آنسو ٹپ ٹپ گر رہے ہیں کریم ہیں جو کرم فرما رہے ہیں۔ غصّہ کا نام نہیں، انتقام کا تصور نہیں۔ جرائم کو یاد دلانے کی طرف توجہ بھی نہیں۔ مجرم مانگ رہا ہے کریم دے رہا ہے۔ ؎

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

(مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ)

ابوسفیان امن رحمت میں آجاتے ہیں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے، ؎

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جُرم ہائے سیاہ کو ترے عفو بندہ نواز میں

ابوسفیان کی عزت افزائی

ابوسفیان کے قبول اسلام کے بعد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں حضور ابوسفیان مکہ کا سردار ہے فخر کو پسند کرتا ہے کوئی ایسا تحفہ بھی عطا فرماویں جس سے یہ فخر کر سکے اور مطمئن ہو، حضور علیہ السلام نے فرمایا، جو حرم شریف کے اندر ہوگا اسے امن ہوگا ——— ابوسفیان عرض کرتے ہیں حضور مسجد حرام شریف بھی تھوڑی ہی ہے اس میں کس قدر لوگ سما سکیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو در وازہ بند کرے گا، ہماری فوجیں اسے بھی کچھ نہیں کہیں گی۔ عرض کی اس میں وسعت ہے۔
حضرت عباس ابوسفیان کو ... کا

اندازہ لگایا جا سکے۔ ابوسفیان اس عظیم منظر کو دیکھ کر ہیبت زدہ ہو گئے۔ اور کہا عباس رضی اللہ عنہ تمہارے بھتیجے کا ملک بہت بڑا ملک ہے۔ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ بادشاہت نہیں بلکہ نبوت ہے۔ ابوسفیان کے سامنے سے فوجی دستے گزرتے گئے، ان کی حیرت بڑھتی گئی، مختلف فوجی دستوں نے اپنے اپنے قبائل کے جھنڈے اُٹھائے ہوئے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

سعد بن عبادہ کا نعرہ

مہاجرین و انصار کے گروہ مسلح گزر رہے ہیں، مہاجرین کا جھنڈا سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں ہے اور انصار کا سیدنا سعد بن عبادہ کے، سعد بن عبادہ نے ابوسفیان کو دیکھا تو جوش میں آکر نعرہ لگایا: الیوم یوم الملحمہ آج کا دن لڑائی کا دن ہے۔ الیوم نستحل الکعبہ آج کعبہ میں قتل و قتال جائز ہوگا۔ ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے تفصیل لی، یہ لوگ کون ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ مہاجرین یہ انصار ہیں۔ یہ نعرہ لگانے والے سعد بن عبادہ ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو ابوسفیان نے سعد بن عبادہ کے جذباتی نعرہ کا ذکر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا ابا سفیان الیوم یوم المرحمہ" اے سفیان! آج کا دن رحمت و محبت کا دن ہے۔ لیعز اللہ فیہ قریشا: اس دن میں اللہ تعالےٰ قریش کو عزت بخشے گا۔ ابوسفیان کی اس شکایت پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ جھنڈا سعد بن عبادہ سے لے کر اُن کے بیٹے قیس کو دے دیا جائے۔

◆ ابوسفیان کی حوصلہ افزائی کے لئے جھنڈا حضرت سعد سے لے لیا۔ مگر حضرت سعد کی دل شکنی کے خیال سے انہیں کے بیٹے قیس کو دے دیا۔ گویا حضور علیہ السلام نے حکمت عملی سے کام کیا۔ ابوسفیان کی شنوائی ہوگئی، حضرت سعد کو تنبیہ ہوگئی، حضرت قیس کو جھنڈا دینے میں اس خاندان کا وقار بھی بحال رہا۔

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عجز و انکساری

جب ۲۰ رمضان ۸ھ حضور سید عالم فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہوئے تو دیدنی منظر تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کعبۃ اللہ کا احترام بھی ہے اور فاتحانہ جذبات بھی، مگر دونوں کیفیتیں ایسا حسین امتزاج ہے جس کی مثال نہیں۔

◆ سیدنا عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ محبوب پاک اونٹنی پر سوار ہیں۔ اور پرسوز لہجہ میں انا فتحنا لک فتحا مبینا کی تلاوت فرما رہے ہیں۔ فتح مکہ کی خوشی میں چہرہ مبارک چمک رہا ہے مگر عجز و انکساری کی انتہا گردن جھکی ہوئی ہے ریش مبارک کجاوہ سے لگ رہی ہے آنسوؤں سے داڑھی مبارک تر ہے۔

◆ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس موقعہ پر آپ نے یہ سورۃ بھی تلاوت فرمائی۔ "اذا جاء نصر اللہ والفتح"

(زرقانی ص ۳۲۵ جلد ۲، سیرۃ المصطفیٰ ص ۲۰۰)

◆ کبھی وہ وقت تھا اسی مقدس شہر سے ہجرت پر مجبور کر دیا گیا تھا آج وہی شہر ہے جس میں کل کا مہاجر آج فاتح کی حیثیت سے داخل ہو رہا ہے:۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہوئے تو سب سے پہلے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، آٹھ رکعت نماز ادا فرمائی یہ چاشت کا وقت تھا اسے صلوٰۃ الفتح کہا جاتا ہے۔ اسی سنّت پر عمل کرتے ہوئے سعد بن ابی وقاص نے مدائن کی فتح پر نماز ادا فرمائی،

● پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعب ابی طالب پر تشریف لے گئے یہیں آپکا خیمہ لگایا گیا تھا اسی مقام پر کبھی بنی ہاشم کو محصور کیا گیا تھا۔ اور ان سے سوشل بائیکاٹ کر دیا گیا تھا۔ (زرقانی صہ ۳۲۴ جلد ۱)

بُت شکنی کا مظاہرہ

سیّدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ انداز میں مسجد حرام شریف میں داخل ہوئے تو کعبہ شریف کے گرد سجائے تین سو ساٹھ بتوں کو خاک میں ملا دیا، اس طرح سے دُنیا میں بسنے والوں کو ایک خدائے قدوس جل مجدہ وحدہ لاشریک لہ کا تصور دیا جس بُت کی طرف چھڑی کا اشارہ فرماتے وہی الٹا گر جاتا اس وقت آپ اس آیۃ کی بھی تلاوت فرما رہے تھے۔ قل جاء الحق وزهق الباطل ؕ

(خصائص کبریٰ صہ ۲۶ جلد ۱)

● فتح الباری صہ ۱۴ جلد ۸ میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اس بُت شکنی کے بعد حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن طلحہ کو لے کر کعبہ شریف کے اندر داخل ہوتے دیکھا کہ وہاں تصویریں ہیں۔ تمام تصاویر کو مٹانے کا حکم دیا، مٹانے کے بعد انہیں آب زمزم سے دھلوایا

گیا، اور نماز ادا فرمائی۔ (زرقانی صہ ۳۳۶ جلد دوم، فتح الباری صہ ۱۴/۸۷)

آپ بیت اللہ شریف کے تمام کونوں میں پھرے توحید و تکبیر کی آوازیں بلند فرمائیں۔ کعبہ شریف کے اندر باہر کو بتوں سے پاک کرنے کے بعد حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیرون مقامات پر بُت شکنی کا اہتمام فرمایا۔ ۸ھ خالد بن ولید کو جمعیت کے ساتھ سواع کو توڑنے بھیجا، ۲۶ رمضان ۸ھ کو سعد بن زید اشہلی کو مناۃ تباہ کرنے بھیجا۔ (سیرۃ مصطفےٰ صہ ۲۲۵ جلد ۲)

سیّدنا بلال، سیّدنا اسامہ خدام خاص ساتھ حاضر تھے۔ فراغت کے بعد دروازہ کھولا تو باہر عظیم اجتماع تھا یہ رمضان المبارک کی ۲۰ تاریخ تھی اسی جگہ کھڑے ہو کر آپ نے عظیم تاریخی خطبہ فرمایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و اٰلہٖ وصحبہٖ وسلّم

کعبہ کے دروازہ پر تاریخی خطبہ

یہ مقدس خطبہ زبردست تاریخی حیثیت کا حامل ہے اس خطبہ شریف کے ایک ایک فقرہ پر مبسوط کتابیں لکھی جا سکتی ہیں۔ اسجگہ پر اُس عربی خطبہ کا اُردو ترجمہ پیش کیا جارہا ہے۔ تفصیلی طور پر عربی خطبہ پڑھنا مقصود ہو تو البدایہ والنہایہ صہ ۳۰۰ جلد ۲ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی عبادت کے لائق نہیں، اُس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی، دشمنوں کی تمام قوتوں کو اُس نے تنہا شکست دی، آگاہ ہو جاؤ جو دیت جانی ہو یا مالی جس کا دعوےٰ ہو سکے وہ تمام میرے قدموں کے نیچے ہیں (باطل ہیں) ہاں بیت اللہ شریف کی دربانی اور حاجیوں کو پانی پلانے کا معاملہ حسب معمول رہے گا، آگاہ ہو جاؤ جو شخص غلطی سے قتل کیا جائے

کوڑے یا لاٹھی سے اسکی دیت مغلظہ ہوگی، (سَو اونٹ) جس میں ۴۰ حاملہ اونٹنیاں ہوں گی۔ اے گروہ قریش! اللہ تعالےٰ نے جاہلیت کی نخوت اور غرور اور اباؤ اجداد پر فخر کرنے کو باطل کر دیا، سب لوگ آدم سے ہیں اور آدمؑ مٹی سے، اس کے بعد یہ آیۃ شریفہ تلاوت فرمائی :۔

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ وجعلناکم
شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم ان اللہ علیم خبیر

پھر فرمایا اے قریش تم میرے متعلق کیا خیال کرتے ہو کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کروں گا، لوگوں نے کہا آپ ہم سے بھلائی کریں گے، کہ آپ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا :۔ میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا آج تم پر کوئی عتاب نہیں چاہیئے، آپ سب آزاد ہیں۔

(زادالمعاد، سیرۃ ابن ہشام، زرقانی، البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۰۰ جز ۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و الہ وصحبہ وسلم

نصیحت

جو لوگ حضور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر دنیوی بادشاہ ہونے کا الزام لگاتے ہیں، وہ ذرا سوچیں! اگر آپ دنیوی بادشاہ ہوتے تو آج عفو و کرم کے بجائے انتقام انتقام کا نعرہ بلند ہوتا۔ خون کی ندیاں بہتیں۔ دشمنوں کا قلعہ قمعہ کیا جاتا، لاشیں مسخ ہوتیں۔ دنیوی بادشاہوں کے اس انداز کو خود قرآن مقدس نے بھی اس طرح بیان فرمایا۔

ان الملوك اذا دخلوا قریه افسدوھا وجعلوا اعزة اھلھا اذلہ ط

● بادشاہوں کا معمول ہے جب کسی ملک میں داخل ہوتے تو وہاں فساد برپا کر دیتے ہیں۔ وہاں کے معزز لوگوں کو رسوا و ذلیل کر دیتے ہیں۔ اچھوں سے تو سبھی نبھا لیتے ہیں، بروں سے نبھا لینا یہ کمال ہے یہاں اسی وصفِ جمیل کا ظہور ہو رہا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

ابو محذورہ کی تقرری

تاریخی خطبہ کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی، ابو محذورہ جمحی نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کی نقل اُتاری، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلا لیا ابو محذورہ فرماتے ہیں مجھے ڈر تھا اس نقل کی وجہ سے قتل کیا جاؤں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان سناؤ ڈر گئے حوصلہ دیا گیا تو اذان سُنا دی — رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشانی پر بوسہ دیا اور دُعا فرمائی، ابو محذورہ فرماتے ہیں بس دُعا کا فرمانا — اور میرے سینے پر ہاتھ کا پھرنا تھا ساری نفرت محبت میں، سارا بغض پیار میں، ساری دوریاں قرب میں بدل گئیں ابو محذورہ فرماتے ہیں میری درخواست پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرما دیا تقرری کے وقت ان کی عمر ۱۶ برس تھی۔ تا زیست مؤذن رہے آپ کی اذان لوگوں میں اذان بلالی کے بعد متعارف ہوگئی۔

● ایک شاعر کہتا ہے ؎

وا النغمات من ابی محذورة　　لا فعلن فعلة مذکورة

نوٹ : اس واقعہ میں بھی درگذر وعفو کا پہلو نمایاں ہو رہا ہے ۔ طنز یہ نقل کرنے والے کو نوازکر مؤذن بنا دیا گیا ہے ۔

صحابہ کا جھرمٹ اور موتیوں کی برسات

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہوکر صفا کی طرف بڑھے دیر تک دُعا میں مصروف رہے ، انصار کا جم غفیر ہے ۔ صحابہ خوشی سے پھولے نہیں سماتے زبانوں پر حمد و شکر کے نغمے ہیں ۔ پیشانیاں عجز و انکساری سے سجدہ ریز ہیں ۔ مجمع سے بعض نے کہہ دیا حضور اللہ کا کرم ہوگیا ، مکہ فتح ہوگیا ہے ، یہ آپ کا آبائی وطن ہے آپ یہاں نہ رُک جائیں اور مدینہ منورہ کو نظر انداز کر دیا جائے ۔ یہ سُننا تھا زبانِ رسالت سے ارشاد جاری ہوا ۔ "اے صحابہ سن لو ، یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ، سن لو" تمہاری زندگی میری زندگی تمہاری موت ، میری موت "!

● یہ سُن کر جان نثار صحابہ کی آنکھوں سے موتیوں کی برسات شروع ہوگئی کہ ہم پر محبوب پاک علیہ السلام کا اس قدر کرم ہے ، صحابہ نے عرض کی حضور ہمیں خطرہ ہوگیا تھا کہیں ہم اس شمع روشن کے استفادہ سے محروم نہ ہوجائیں اور یہ شمع مقدس ہماری محفل سے اٹھا نہ لیجائے ۔ اے اللہ کے محبوب ہم جان نثار خدام حاضر ہیں ، اور ہر قسم کے ایثار کے لئے تیار ہیں ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلّم

تحمّل و بردباری کا عجیب مظاہرہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مردوں سے بیعت لے کر فارغ ہوئے تو خواتین کی

بیعت شروع فرمائی، عورتوں سے بیعت کا یہ طریقہ تھا۔ زبانی اعتراف و توبہ کرواتے کسی غیر محرم کے ہاتھ کو حضور علیہ السلام کے ہاتھ نے کبھی مس نہیں فرمایا۔ کپڑے کے ذریعے بیعت فرماتے یا پھر پانی کا پیالہ منگوا کر اسمیں اپنا ہاتھ ڈالتے پھر خاتون کو ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔ اسی ضمن میں ہندہ بنت عتبہ ابوسفیان کی اہلیہ حاضر ہوئیں، چہرے پر نقاب تھا اور یہ شرم کے باعث تھا کہ ہندہ نے میدان اُحد میں سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا، جھجک تھی کہ مجھے پہچانا نہ جائے۔

ہندہ : حضور آپ ہم سے کیا عہد لے رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم : خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، چوری نہ کرنا۔

ہندہ : کبھی کبھار شوہر کے مال سے لے لیتی ہوں، نہ معلوم وہ چوری ہے یا نہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم : ضرورت کے مطابق شوہر کے مال سے اتنا لے سکتی ہے جو تیرے بچوں کو کفایت کر سکے۔

ہندہ : کوئی اور بات ہے تو فرما دیجئے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم : زنا سے بچتے رہنا۔

ہندہ : بھلا شریف عورت زنا کر سکتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم : اولاد کو قتل نہ کرنا۔

ہندہ : ہم نے تو بچوں کو پالا آپ نے انہیں بدر میں مار ڈالا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم : کسی پر بہتان نہ لگانا،

ہندہ : خدا کی قسم بہتان باندھنا بڑا ہی جرم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم : کسی کار خیر کا انکار نہ کرنا۔

ہندہ : آپ کی نافرمانی کا کوئی ارادہ نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب سے بیعت لینے کا حکم فرمایا اور بیعت کے بعد آپ نے ہندہ کے لئے دعا فرمائی۔ (کامل ابن اثیر ص ۹۷ جلد ۲)

● قبول اسلام کے بعد ہندہ نے عرض کی حضور قبول اسلام سے پہلے آپ سے زیادہ کسی کو دشمن نہیں جانتی تھی قبول اسلام کے بعد آپ سے زیادہ کسی کو پسندیدہ نہیں سمجھتی۔ اس کے بعد گھر گئیں اور تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ اور کہا خدا کی قسم تمہاری وجہ سے ہی دھوکہ میں تھے۔

(زرقانی ص ۳۱۶ جلد ۳) (اصابہ ص ۴۰۲ جلد ۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی

اس عنوان کے تحت چند ایسے افراد کا ذکر کرنا مقصود ہے جو فتح مکہ کے بعد از خود ہی ڈر کر مکہ مکرمہ سے بھاگ گئے انہوں نے اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بہت کچھ کہا تھا عفو عام کے بعد خاص مجرموں کو بھی معاف فرمایا۔ ان میں چار خواتین تھیں باقی مرد جن کی تفصیل یہ ہے۔

● حویرث بن نفید، عبداللہ بن زبعریٰ، کعب بن زہیر، وحشی بن حرب، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صابہ، عبداللہ بن سعد، عکرمہ بن ابی جہل، ہبار ابن اسود، ہبیرہ بن ابی رہب۔

● خواتین یہ ہیں :-

سارہ، قریبہ، فرتنیٰ، ہندہ بنت عتبہ

● ان میں سے جو بھی حاضر ہوا، اور معذرت کی معاف فرما دیا گیا۔ ان میں

سے چند افراد کے واقعات درج کئے جا رہے ہیں جنہیں بالآخر دربارِ رسالت میں ہی پناہ ملی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

عکرمہ بن ابی جہل کی حاضری

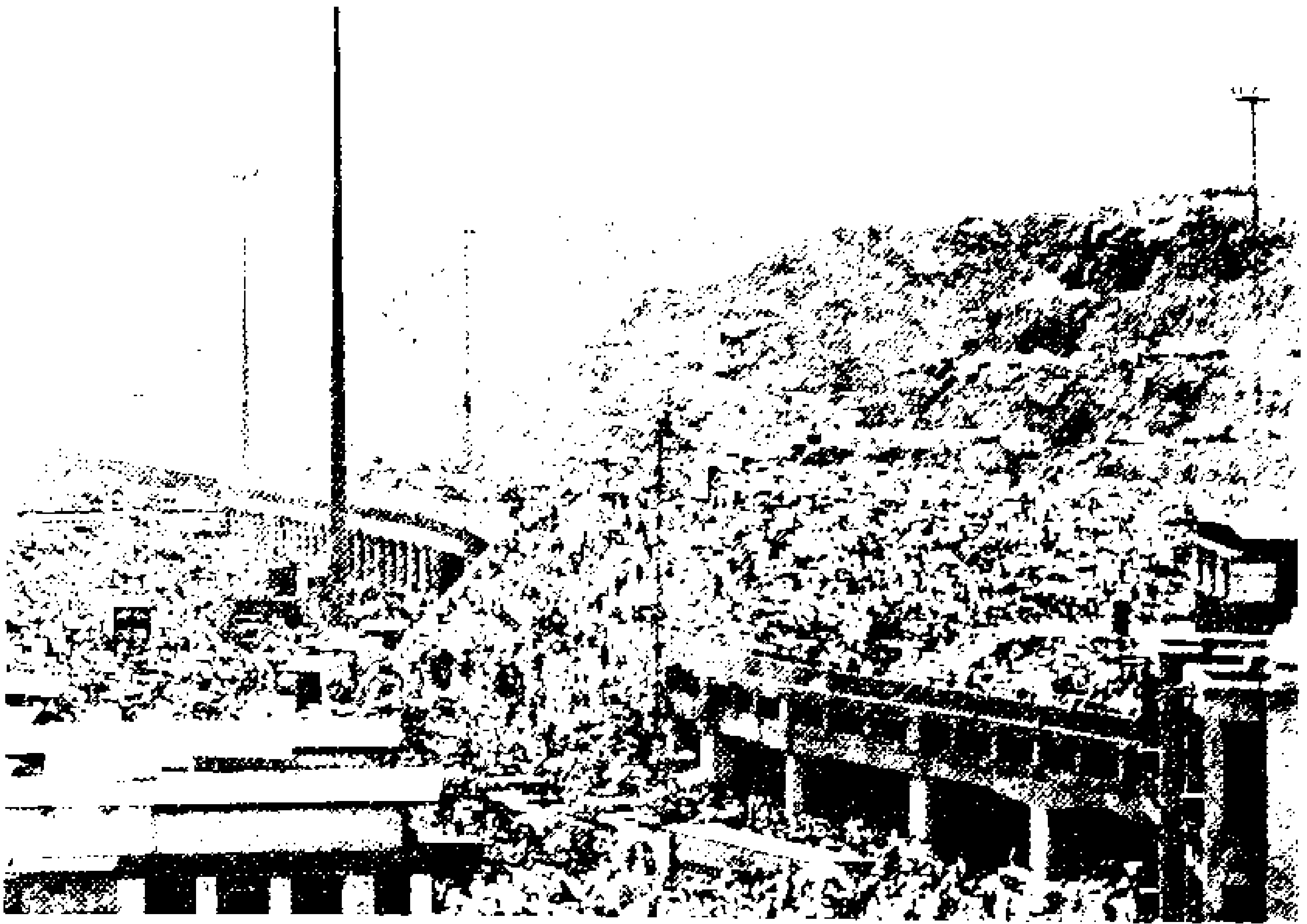
یہ اُنہیں افراد میں سے ایک ہیں جن کا خون مباح کر دیا گیا تھا، فتح مکہ کے بعد بھاگ کر یمن چلے گئے تھے ان کی بیوی بنت حارث اسلام لے آئیں اور دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر اپنے شوہر کی امان چاہی، حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیوی کی درخواست کو قبول فرمالیا۔ عکرمہ مکہ مکرمہ سے بھاگ کر یمن کے ساحل پر پہنچ چکے تھے ابھی کشتی میں سوار ہی ہوئے تھے کہ طوفان میں پھنس گئے۔ عکرمہ نے لات وعزیٰ کو پکارا مگر بات نہ بنی، کشتی والوں نے کہا "عزیٰ" کام نہیں دے سکیگا۔ ایک خدا کو پکارو تو عکرمہ نے کہا :۔

"اللّٰھم لک عھد ان عافیتنی مما انا فیہ ان اٰتی محمدًا حتی اضع یدی فی یدہٖ۔"

اے اللہ! اگر تو اس مصیبت سے بچالے تو میں تیرے حضور عہد کرتا ہوں (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں) حاضر ہو کر مسلمان ہو جاؤنگا۔

ادھر بیوی نے اپنے شوہر عکرمہ سے کہا اپنے آپکو ہلاک مت کرو، میں نے تیرے لئے دربارِ رسالت سے امان حاصل کرلی ہے، چلو دربارِ رسالت میں حاضری دو۔ عکرمہ بیوی کے ساتھ روانہ ہو گئے اُدھر حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پہلے ہی فرمادیا :۔

"یاتیکم عکرمۃ مومنًا"



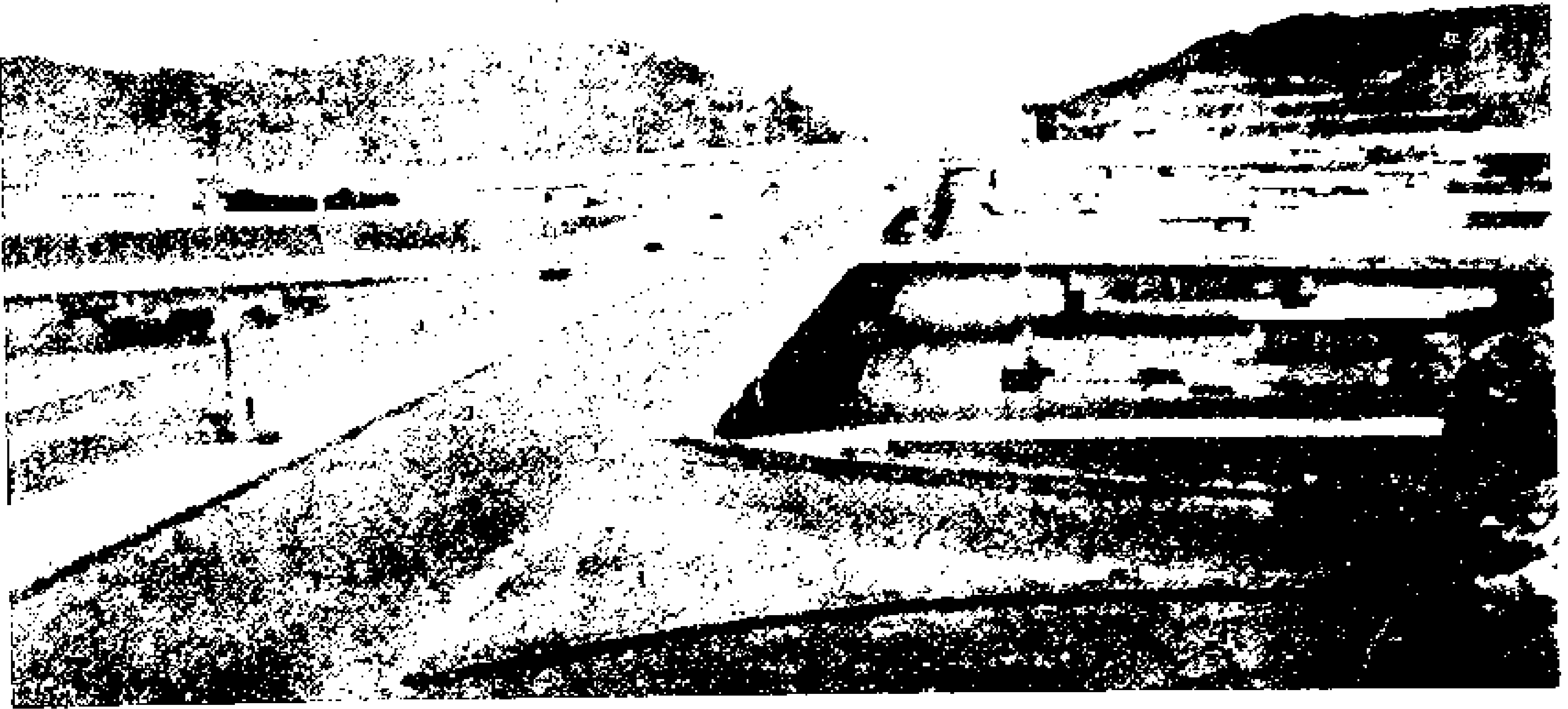
جمرات کا منظر



غلاف کعبہ کی بنائی کا ایک منظر



صفا و مروہ میں سعی کرنے کا منظر



مکہ شریف سے منیٰ کے راستہ میں واقع ایک پل



سعودیہ کا ایک ہوائی جہاز



مکہ مکرمہ میں ایک فوارے کا منظر



مسجد حرام کی عمارت کا بیرونی منظر

عکرمہ مومن ہو کر حاضر ہو رہا ہے۔

● میاں بیوی نے حاضری دی اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے، برملا صداقت مصطفےٰ کا اعلان کیا پھر دعا کی درخواست کی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مغفرت فرمائی، بس گزر گیا جو گزر گیا، اس کے بعد ساری زندگی دین متین کی خدمت کیلئے کمربستہ رہے۔ روحانی انقلاب کا عالم یہ تھا کہ تلاوت قرآن کریم کرتے تو غشی طاری ہو جاتی اور فرماتے یہ میرے رب کا کلام ہے۔

● جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرتدین کے خلاف صف آرائی فرمائی تو سیدنا عکرمہ ایک جماعت کے سالار قافلہ کی حیثیت سے بڑھ رہے تھے جنگ اجنادین میں شہید ہوئے جسم اطہر پر ستر سے زیادہ زخم لگے تھے۔

(الاستیعاب لابن عبدالبر ص ۱۵۰ ج ۳)

● فتح مکہ کے موقعہ پر حضرت عکرمہ کے ہاتھوں ایک شخص شہید ہوا تھا حضور نے خبر ملنے پر فرمایا، قاتل اور مقتول دونوں جنتی ہیں۔ (مدارج النبوۃ ص ۳۹۳ ج ۲) حضرت عکرمہ کے قبول اسلام اور ایمان پر موت کی طرف اشارہ ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ہبار بن اسود سے حسن سلوک

ہبار وہ شخص تھا جس نے مسلمانوں کو مبتلائے عذاب رکھنے میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ اسی نے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت زینب کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرایا، اسی صدمہ سے حمل گر گیا اسی تکلیف میں آپ کا انتقال ہوا، جب ہبار کو کہیں بھی پناہ نہ ملی تو آخر دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ صحابہ نے حیرت میں کہا حضور ہبار آگیا ہے۔ فرمایا مجھے پتہ ہے۔ حاضرین میں سے ایک قتل

کے لئے اٹھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روک دیا، ہبار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسنِ سلوک سے اور متاثر ہوا عرض کی حضور میں بھاگ کر چلا گیا تھا، غیروں سے تعلق استوار کیے مگر بات نہیں بنی، میں پھر واپس آگیا ہوں :۔

فاصفح عن جھلی وعما کان بلغک عنی فانی مقر بسوء فعلی معترف بذنبی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد عفوت عنک ۔"

حضور میری جہالت پر درگذر فرمایئے اور اُسے معاف کیجئے۔ جو کچھ مجھ سے آپکو تکالیف پہنچی، میں اپنی بُری حرکات اور گناہوں کا اقرار کر رہا ہوں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں نے تجھے معاف کر دیا۔ اللہ تعالےٰ تجھ پر احسان کیا تجھے اسلام کی ہدایت فرما دی اور اسلام پہلے سارے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (زرقانی صہ ۳۱۵ جلد ۲)

وصلی اللہ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

وحشی بن حرب کی ندامت

یہ بھی ان لوگوں سے تھے جن کا خون مباح قرار دیا گیا تھا۔ یہی وحشی تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہ جبیر بن مطعم کا حبشی غلام تھا۔ جنگ بدر میں جبیر کا چچا طعیمہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں قتل ہوا تھا۔ جبیر اپنے چچا کا بدلہ لینا چاہتا تھا، وحشی سے کہا اگر تو حمزہ کو قتل کر دے تو تجھے آزادی ہوگی۔ فتح مکہ کے بعد طائف کے لوگوں کے ساتھ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے لوگوں نے عرض کی حضور وحشی آگیا ہے جس نے آپ کے چچا کو قتل کیا تھا آپ نے فرمایا چھوڑ دو ایک شخص کا مسلمان ہونا

میرے نزدیک ہزار کافروں کے قتل سے کہیں زیادہ اچھا ہے۔ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت وحشی سے حضرت حمزہ کی شہادت کا واقعہ دریافت فرمایا، حضرت وحشی نے نہایت ندامت و شرمندگی سے سنایا اور یہ محض تعمیل حکم تھی۔

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے
(اقبال)

قبول سلام کے بعد حضور علیہ السلام نے حضرت وحشی سے فرمایا تم میرے سامنے نہ آیا کرو تمہیں دیکھ کر مجھے اپنے عم محترم حضرت حمزہ کا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے۔ حضرت وحشی اسی وقت محفل سے اُٹھ کر باہر آ گئے اور پھر ساری زندگی سامنے نہ جا سکے۔ چونکہ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے سے بچتے تھے جب کبھی محفل میں حاضر ہوتے تو پس پشت بیٹھ جاتے اور ہمیشہ کسی ایسے موقعہ کی تلاش میں رہتے کہ اس گناہ کا کفارہ ادا کر سکیں، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوےٰ کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس سے ٹکر لی، آپ کی کمان میں یہ حضرت وحشی بھی تھے اچانک حضرت وحشی کی نظر مسیلمہ پر پڑی جو ایک دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا، گویا ایک بھورے رنگ کا اونٹ کھڑا تھا۔ آپ نے فوراً حملہ کر کے ہلاک کر دیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے دورِ جاہلیت میں مجھ سے خیر الناس شہید ہوا، تو دورِ اسلام میں مَیں نے شر الناس کو بھی ہلاک کیا ہے جس طرح حضرت وحشی نے حضرت حمزہ کو نیزہ مارا تھا اسی طرح اسے بھی مارا۔

(ابن ہشام ص ۸۱ ج ۲، زرقانی ص ۲۱۶ ج ۲، سیرۃ المصطفےٰ ص ۲۱۹ ج ۲)

حضرت وحشی فرمایا کرتے تھے:۔

الحمد للہ الذی اکرمہ بیدی ولم یھنی
بیدہٖ۔"

اللہ کا شکر ہے جس نے حضرت حمزہ کو میرے ہاتھوں شہادت کی عزت بخشی، اور مجھے اُن کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا، اس لئے اگر وحشی سیدنا حمزہ کے ہاتھوں مارے جاتے تو کفر کی موت تھی جو ذلت ہے رسوائی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ حبیبہٖ محمدٍ وّاٰلہٖ وصحبہٖ وسلّم

کعب بن زہیر دربارِ رسالت میں

یہ بھی اُن افراد میں سے ایک ہیں جن کا خون مباح کر دیا گیا تھا، حضرت کعب عرب کے فخر الشعراء تھے آپکی تصنیف قصیدہ بانت سعاد مشہور تالیف ہے اس کا ایک ایک لفظ موتی سے آبدار اور ایک ایک مصرع مطلع الانوار ہے۔ حضرت کعب کو اپنے دادا ابی سُلمیٰ سے شاعری ورثہ میں ملی تھی۔ قبولِ اسلام سے پہلے حضور علیہ السلام کے زبردست مخالف تھے شاعری کے زور میں لوگوں کو اسلام میں آنے سے روکتے تھے فی البدیہہ شعر کہنے کا زبردست ملکہ تھا۔ کسی بھی مشاعرہ میں ان کا کلام وجد طاری کر دیتا تھا، للہ درّک کے نعروں سے آسمان گونج جاتا۔

● شاعری میں حضرت کعب کی قدر و منزلت کا اس بات سے اندازہ ہو سکتا ہے حطیئہ جو عرب کے مشہور شعراء سے ہے وہ حضرت کعب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اُسے مشہور کرنے کے لئے اپنی شاعری میں اس کا تذکرہ کرے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر حضرت کعب نے اس کا ذکر اس طرح کیا :۔

فمن للقوافی شانہا من یحوکہا

اذا ما مضی کعب وفوّز جرول

شاعری کی سرپرستی کون کرے گا جب کعب چل بسے گا اور جرول حطیہ وفات پا جائے گا۔

● یہ کہا جائے تو بالکل صحیح و درست ہے عرب کے گلستان شعراء کے انتہائی خوبصورت مہکتے ہوئے پھول حضرت کعب ہی ہیں۔ آپ بچپن سے ہی شعر سے لگاؤ رکھتے تھے ان کے والد انہیں روکتے تھے کہیں غلط اشعار کیطرف نہ چل جائے، مگر نہ رُکے۔ ایک دن والد نے انتہائی سخت امتحان لیا ردیف قافیہ، زمین کا بغور جائزہ لیا اور کامیاب پایا، تو باقاعدہ شاعری کی اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ نے شاعری کی نگری میں داخل ہو کر مختلف گلیوں، کوچوں کا چکر لگایا، نہایت عمدہ اور پُرزور شاعری میں ماہر ہو گئے۔

● حضرت کعب فرماتے ہیں میں نے بہت سے دوستوں سے تعاون چاہا مگر سبھی نے انکار کر دیا:

وقال کل خلیل کنت املہ

لا الھینك انی عنك مشغول

ترجمہ: ایک دوست نے جس سے میں نے امداد چاہی جواب دیا کہ مجھ سے کسی امداد کی توقع نہ رکھ میں خود اپنی مصیبت میں مبتلا ہوں تجھے کیا کر دوں؛

فقلت لہم خلوا سبیلی لا ابالکم

فکل ما قدر الرحمٰن مفعول

ترجمہ: جب میرے احباب نے میری امداد سے انکار کر دیا تو میں نے کہا مجھے خدا کے حوالے کر دو جو قدرت کو منظور ہے وہ ہو جائے گا۔

اُنبئتُ ان رسول اللہ اوعدنی
والعفو عند رسول اللہ ماءمول

ترجمہ: مجھے پتہ چلا ہے رسول اللہ نے (فتح مکہ کے بعد) میری گرفتاری کا حکم دے رکھا ہے اور رسول اللہ کی درگاہ سے مجھے بخشش کی اُمید ہے۔

فقد اتیت رسول اللہ معتذراً
والعذر عند رسول اللہ مقبول

ترجمہ: میں رسول اللہ کی بارگاہ میں عذر خواہ آیا ہوں اور آپ کی درگاہ معلّٰی میں عذر قبول ہوتا ہے۔

● حضرت کعب مدینہ منورہ کے ایک جُہینی دوست کے ذریعہ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حاضر ہو کر دست بوسی کی اور عرض کی حضور کعب تائب ہو کر آنا چاہے تو معافی مِل سکتی ہے۔ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کی حضور کعب حاضر ہے ے

بر در آمد بندۂ بگریختہ
آبروئے خود زعصیاں ریختہ

● ایک انصاری نوجوان نے عرض کی حضور مجھے اس کے قتل کی اجازت فرمائیے حضور علیہ السلام نے فرمایا، جو شخص تائب ہو کر ہمارے ہاں پناہ لیتا ہے اسلام قبول کرتا ہے ہم اس کو پناہ دیتے ہیں، اور زمرۂ اسلام میں داخل کرتے ہیں۔

کعب اخلاق کریمانہ سے مزید متاثر ہوئے اور اپنا نعتیہ کلام قصیدہ بانت سعاد پڑھنا شروع کیا بس کیا تھا صحابہ پر سکوت کا عالم طاری تھا، حضور علیہ السلام کبھی کعب کو دیکھتے کبھی صحابہ کو، جب حضرت کعب نے یہ شعر پڑھا ے

ان الرسول لنورٌ یستضاء بہ
مھند من سیوف اللہ مسلول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں جن سے کائنات جگمگا رہی ہے، ہر طرف سے جزاک اللہ، للہ درک کے نعرے بلند ہوئے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ میں چادر مبارک جو اس وقت اوڑھے ہوئے تھے عطا فرمائی، حضرت کعب نے یہ چادر چوم کر سر پر رکھ لی، کس قدر خوش نصیبی ہے یہ چادر مبارک تاج شاہی سے بڑھ کر ہے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا کعب کو اس چادر کے بدلے دس ہزار درہم پیش کئے مگر آپ نے معذرت کر دی۔ حضرت کعب کے وصال کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے وارثوں سے بیس ہزار درہم میں یہ چادر حاصل کر لی اسی چادر کو خلفاء عباسیہ تاج پوشی کے وقت سر پر رکھتے تھے۔ (صادق الارث د شرح بانت سعاد ص۱۲، تاریخ ادب عربی ص۲۳۸، ۲۳۹)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

خوش قسمت بوڑھا

فتح مکہ سے لوگ جوق در جوق حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے تو ایک دن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے بوڑھے والد ابو قحافہ کو لے کر حرم شریف حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش کیا اور درخواست کی کہ میرے والد کو دامنِ رحمت میں جگہ دی جائے حلقۂ اسلام میں داخل کیا جائے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی نے صدیق اکبر سے فرمایا:۔

هلا تركت الشيخ فى بيته حتى اكون اتيه فيه

ابوبکر تو نے بوڑھے کو گھر ہی کیوں نہ رہنے دیا میں خود وہاں چلا جاتا،

صدیق اکبر عرض کرتے ہیں: هو احق ان يمشى اليك۔ حضور اس کا زیادہ حق بنتا ہے کہ وہ چل کر آئے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قحافہ کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔ بس ہاتھ کا پھیرنا تھا تمام قسم کے اختلافات، کدورتیں ختم

ہوگئیں، بڑھاپے کے باعث حضرت ابو قحافہ کے بال سفید ہو چکے تھے فرمایا خضاب لگا لیا کرو مگر سیاہ خضاب ہرگز استعمال نہ کرنا۔ (روض الانف جلد ۲ صفحہ ۲۷۰)

ابو قحافہ کے قبول اسلام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے والد کے قبول اسلام پر مبارک دی۔

(سیرۃ حلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۲)

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وآلہٖ وصحبہٖ وسلم ط

جذبہ رحم کی عجیب مثال

مکہ مکرمہ میں داخل ہونے سے پہلے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوج کو جو ہدایات جاری کی ہیں انہیں پڑھنے سے وہ تمام شک وشبہات جو غیر مسلم اقوام کی طرف سے اسلام پر ظاہر کئے جاتے ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں۔

۱۔ ہتھیار ڈال دینے والے کو قتل نہ کیا جائے۔

۲۔ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہو جانے والے کو قتل نہ کیا جائے۔

۳۔ ابو سفیان کے گھر پناہ لینے والے کو قتل نہ کیا جائے۔

۴۔ حکیم بن حزام کے گھر جانے والے کو قتل نہ کیا جائے۔

۵۔ بھاگ جانے والے کا تعاقب نہ کیا جائے۔

۶۔ زخمی کو قتل نہ کیا جائے۔

۷۔ قیدی کو قتل نہ کیا جائے۔

۸۔ اپنے گھر کے اندر بیٹھنے والے کو قتل نہ کیا جائے۔ (رحمۃ للعالمین جلد ۱ صفحہ ۱۵۳)

غیر مسلم پریس کو سوچنا چاہیئے کہ اس قسم کے مشفق و مہربان قائد، سراپا رحمت قائد، عفو و درگزر کرنے والے قائد پر بے جا الزامات تشدد عائد

کہنا کہاں تک صحیح ہے۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم ط

صُلح حدیبیہ

سرزمین مکہ مکرمہ پر رونما ہونے والے واقعات میں اہم واقعہ صلح حدیبیہ بھی ہے یہ اسلام کی تمام آئندہ کامیابیوں کا دیباچہ ہے، یہی وجہ ہے کہ اِسے فتح کے لقب سے نوازا گیا حالانکہ یہ ایک معاہدہ صلح ہے وہ بھی بظاہر مغلوبانہ۔ اس کا سیرت طیبہ اور تاریخِ اسلام سے گہرا ربط ہے۔ مکہ مکرمہ سے قریباً ۸-۹ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں مشہور ہے اور وہ گاؤں ایک کنویں کے سبب مشہور ہوا۔ چونکہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان اسی مقام پر ایک معاہدہ طے ہوا تھا جو اسی مقام پر لکھا گیا اسی وجہ سے اس واقعہ کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں۔ حضور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم سنہ ۶ھ کو ۱۵۰۰ افراد کے ساتھ عمرہ کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ مقام ذوالحلیفہ پر احرام باندھا، یہ تمام صحابہ غیر مسلح تھے کہ جنگ کا ارادہ نہیں بلکہ عمرہ کا ہے۔ (طبقات ابن سعد صہ ۷۰ جلد۲)

حضور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی خبر سے قریش نے منصوبہ بنالیا کہ مکہ مکرمہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے اور مقابلہ کا فیصلہ کرلیا۔ حضور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمتِ عملی اختیار فرمائی اور دوسرے راستہ پر چل کر حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ اور اونٹنی مبارک یہیں بیٹھ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹنی کو اللہ تعالیٰ نے یہاں روک لیا ہے۔ گرمی کا موسم تھا پیاس شدت کی تھی اس کنویں کا پانی ختم ہوگیا۔ پندرہ سو صحابہ پھر جانوروں کی تعداد، پانی نہ ملنے پر شدید دقت ہوئی۔ صحابہ کرام نے دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کی، یارسول اللہ

پانی نہیں پیاس شدت کی ہے۔ گڑھے کا پانی ختم ہو گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر نکالا اور گڑھے میں گاڑھ دیا بس پانی کے چشمے اُبل پڑے۔

(فتح الباری صہ ۲۵۴ جلد ۵)

مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خواب آئی۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اور صحابہ نے مکہ مکرمہ داخل ہو کر عمرہ کیا ہے۔ اسی خواب پر عمل ہوا، یاد رہے نبی کی خواب بھی وحی ہوتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلّم

نبی کی خواب بھی وحی ہے

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھی کہ آپ اور صحابہ کرام انتہائی خوش اسلوبی کے ساتھ عمرہ ادا کر رہے ہیں، اور امن کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں۔ (زرقانی صہ ۱۸۰ جلد ۲)

اس مقدس خواب پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ۱۵ سو کے قریب تیار ہو گئے کہ انہیں یقین تھا کہ نبی کی خواب بھی وحی ہے۔ نبی کے خواب کے وحی ہونے کی دلیل میں قرآن مقدس کا یہ ارشاد کافی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے سے فرمایا :-

یا بنیّ انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا ترٰی

قال یا ابت افعل ما تؤمر ؕ

اے بیٹے میں نے خواب دیکھی ہے میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تو بتا، بیٹے نے عرض کی ابا جان آپ وہی کچھ کر گزریئے جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا خواب دیکھ کر اسکی عملی تدبیر پر بڑھنا خواب کے

وحی ہونے کی دلیل ہے۔ بیٹے کا یہ فرمانا کہ آپ وہی کچھ کر گزریئے جس کا آپکو حکم ہے بھی نبی کے خواب کے وحی ہونے کی دلیل ہے۔

الوحی ھو فی الاصل الاعلام فی خفاء والالھام والکلام الخفی۔ (بخاری، بدء الوحی)

لغت میں وحی ہر مخفی اطلاع الہام اور کلام مخفی کو کہا جاتا ہے۔ مگر اصطلاح شریعت میں وحی اس کلام کا نام ہے جو اللہ تعالےٰ جل مجدہٗ کیطرف سے نبی پر نازل ہو۔

وحی کی ۷ قسمیں

پہلی قسم

خواب کے ذریعے جیسے بخاری شریف کی پہلی حدیث بدء الوحی میں، اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحہ۔ وحی کا آغاز جو ہوا تو خواب میں سچی خوابوں کا آنا تھا۔

دوسری قسم

گھنٹی بجنے کی شکل میں وحی کا اترنا، جیسے اسی حدیث شریف میں ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا: احیاناً یاتینی مثلہ صلصلۃ الجرس"
گاہے بگاہے وحی گھنٹی بجنے کی صورت میں مجھ پر آتی ہے۔

تیسری قسم

نبی کے قلب انور پر کلام اُتار دیا جاتا ہے۔ جیسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا :۔

"ان روح القدس نفث فی روعی اے نفسی"
جبریل علیہ السلام نے میرے دل میں اِلقا کیا "

چوتھی قسم

فرشتہ انسانی شکل میں متمثل ہو کر نبی کے حُضور حاضری دیتا ہے اور پیغام پہنچاتا ہے ۔ جیسا کہ حُضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا :۔
"واحیانا یتمثل لی الملک رجلا "

پانچویں قسم

جبرئیل علیہ السلام اپنی اصلی شکل میں حاضر ہوں اور پیغام پیش کریں ۔ سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کی اصلی شکل کے بارہ میں آتا ہے کہ آپ کے چھ سو پر ہیں اور ہر پر سے موتی یا قوت بکھرتے ہیں ۔

چھٹی قسم

اللہ تعالیٰ جلّ مجدہٗ نبی سے پسِ پردہ کلام فرماتے ، جیسے قرآنِ مقدس فرماتا ہے ؛ الا وحیًا او من وراء حجاب (سورۃ شوریٰ)
سورۂ شوریٰ کی اس آیۂ مبارکہ میں وحی کی مختلف صورتوں کا واضح ذکر موجود ہے۔

ساتویں قسم

حضور علیہ السلام پر اسرافیل کا وحی لانا ، جیسے کہ شعبی نے بیان کیا ہے ، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اسرافیل وحی لاتے رہے اور یہ سلسلہ تین سال تک

جاری رہا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام مقرر کر دیئے گئے۔

نوٹ: یہ اقسام وحی، بخاری ص۲ ج۱ کے حاشیہ کے علاوہ بھی متعدد کتب سے ملتی ہیں۔" وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

سیّدنا عثمان غنی مکہ مکرّمہ میں

حدیبیہ میں قیام کے بعد حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے اپنے ایک غلام فراش بن امیہ کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ اہل مکہ سے بتا دیا جائے کہ ہم جنگ کے لیے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کے لیے آرہے ہیں۔ اہلِ مکہ نے ان سے سخت مزاحمت کی اور قتل کی دھمکی دی تو آپ واپس آگئے، سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی معذرت کے بعد سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر کی حیثیت سے مکہ مکرمہ روانہ فرمایا کہ بتائیں ہمارے جنگی عزائم نہیں صرف عمرہ کا مقصد ہے۔ معذور مسلمانوں کو فتح کی خوش خبری سنائیں۔ سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پیغام پہنچایا مگر اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ داخل ہونے پر اعتراض کیا اجازت نہ دی۔ عثمانِ غنی سے کہا آپ چاہیں تو عمرہ کر لیں۔ سیّدنا عثمان غنی نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر طواف نہیں کروں گا۔ قریش نے آپکو روک لیا۔ خبر مشہور ہو گئی عثمان شہید کر دیئے گئے ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وعلیٰ آلہ صحبہ وسلم

بیعت رضوان

سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر تیزی سے پھیل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اِسی سلسلہ میں بیعت لی، سبھی نے یقین دلایا کہ کفار کے ساتھ آخر دم تک لڑیں گے۔ سب سے پہلے ابو سنان رضی اللہ عنہ

نے بیعت کے لئے پیشقدمی کی۔ سلمہ بن اکوع نے تین مرتبہ بیعت کی۔ صحابہ کرام سے فراغت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھ فرمایا یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ (بخاری شریف)

● سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بایاں ہاتھ میرے دائیں ہاتھ سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ (زرقانی ص۲۰۶ جلد ۲)

اسی بیعت مبارکہ کا ذکر قرآن مقدس نے فرمایا:۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۙ

● بے شک اللہ تعالیٰ ایمان داروں سے راضی ہو گیا جب وہ اس پیڑ کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر خاص رحمت وطمانیت کو اتار دیا۔ انہیں قریبی فتح عطا فرمائی۔

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۙ

● اور بھی بہت سی غنیمتیں حاصل کریں گے۔ اللہ تعالیٰ غالب وحکمت والا ہے۔ (پارہ ۲۶، سورۃ فتح، آیت ۱۸ تا ۱۹)

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

نتائج

۱۔ بیعت رضوان میں شامل سبھی مومن تھے۔

۲۔ ان سب پر اللہ تعالےٰ راضی ہو گیا۔

۳۔ دوسری جگہ پر "رضوا عنہ" سے ثابت ہے کہ صحابہ خدا پر راضی ہو گئے۔

۴۔ اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف نصیب ہوا۔

۵۔ ان کے دلوں کی کیفیت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے، اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔

۶۔ عشقِ رسول کے باعث ان پر سکینت اُتاری۔

۷۔ مستقبل قریب کی فتح کی عینی خبر عطا فرمائی۔

۸۔ اس کے علاوہ اور بھی فتوحات کا مژدہ فرما دیا گیا۔

وصلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلّم

صُلح کے لئے پیش رفت

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی اس جاں نثاری اور بیعت کی خبر تیزی سے پھیل گئی تو قریش مکہ انتہائی مرعوب ہو گئے اور صُلح کے لئے پیغامات کا سلسلہ شروع کرایا۔ اس ہونے والی پیش رفت میں قبیلہ خزاعہ کے سردار بدیل بن ورقہ عروہ بن مسعود، مغیرہ بن شعبہ، کلیس بن عنفتہ کنانی، مکرز بن حفص، سہیل بن عمر، کی کاوشوں کو خاصہ دخل ہے۔ سہیل بن عمر جب حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قد سہل لکم من امرکم" تمہارا کام کچھ سہل ہو گیا، سہیل سے سہل کی فال لی۔ مِن تبعیضیہ ہے۔ نیز سہیل سہل کی تصغیر ہے جو قلت پر دلالت کرتی ہے۔ سہیل کے ساتھ دیر تک صلح کے معاملہ میں بات ہوتی رہی۔ سہیل نے صاف صاف بتا دیا کہ قریش صلح پر مائل ہو چکے ہیں۔ چنانچہ شرائط طے ہو جانے پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ کو فرمایا کہ معاہدہ کی تحریر لکھو اور فرمایا سب سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھو۔ اس پر سہیل نے کہا یہ تحریر قدیم

دستور کے مطابق لکھی جائے گی۔ رحمٰن ورحیم کا ذکر نہیں ہوگا۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اچھا عرب کے قدیم دستور کے مطابق "باسمک اللھم" سے ہی شروع کرلو۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لکھو :۔

ھذا ما قاضیٰ علیہ محمد رسول اللہ

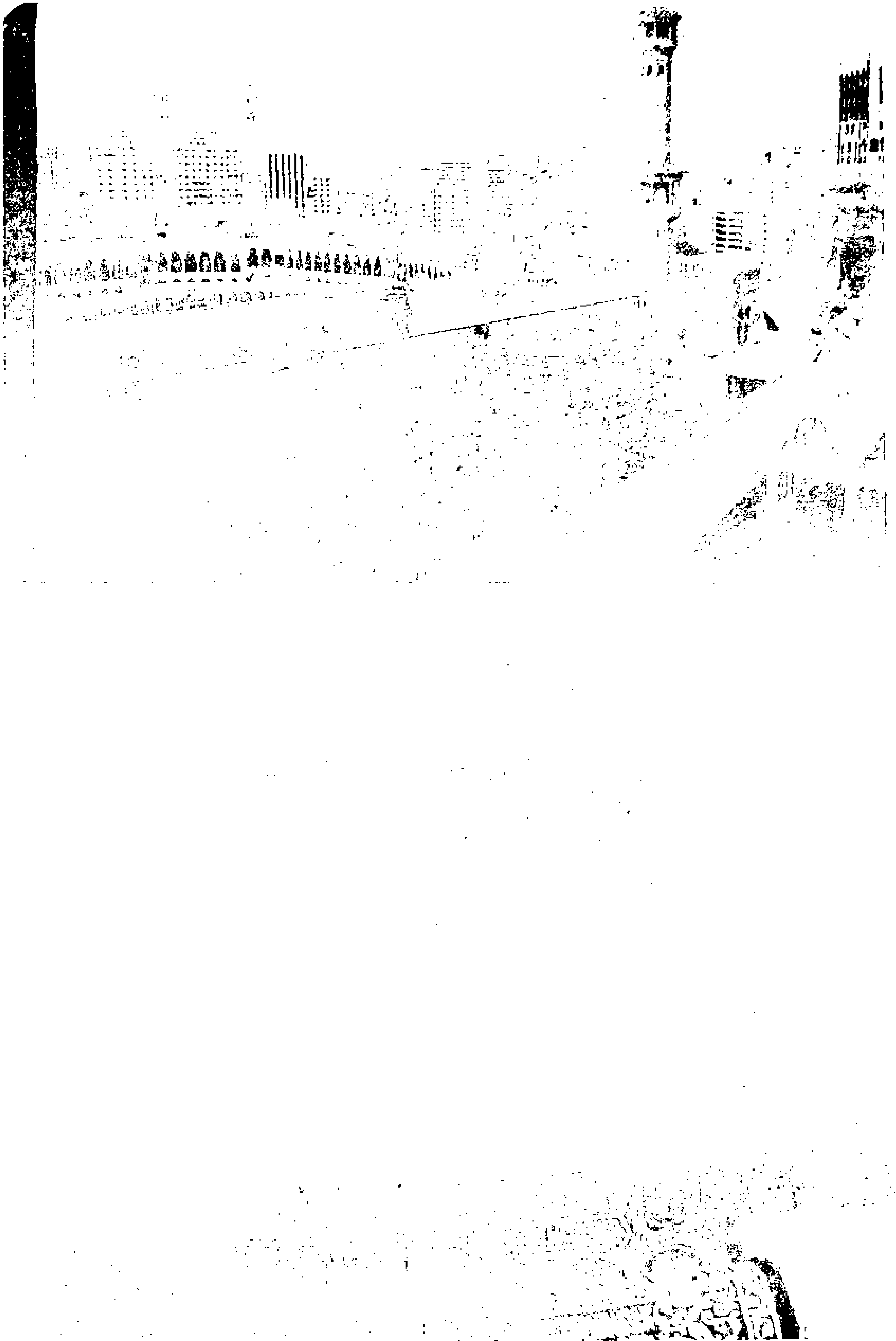
یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی۔

سہیل پھر بگڑ گیا اور کہا جب ہم آپ کو رسول مانتے ہی نہیں تو تحریر کیوں ہو۔ یہاں پر لکھو: "محمد بن عبد اللہ" حضور نے فرمایا واللہ! میں اللہ کا رسول ہوں" حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا صرف میرا نام ہی رہنے دو رسول اللہ قلم زد کردو۔ عرض کی یا رسول اللہ! مجھ سے تو ایسا نہیں ہوسکے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود "رسول اللہ" کا لفظ مٹا کر "ابن عبد اللہ" لکھ دیا۔

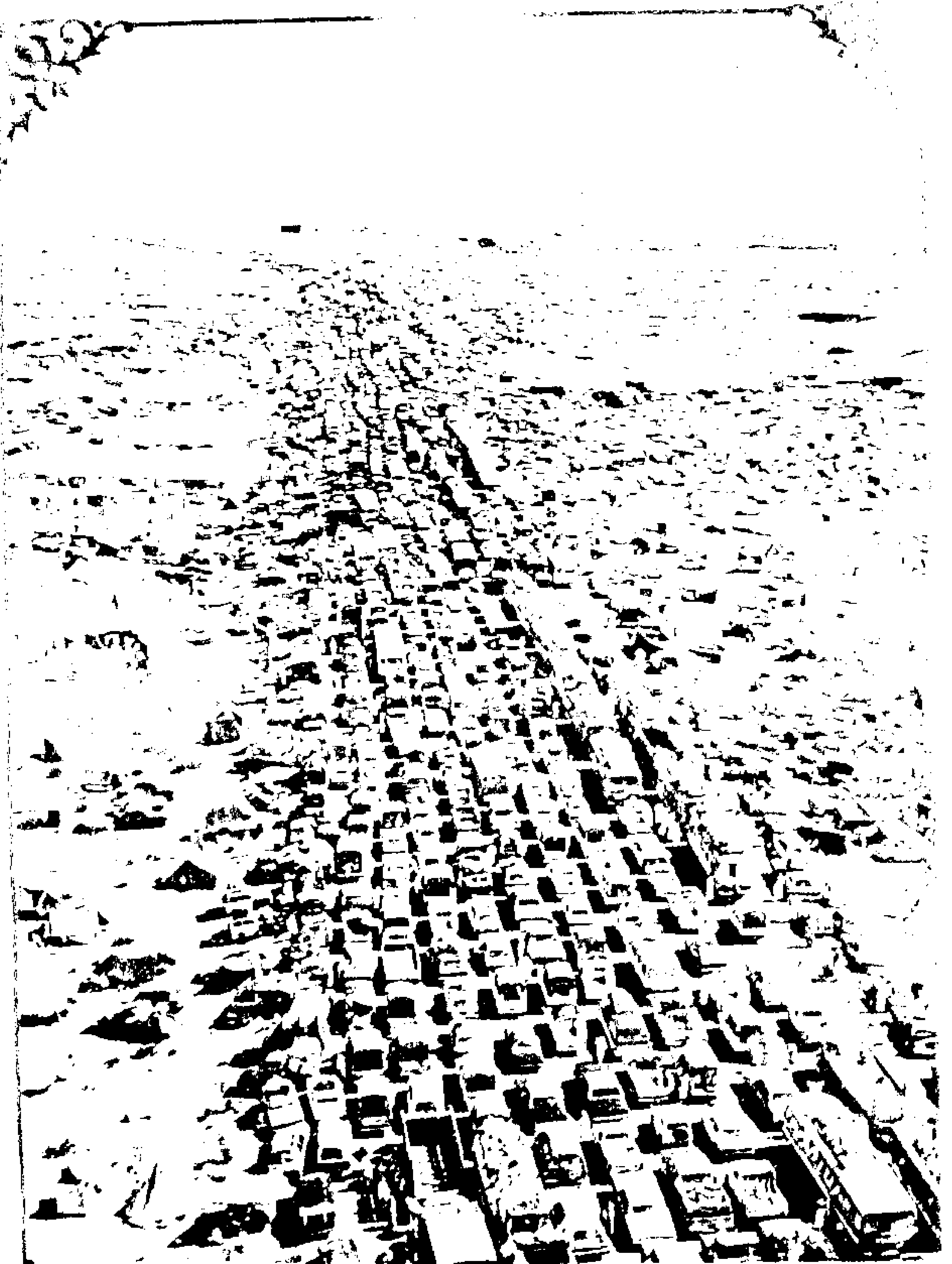
(سیرت النبی صہ ۴۴۳ جلد ۱ بالفاظ متفارقہ، سیرۃ المصطفیٰ ص ۸۳/۳۷)

ابوجندل کی آمد اور جذبات کا تلاطم

سیّدنا ابوجندل سہیل بن عمر کے بیٹے تھے۔ اسلام لا چکے تھے۔ کفّار کے نرغے میں پھنسے ہوئے تھے۔ موقعہ پاکر کسی طرح ان کی قید سے بھاگ نکلے اور مقام معاہدہ پر آکر سب کے سامنے گر گئے۔ ابوجندل کو کفار نے اسقدر مارا تھا کہ زخم ہوگئے مار کے نشانات پڑ گئے جونہی انہوں نے صحابہ کرام کو اپنے زخموں کے نشانات دکھائے کہرام مچ گیا۔ اس کہرام پر آپ کے ان الفاظ نے مزید تلاطم پیدا کیا۔ "کیا آپ صحابہ مجھے اس حالت میں دیکھنا پسند کرتے ہو، کیا مجھے پھر کفار کی قید میں رہنا تمہیں اچھا لگتا ہے۔ سیّدنا عمر فاروق کا جوش دیدنی تھا۔ حضور علیہ السلام سے عرض کرتے ہیں حضور ہم حق پر ہیں۔ ہم



باب کعبہ



میدان عرفات میں حجاج کی آمد



ملتزم پر حجاج کرام



[illegible] سے میناروں کا منظر

مکہ مکرمہ میں کاروں کا نیا اڈا

دین میں ذلت کیوں برداشت کریں۔ ابوجندل کو واپس نہیں کیا جائے گا۔ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں اللہ کا رسول ہوں اور اُس کے حکم کی نافرمانی نہیں کر سکتا۔ خدا میری مدد کرے گا۔ سہیل کا موقف تھا کہ ابوجندل کا واپس نہ کرنا خلاف ورزی ہے۔ صحابہ کرام کا مؤقف تھا ابھی معاہدہ مکمل نہیں ہوا۔ ابوجندل کا واقعہ تکمیل معاہدہ سے پہلے ہے۔ سیدنا ابوجندل بیڑیاں پہنے صحابہ کے سامنے حاضر ہیں۔ صحابہ کو ذرا اشارہ ہو جاتا تو خون کی ندیاں بہہ جاتیں مگر نہیں! معاہدہ ہو چکا ہے معاہدہ کی شرائط میں ایک شرط یہ بھی تھی جو کفار کی قید سے بھاگ کر مسلمانوں میں آجائے اُسے واپس کرنا ہوگا۔ سیدنا ابوجندل کو واپس کرنے کا دردناک منظر تھا۔ محبوب پاک علیہ السلام کے اس عظیم کارنامے، حوصلے پہ ملائکہ بھی ششدر ہوئے ہوں گے۔ ایفاءِ عہد کی ذمہ داری ہے حضور علیہ السلام نے ابوجندل کی طرف دیکھا اور فرمایا:

یا ابا جندل اصبر واحتسب فان اللہ جاعل لک ولمن معک من المستضعفین مخرجًا۔

- ابوجندل صبر اور ضبط سے کام لے تمہارے لئے اور مظلوموں کے لیے اللہ تعالیٰ کوئی راہ نکالے گا۔

چنانچہ ابوجندل کو اسی طرح پابجولاں واپس جانا پڑا، ابوبصیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ سے واپس فرمایا۔ ابوجندل اور ابوبصیر دونوں نے مدینہ منورہ سے باہر ڈیرہ لگایا اور فروغ کا باعث بنے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

صلح کی شرائط

- مسلمان اس سال واپس چلے جائیں

- — اگلے سال آئیں اور صرف تین دن ٹھہر کر واپس ہو جائیں۔
- — مسلح ہو کر نہیں آئیں گے صرف تلوار ساتھ ہو وہ بھی نیام میں اور نیام بھی جلبان میں،
- — مکہ مکرمہ میں مقیم مسلمانوں کو ساتھ نہیں لیجائیں گے اور مسلمانوں سے کوئی مکہ رہے تو رکاوٹ نہیں بنیں گے۔
- — کفار سے کوئی مدینہ منورہ چلا جائے تو واپس کرنا ہوگا اگر کوئی مسلمان مکہ چلا گیا تو واپس نہیں کیا جائے گا۔
- — قبائل عرب میں سے جو جس کے ساتھ چاہے، معاہدہ میں شریک ہو جائے۔

(سیرۃ النبی ص ۴۵۰ جلد ۱)

- اس معاہدہ کے بعد حضور علیہ السلام نے صحابہ کو سر منڈانے اور احرام کھولنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے ذرا توقف کیا۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور علیہ السلام سے مشورۃً عرض کیا کہ حضور آپ فوراً احرام کھول دیں صحابہ نے بھی یہ دیکھ کر احرام کھول دیئے۔

سوال : حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بذریعہ خواب عمرہ کرتے دیکھا مگر امسال عمرہ نہ ہو سکا؟

جواب : یہی سوال سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام سے کیا، آپ نے فرمایا میں نے اس سال کا ذکر تو نہیں کیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

ایفاءِ عہد کی اہمیت

صلح حدیبیہ کے واقعہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ

کا ایک نمایاں پہلو ایفاء عہد بھی ہے اسی مناسبت سے ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس عنوان پر بھی چند سطور لکھدی جائیں۔

- عہد کے معنی کسی چیز کی مسلسل حفاظت اور خبر گیری کرنا۔ عہد و پیمان لے کر ایفاء کی تاکید کرنا کے آتے ہیں۔ عہد کا استعمال پختہ وعدہ کے لئے بھی آتا ہے۔ ذمہ داری اور امان کو بھی عہد کہتے ہیں اور وفاداری کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ عہد کی پابندی صفات خداوندی میں سے ایک صفت ہے۔ قرآن مقدس فرماتا ہے۔

لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ط

اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا"

- اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ اپنے بندوں سے بھی چاہتا ہے کہ وہ عہد پورا کیا کریں۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ط

عہد پورا کیا کرو کہ عہد کے متعلق (قیامت کے دِن) باز پرس ہوگی"

- ایک اور مقام پر قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں کا ذکر اس طرح فرمایا ہے :

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا ط (البقرہ)

(نیک بندے وہ ہیں) جو عہد کرکے پورا کریں۔

- ایک مقام پر قرآن مقدس نے عہد کی پابندی کی صفت ... ت کے ساتھ ذکر فرما کر اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے۔ جس طرح امانت کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم کردی گئی ہے۔

- اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا ط

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ حکم فرماتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے سپرد کرو"

عہد کو امانت کے ساتھ ذکر کرکے بھی اسی اصول کا پابند رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

● والذین ھم لامٰنٰتھم وعھدھم راعون ۝ (المومنون)

وہ جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھتے ہیں۔"

اسی ایفاء کے عنوان کو قرآن مقدس نے اس طرح بھی فرمایا ہے۔

الذین یوفون لعھد اللہ ولا ینقضون المیثاق ۝ (الرعد)

اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا عہد پورا کرتے اور اُسے مضبوطی کے بعد توڑ نہیں ڈالتے۔"

● اس آیت مبارکہ میں ایفاء عہد کے سلسلہ میں یہ بات بھی واضح ہو رہی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے کئے گئے وعدوں کی ایفاء ہے جو ازل میں لیے گئے ہیں۔

● حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں ایفاء عہد، دیانت اور امانت کے اصولوں کو اس قدر اُجاگر و نمایاں فرمایا ہے جس کی مثال ناپید ہے۔ یہی وہ تین اوصاف ہیں جو اصلاحِ معاشرہ کے لئے مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ ناپ تول، قرض کی ادائیگی، مالی اخلاقی انداز بھی عہد کی مختلف صورتیں ہیں۔

● امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کتاب الادب" میں "حسن العہد من الایمان" کا باب باندھا ہے۔ "عہد کی پابندی ایمان سے ہے۔"

● سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے:۔

لا دین لمن لا عھد لہٗ (مشکوٰۃ کتاب الایمان)

جس میں عہد نہیں اس میں ایمان نہیں۔"

• حضور سیّد عالم صلے اللہ علیہ وسلّم کی صفت ایفاء عہد ایک ایسی عظیم صفت ہے کہ دشمن کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ جب روم کے بادشاہ قیصر نے ابوسفیان سے سوالات کئے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ ابوسفیان یہ بتاؤ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی تم سے بدعہدی بھی کی ہے۔ تو ابوسفیان کو اس وقت مجبورًا یہ کہنا پڑا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا۔

• ابورافع قریش مکّہ کی طرف سے سفیر بن کر مدینہ منوّرہ آئے۔ حضور سیّد عالم صلّے اللہ علیہ وسلّم کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو فریفتہ ہو گئے اور آپ کے سچے رسول ہونے کا یقین ہوگیا۔ عرض کرتے ہیں حضور میں اب کفّار میں نہیں جاؤں گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میں عہد شکنی نہیں کرتا اور نہ سفیروں کو اپنے پاس روک سکتا ہوں تم واپس جاؤ اگر دل کی یہی حالت رہے تو پھر آجانا۔ چنانچہ واپس آگئے اور پھر بحالتِ اسلام آئے۔ (ابن ہشام)

• سیّدنا عبداللہ بن ابی الحمسا فرماتے ہیں۔ اعلان نبوت سے پہلے مَیں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معاملہ طے کیا تھا کہ کچھ معاملہ باقی تھا میں نے وعدہ کیا پھر آؤں گا۔ آپ فرماتے ہیں میں گھر جا کر یہ وعدہ بھول گیا تین دن تک یاد نہ آیا تیسرے دن جب جائے وعدہ پر پہنچا تو حیران ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ منتظر تھے۔ کہ میں نے آنا تھا ناراضگی نہیں فرمائی صرف اس پر اکتفا کیا میں کئی دن سے یہاں منتظر ہوں۔

(سنن ابی داؤد صہ ۶۱۰ م جلد ۲، کتاب الادب)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلّم

صلح حدیبیہ اور مسائل: اس عظیم واقعہ سے مندرجہ ذیل مسائل معلوم ہوئے

- صلح کی طے شدہ شرائط میں کسی ایک شرط کی خلاف ورزی بھی بدعہدی ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجندل اور ابوبصیر کو واپس فرمادیا۔
- عورتوں سے مشورہ کرنا جائز ہے حضور علیہ السلام نے اس موقع پر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے مشورہ پر عمل فرمایا۔
- کسی بھی معاہدہ پر فریقین کے دستخط ہوں اور یہ دستاویزی ثبوت دونوں کے ہاں ہونا چاہیئے۔ جیسے اس معاہدہ کی ایک نقل حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی دوسری سہیل بن عمر کے پاس۔
- زبانی کلامی صلح سے کہیں زیادہ عمدہ بہتر مضبوط بات یہ ہے کہ تحریر ہو، جیسے جہاں ہوں۔
- اسلام اور کفر کے درمیان کسی بھی اصلاحی پہلو پر صلح ہو جائے تو قباحت نہیں۔
- سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فعل سے ثابت ہو رہا ہے اس معاہدہ پر سیّدنا فاروق اعظم پریشان تھے جبکہ صدیق اکبر مطمئن تھے۔
- اگر صلح میں اسلام کا فائدہ نہ ہو تو مرعوب ہو کر صلح کرنا درست نہیں اور اس صلح حدیبیہ میں بے شمار فوائد تھے۔
- معاہدہ میں طے شدہ مقامات کے علاوہ مقامات مستثنیٰ ہوں گے۔ ابوجندل اور ابوبصیر کا مدینہ سے باہر ڈیرا لگانا معاہدہ کے خلاف نہیں۔
- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا قیام توحل میں تھا مگر نمازیں "حدِ حرم" میں ادا فرماتے۔ اس سے معلوم ہوا لاکھ کا ثواب مسجد حرام سے ہی نہیں بلکہ حرم کی حد میں جہاں بھی پڑھے لاکھ کا ثواب ہوگا۔
- حدِ حرم میں نماز پڑھنے کو حدِ حل پر ترجیح دی جائے جیسے صلح حدیبیہ میں ہوتا رہا۔

- قیامِ امن کے لئے اپنے کسی ایسے مؤقف سے ہٹ جانا جس میں قباحت نہ ہو جائز ہے حضور علیہ السلام نے سہیل بن عمر کے اصرار پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی بجائے "باسمک اللّٰہم" پر اکتفا فرمالیا۔
- حضور علیہ السلام سے صحابہ کا بیعت کرنا دراصل خدا سے معاہدہ ہے۔ جیسے دوسری جگہ "انما یبایعون اللہ" سے واضح ہے۔
- حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف امور پر بیعت لی، کبھی اسلام پر، کبھی برائیوں سے بچنے پر، کبھی شرک نہ کرنے پر، کبھی زنا اور چوری سے الگ تھلگ رہنے پر، کبھی اولاد قتل نہ کرنے پر، کبھی بہتان نہ لگانے پر، کبھی فرائض کی ادائیگی پر، کبھی والدین کے ساتھ حسن سلوک پر، کبھی اطاعت امیر پر، کبھی جہاد پر، اس جگہ جہاد پر بیعت لی گئی۔ اس مضمون پر مزید معلومات کے لئے "فتح الباری ص ۶۰ ج ۱۱ اور کنز العمال ج ۱ ص ۲۵ کا مطالعہ مفید رہے گا۔
- حضور علیہ السلام کا اپنے ہاتھ کو عثمان غنی کا ہاتھ قرار دینا سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان ہے۔
- عثمان غنی کا مکہ مکرمہ ہونا اور حضور علیہ السلام کا مقام حدیبیہ میں ان کی بیعت لینے سے پتہ چلا کہ غائبانہ بیعت درست ہے۔
- بیعت رضوان میں شامل سبھی جنتی ہیں ان کے متعلق غلط وہم وگمان گمراہی ہے جیسا کہ

"لقد رضی اللہ"

سے ظاہر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

مکہ مکرمہ کے چند مقدس مقامات

یوں تو حرم مکہ کا ذرہ ذرہ ہی رشکِ طور ہے۔ کوئی پہاڑ ہو یا وادی، مکان ہو یا صحرا، ارض سنگلاخ ہو یا گلستان سبھی ہی نور علیٰ نور ہیں۔ تاہم ان مقامات میں چند ایسے اہم مقامات بھی ہیں جن کا ذکر نہ کیا جائے تو سرزمین مکہ مکرمہ کے تاریخی واقعات کو مکمل نہیں کہا جا سکتا۔

ولادت گاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ وہ مقدس مقام ہے جہاں سید الانبیاء حبیب کبریا، آفتابِ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شعاع پڑی۔ یہی وہ مقام ہے جسے سب سے پہلے چہرۂ مصطفیٰ دیکھنے کا شرف ملا۔ یہ مکان آپ کا آبائی مکان تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفرِ ہجرت پہ روانہ ہوئے تو یہ مکان اپنے چچا زاد بھائی عقیل بن ابی طالب کو دیدیا۔ ان سے یہ مکان محمد بن یوسف ثقفی نے خرید لیا، خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں ان کی والدہ نے محمد بن یوسف سے خرید کر یہاں مسجد بنوادی۔

(اخبار مکہ ازرقی مولد النبیؐ وشفا صفحہ ۲۶۹ ج ۱)

- یہ مسجد مبارک مختلف ادوار سے گزرتی رہی، خلیفہ الناصر عباسی، ملک مظفر، حقبیدہ المجاہد، ملک اشرف، سلطان سلیمان خان نے اپنے زمانوں میں اس مسجد کی خدمت میں نمایاں حصہ لیا۔ ۱۰۰۹ھ میں مراد خان نے اسے از سر نو تیار کیا۔ دولت عثمانیہ میں یہاں درس گاہ بنادی گئی۔ (مرآۃ الحرمین صفحہ ۱۹۰ جلد ۲)

(تاریخ مکہ صہ ۳۵۴ جلد ۱)

● عباس بن یوسف قطان نے ۱۳۷۰ھ میں بہترین مکان تعمیر کرنے کا منصوبہ کیا۔ جسے ان کے بیٹے شیخ امین نے مکمل کیا۔ جس میں عوام کے استفادہ کے لئے قیمتی کتب کا ذخیرہ رکھا گیا۔ آج اس مکان پر "المکتبۃ" کا جلی بورڈ لکھا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ مقدس جگہ سوق اللیل میں واقع ہے حرم پاک کی صفا کی سمت سے غزہ بازار کو جائیں تو دائیں آتی ہے۔ اس جگہ کا نام اہلِ مکہ کی زبان پر "ردم نبی" رہا۔ عسفان بھی اس کا نام "ردم" عبداللہ بن جراد کی روایت سے ملتا ہے،

"ولد رسول اللہ بالرَدْم" (شفاء صہ ۳۶۹)

● علامہ قطب الدین اپنی کتاب "کتاب الاعلام" میں فرماتے ہیں:۔

"ویستجاب الدعاء فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم" حضور کی ولادت گاہ پر دُعا قبول ہوتی ہے۔" ہر پیر کی رات کو وہاں محفل ذکر ہوا کرتی تھی۔

(کتاب الاعلام صہ ۳۵۵)

نوٹ: اب حالات بدل گئے ہیں۔

اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ کا مکان

مکہ مکرمہ کی اہم جگہوں میں ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبرےٰ کا مکان بھی ہے، حرم شریف کے مروہ کی سمت سے بالائی جانب جائیں تو اس مکان کی زیارت ہو جاتی ہے۔ آج کل چھتہ بازار کے نام سے یہ علاقہ مشہور ہے، حضور سیدعالم صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد اطہار میں سوائے سیدنا ابراہیم کے سبھی یہاں پیدا ہوئے پرورش پائی۔ سیدہ خدیجۃ الکبرےٰ کا وصال بھی اسی مکان میں ہوا۔ ان دنوں اس میں درس قرآن حکیم کا سلسلہ جاری ہے۔ اسی مکان

میں جبریل علیہ السلام کی حاضری ہوا کرتی۔ ہجرت کے موقعہ یہ مکان بھی عقیل ابن ابی طالب نے لے لیا تھا۔ اس مکان میں تین مشہور مقامات بتلائے گئے ہیں۔

۱۔ مولد الفاطمہ

۲۔ قبۃ الوحی

۳۔ المختبیٰ (جہاں حضور علیہ السلام چھپ کر بیٹھے اس کا نام المختبیٰ ہوا) محب طبری فرماتے ہیں: مسجد حرام کے بعد تمام مکانات سے اعلیٰ خدیجۃ الکبریٰ کا مکان ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وسلم

صدیق اکبر کا مکان

یہ مکان بھی مکہ مکرمہ کے متبرک مکانات سے ایک ہے اس کے دروازہ پر پتھر پر کندہ ہے:

ھذہ الدار لرفیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغار ورفیقہ فی الاسفار" یہ مکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار اور سفر کے ساتھی صدیق اکبر کا ہے۔"

- اس مکان کے سامنے کی دیوار پر پتھر تھا جسے لوگ احترام سے دیکھتے تھے اسے ہاتھ لگا کر برکت حاصل کرتے تھے۔ مشہور ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے گزرتے تو یہ پتھر آپکو سلام کیا کرتا ہوسکتا ہے یہی پتھر ہو جس کے متعلق حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے:۔

- اِنی لاعرف حجرًا بمکۃ کان یسلم علی"

میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ مکرمہ میں مجھے سلام کیا کرتا تھا۔"

وصلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

دارارقم

یہ مشہور مقام صفا کے قریب واقع ہے۔ شروع اسلام میں حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی میں رہا کرتے تھے، مشورے ہوتے تبلیغی نظام کو پروان چڑھاتے کے منصوبے بنتے۔ فاروق اعظم اسی میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کی حویلی کے بعد اسے شرف حاصل ہے کہ حضور علیہ السلام دیر تک اس میں رہے اور سب سے بڑی وجہ شرف حضور علیہ السلام کی نسبت ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید کی والدہ نے اس جگہ پر مسجد تعمیر کروائی۔ بعد ازاں ابن الملک مصلح ، وزیر الجواد، المستنصر عباسی، جمال الدین، شرف الاسلام، الوجعفر، سلطان مراد خاں ، ابراہیم کلب نے اپنے اپنے دور میں اس کی مرمت و تزئین میں حصہ لیا۔

(شفا ص ۲۶ جلد ا ، تاریخ مکہ ص ۲۶۰ جلد ا)

حرم شریف کی توسیع کے پروگرام میں یہ جگہ شامل کر لی گئی اب دارارقم کا نشان نہیں ملتا۔

وصلی اللہ تعالٰی علی حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مکان

سرزمین مکہ مکرمہ کے مقدس مکانات میں سے سیّدنا علی المرتضیٰ کا مکان بھی شامل ہے۔ یہ مکان بھی حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت گاہ کے قریب واقع تھا۔ اس سلسلہ میں متعدد تاریخی کتب کا مطالعہ کیا مگر نمایاں راہنمائی نہ مل سکی۔

یہ جگہ بھی سوق اللیل میں ہی واقع ہے۔ علامہ طاہر کردی کہتے ہیں یہ خالی میدان تھا جس پر سعودی حکومت نے مدرسہ حفظ القرآن جاری کیا جس کی عمارت کے تمام

اخراجات جدہ کے رئیس حسن شربتلی نے برداشت کیے۔

(تاریخ القویم صد ۱۴۷ جلد ۱، تاریخ مکہ صد ۳۵۸ جلد ۱)

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا مکان

سرزمین حرم میں ہونے کے علاوہ اس مکان کی عظمت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی نمایاں ہو رہی ہے جب بارگاہ رسالت میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ابوسفیان مکہ کے سرداروں میں سے ایک ہے فخر کو پسند کرتا ہے اس کے لئے کوئی ایسی صورت پیدا فرما دی جائے جس کے باعث یہ اپنے کو باعث عزت سمجھے اور ممتاز ہو سکے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعلان کر دو!

من دخل دار ابی سفیان فھو اٰمن۔

جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے لے اسے امن ہوگا۔"

ابوسفیان عرض کرتے ہیں حضور میرا گھر تو مختصر ہے سارے آدمی کہاں سما سکتے ہیں۔ فرمایا: جو شخص مسجد حرام میں داخل ہو جائے وہ بھی مامون ہے۔

(سیرت المصطفیٰ صد ۱۹۷ جلد ۲)

محمد شریف پاشا نے اسجگہ ہسپتال بنوایا، پھر سلطان عبدالمجید کی والدہ نے توسیع کروائی اور وزارت صحت کا دفتر بنوایا۔ سعودی حکومت نے اسجگہ لائبریری بنوائی اب بازار ہے۔ (تاریخ مکہ صد ۳۵۹ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

سیدہ اُمّ ہانی رضی اللہ عنہا کا مکان

آپ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی چچازاد بہن ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاں آیا کرتے تھے۔ فتح مکہ پر بھی آپ تشریف لائے اور نوافل ادا فرمائے۔ معراج کی رات بھی اسی مکان سے سفر کا آغاز ہوا۔ ۱۹۶۰ء میں یہ جگہ جدید حرم میں داخل کیجا چکی تھی۔ تاہم وہاں کے ایک دوست نے مجھے بھی اسجگہ کی نشان دہی کی جو اس وقت تک یاد ہے۔ بر بنا یہ بھی ایک مبارک جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و رفت رہی۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

مکہ مکرّمہ کے چند مشہور پہاڑ

یوں تو سرزمین حجاز مقدس خصوصاً مکہ مکرّمہ پہاڑوں میں بسا ہوا شہر ہے۔ چھوٹے بڑے سب پہاڑوں کا ذکر تو مشکلات سے ہے تاہم وہ چند ایک پہاڑ جن کا ذکر تاریخ اسلام میں موجود ہے ان کا ذکر درج ذیل سطور میں کیا جارہا ہے کہ حاضری دینے والا ان اہم پہاڑوں سے واقفیت حاصل کر سکے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد والہٖ صحبہٖ وسلم

جبل ابی قبیس

● ایک روایت کے مطابق سیّدنا آدم علیہ السلام کی قبر بھی اسی پہاڑ کے غار "غارالکنز" میں ہے یہ اس کے شرف کا باعث ہے کہ نبی کی قبر اس پر واقع ہے۔ سیّدنا آدم علیہ السلام کی قبر کے متعلق مختلف دوسری روایات یہ ہیں :۔ ۱ مسجد خیف منیٰ میں ۲ مسجد خیف کے سامنے ۳ ہندوستان میں جہاں اتارے گئے مستند روایت یہ ہے کہ مسجد خیف میں ہے۔ عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے اسے پسند فرمایا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر کا ہندوستان والی روایت کو ترجیح دینا باعث تعجب معلوم ہوتا ہے کہ سرزمین عرب میں پہنچ کر جبل رحمت پر دعا کے بعد واپسی کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔

● اسی پہاڑ پر شق القمر کا مشہور معجزہ ظاہر ہوا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے چاند کو پھٹتے دیکھا ہے اس کا ایک حصہ جبل ابی قبیس پر تھا دوسرا کدی پر۔ (شفا صہ ۲۷۶ جلد ۱)

● قطب حلبی کہتے ہیں شق القمر کا معجزہ جبل ابی قبیس پر ظاہر ہوا۔ سیدنا عبدالرزاق نے معمر سے انہوں نے قتادہ سے انہوں نے سیدنا انس سے یہی روایت لی ہے۔ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اسے شفا میں بیان کیا ہے۔ مسروق نے ابن مسعود سے، ابو یعلی نے اپنی مسند میں اسے لیا ہے۔ ابن مسہر نے اعمش سے سیدنا علی المرتضیٰ، جبیر ابن مطعم، حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اسی روایت کو بیان کیا ہے۔ کہ معجزہ شق القمر جبل ابو قبیس پر ظاہر ہوا۔ اسی موقعہ پر قرآن مقدس کی آیت مبارکہ "اقتربت الساعۃ وانشق القمر" نازل ہوئی۔

● مشرکین مکہ ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن عبد یغوث، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، نضر بن حارث کے متفقہ مطالبہ پر یہ معجزہ دکھایا گیا۔" مزید تفصیل کے لئے حافظ ابن کثیر کی مشہور کتاب البدایہ والنہایہ صہ ۱۱۸ 170 بخاری کی شرح فتح الباری صہ ۱۳۸ جلد ۷، باب انشقاق القمر کا مطالعہ فرمائیں۔

● اس پہاڑ کو الامین بھی کہا گیا ہے کہ طوفانِ نوحی میں حجر اسود کو اس پہاڑ نے محفوظ رکھا، سیدنا خلیل علیہ السلام کو کعبہ تعمیر کرتے وقت اس نے ندا دی تھی حجرِ اسود ادھر ہے۔

● اس پہاڑ پر دعا قبول ہوتی ہے اہلِ مکہ قحط سالی کے موقعہ پر یہاں دعا مانگا کرتے تھے۔

- دنیا پر سب سے پہلا پہاڑ جو رکھا گیا یہی ہے۔
- بعض علماء نے اسے کوہ حرا سے بھی افضل کہا ہے کہ کعبہ سے قریب ہے مگر یہ دلیل بہت ہی کمزور ہے۔ اگر جسمانی قرب افضلیت کا سبب قرار دیا جائے تو وہ مکانات جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ قریب ہیں افضل ہونے چاہئیں حالانکہ ایسا نہیں۔ دار ارقم، دار عباس، صفا، مروہ، سیّدہ امِ ہانی کا گھر، یہ افضل ہونے چاہئیں۔
- اس پہاڑ کے متعلق اہل مکہ کی ایک عادت کا پتہ چلتا ہے وہ کہا کرتے اگر اس پہاڑ کی چوٹی پر تسکار کا بُھنا ہُوا سر کھا یا جائے تو سر کی بیماریوں سے امن ملتا ہے۔ اور یہ عجیب ہے۔ "وہذہ من توہمات القدیمۃ لا اصل لہا قط" یہ محض توہمات ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ (شفا صہ ۲۰۹ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم

جبلِ حراء

اسی مقدس پہاڑ پر غارِ حراء ہے جس میں سب سے پہلی وحی اقراء باسم ربک الذی خلق نازل ہوئی۔ اسی غار مقدس کا ذکر حدیث پاک میں ہے "فجاء الحق وھو فی غار حراء" حضور علیہ السلام غارِ حرا میں تھے کہ ان پر وحی نازل ہوئی اس جبل حراء کو بار ہا آنے جانے کی صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم چومنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ مقدس پہاڑ مکہ مکرمہ سے مشرقی جانب تین میل کے فاصلہ پر ہے اسی پہاڑ کو جبل نور کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ اس سارے پہاڑ پر غارِ حراء کی عظمت کی مہر لگی ہوئی ہے۔ اس کی شہرت اسی غار کی نسبت سے ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبادت کے لیے اس غار کا انتخاب کرنا

بھی حکمت پر مبنی ہے۔ تاریخ کے مؤلف علامہ ارزقی نے تین حکمتیں بیان کی ہیں۔ پہلی حکمت یہ کہ یہ غار بلندی پہ واقع ہے۔ یہاں پر لوگوں کے اختلاط سے زیادہ محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ دوسری حکمت یہ کہ اس غار سے باہر کھڑا ہو کر بیت اللہ شریف کی زیارت کی جا سکتی تھی۔ تیسری حکمت یہ کہ غار بجانب مشرق ہے اور مادی آفتاب سمت مشرق سے طلوع ہوتا ہے لہذا روحانی آفتاب محمد رسول اللہ کا اعلان حق بھی اُسی سمت سے بُلند ہونا مناسب تھا کہ توافق بین النسمتین ہو جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

غارِ حرا اور علامہ اقبال

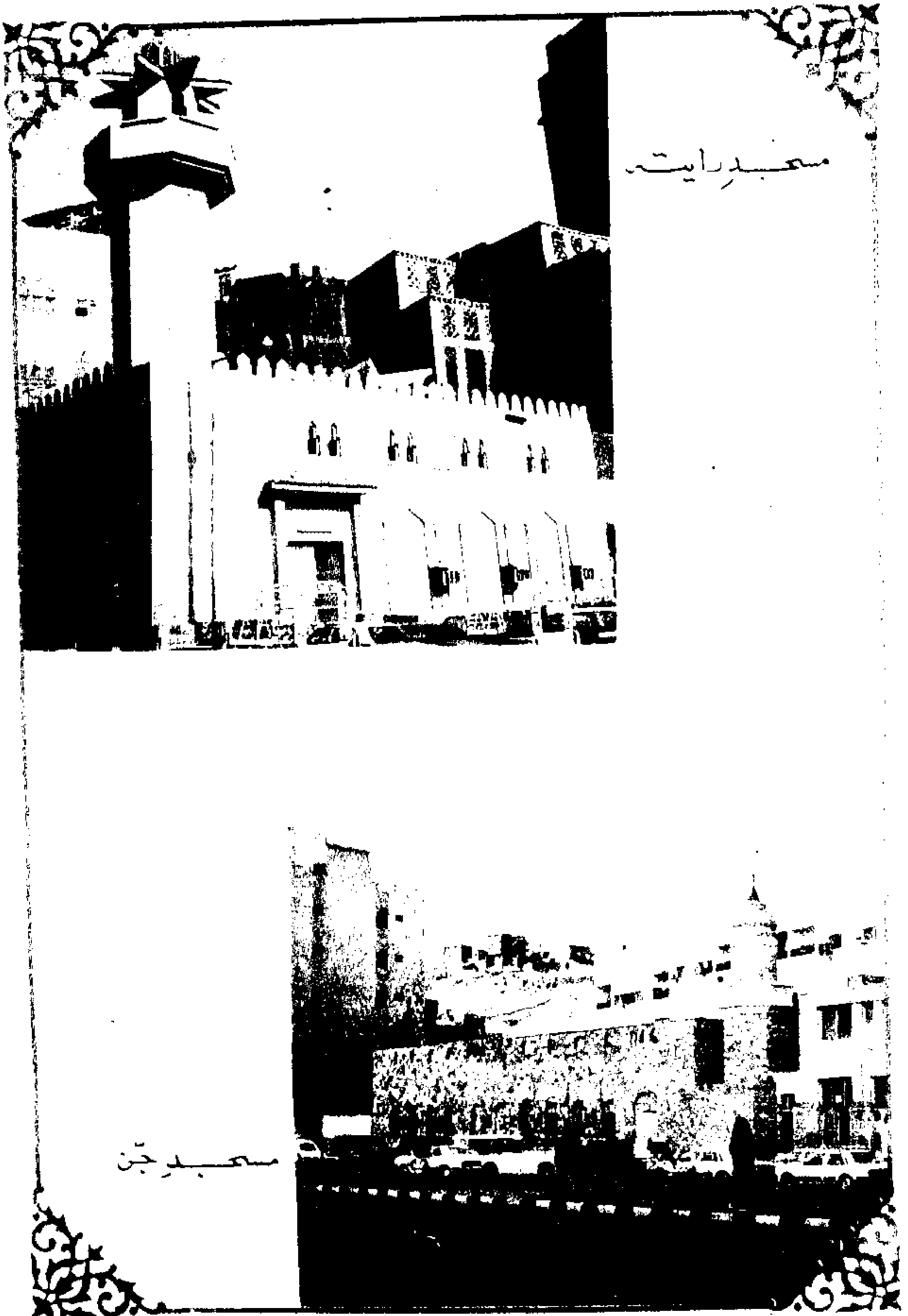
مصطفیٰ اندر حرا خلوت گزید! ✤ مدتے جز خویشتن کس را ندید
نقش ما را در دلِ او ریختند ✤ امتے از خلوتش انگیختند
بے توانی منکر یزداں شدن ✤ منکر از شان نبی نتواں شدن
گرچہ داری جان روشن چوں کلیم ✤ ہست اِنکار تو بے خلوت عقیم
از کم امیزی تخیل زندہ تر!! ✤ زندہ تر جویندہ تر تابندہ تر

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

غارِ حرا اور عشاق

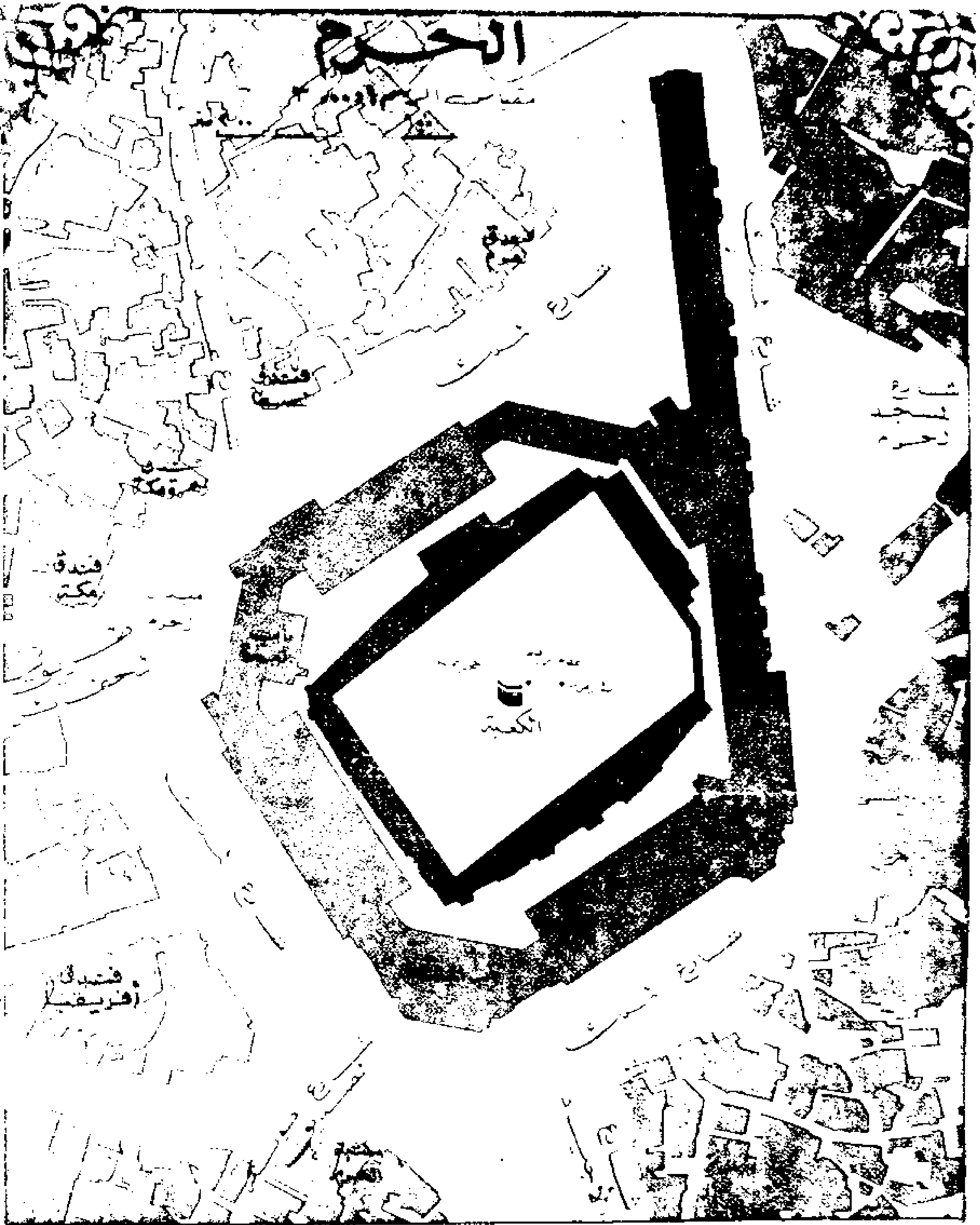
اس مقدس غار کی زیارت کے لئے صبح ہو یا شام، دن ہو یا رات، گرمی ہو یا سردی آپ دیکھیں گے کہ عشاق قطار در قطار، موج در موج آجا رہے ہیں، حکومت کی طرف سے اعلانات عشاق کو روکنے میں ناکام ہیں۔ پہلی حاضری کے موقع پر زیارت کے لئے گیا۔ جوان تھا خون گرم تھا جا پہنچا۔ راستہ میں ایک بوڑھی اماں

پاکستان ہاؤس کی عمارت



مسجد رایہ

مسجد جنّ


الحرم
الكعبة
فندق مكة
فندق أفريقيا

۸ - ذی الحجہ منیٰ کو روانگی

منیٰ کا ایک روح پرور منظر



سے ملاقات ہوگئی جو بڑی مشکل سے پتھروں کو پکڑ پکڑ چڑھ رہی تھی۔ میں نے کہا اماں گر جاؤ گی مر جاؤ گی، کیا کر رہی ہو۔ اماں نے ٹھنڈی سانس لی اور کہا "بیٹے مرگئی تو مصطفےٰ کی تلاش ہی میں مروں گی نہ! میرے لئے یہی نجات ہے۔ یہی وہ غار ہے جسمیں آج بھی محبوب کبریا کے قدموں کی چاپ سُنائی دیتی ہے۔ یہی غار مقدس محبوب کبریا کی تنہائیوں کا نشیمن ہے۔ اسی غار کو جی بھر کر چہرۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم دیکھنے کا شرف حاصل ہے۔ اِسی غار کے سامنے عشاق کی جبینِ نیاز جھکی دکھائی دیتی ہے۔ کہ محبوب پاک کا پیارا غار ہے۔ یہی غار مقدس جبریل علیہ السلام کے اُترنے کا مقام ہے۔ یہی غار ہے جس نے جبریل علیہ السلام کے پیروں کی آواز اور پروں کی پھڑپھڑاہٹ سُنی ہے۔ یہی غار ہے جس کے اندر حضور سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسوؤں کے موتی بکھرے ہوئے ہیں۔ اسی مقدس غار میں حاضری دے کر آنسوؤں کی دھاریں دامن کا زادِ راہ بن جاتی ہیں۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

جبلِ ثور

اس پہاڑ کے غار میں ہجرت کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اسی پہاڑ کے غار کا ذکر قرآن مقدس نے فرمایا:۔

ثانی اثنین اذ ھما فی الغار ؕ

ترجمہ: دونوں کا دوسرا جب دونوں غار میں تھے۔

● سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:۔ ان ابا بکر الصدیق قال لابنہٖ یا بنی اِن حدث فی الناس حدث فات الغار الذی اختبات فیہ سیاتیک رزقك غدوۃ وعشیّۃ۔

● سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو فرمایا اگر کبھی کوئی حادثہ پیش آئے تو اس غار میں چلے جانا جہاں میں چھپا رہا، صبح و شام تجھے رزق ملتا رہے گا۔ اس حدیث کو بزاز نے نقل کیا ہے۔

● صاحب شفاء الغرام نے اس روایت کو بھی نقل کیا ہے۔ اس غار نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو خود اپنی طرف بلایا :۔ الی یا محمد فقد آویت قبلک سبعین نبیاً ط اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف آئیے آپ سے پہلے ستر انبیاء کو میں نے اپنے ہاں بلایا ہے ٹھہرایا ہے۔

● اس پہاڑ کو اطحل کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ جبل ثور مشہور ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے عبد مناف کے بیٹے ثور نے یہاں ڈیرہ لگایا تھا اسی وجہ سے جبل ثور مشہور ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے قابیل نے ہابیل کو قتل بھی اسی جگہ کیا تھا اس میں ایسی قسم کی بوٹی پائی جاتی ہے جس کے استعمال کے بعد کسی زہر کا اثر نہیں ہوتا۔

(شفاء الغرام ص۲۸ا ج۱)

● ثور نام سے مشہور ایک پہاڑ مدینہ منورہ میں بھی ہے۔ یہ پہاڑ ۷۵۹ کلومیٹر اونچا ہے۔ حرم شریف سے قریباً ۴ کلومیٹر ہے۔ غار ثور کی لمبائی ۶" - ۱۳ فٹ ہے۔ منہ تنگ تھا جسے شریف عون مکہ نے منہ کشادہ کرایا۔ اور غار تک پہنچنے کے لئے راستہ میں کئی تھڑے بنائے گئے تھے۔ امام ابن ظہیرنے جامع اللطیف میں وضاحت کی ہے۔ ۱۲۹۰ھ میں عثمان پاشا نوری نے راستہ مزید کھلا کر دیا۔

جبل ثبیر

محمد القزوینی نے اپنی کتاب "عجائب المخلوقات" میں وضاحت کی ہے۔ یہ پہاڑ مکہ مکرمہ میں منیٰ کے قریب ہے، لوگ اسکی زیارت کا بھی اشتیاق رکھتے ہیں۔

اسی پر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدل میں دُنبہ اُتار اگیا۔ حدیث شریف میں ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات کا سفر اسوقت شروع فرمایا جب کوہِ ثبیر کی چوٹی دھوپ سے چمک اُٹھی تھی۔ جن مؤرخین نے کوہ ثبیر کو مزدلفہ میں بتایا ہے وہ تحقیق کے خلاف ہے۔ عرفات شریف کو جاتے وقت بائیں جانب واقع ہے۔ ابوبکر نقاش فرماتے ہیں اس پہاڑ پر بھی دُعا قبول ہوتی ہے۔ حضور علیہ السلام نے اعلانِ نبوت سے قبل اس پہاڑ پر بھی عبادت فرمائی ہے۔ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ورودِ مسعود بھی ثابت ہے۔ جہاں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے قیام فرمایا اس پتھر کو صخرۂ عائشہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

● سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے پہاڑ پر تجلّی فرمایا۔ تو اُس کے چھ ٹکڑے ہو گئے تین مدینہ منورہ میں جا پڑے جن کے نام یہ ہیں۔ اُحد۔ ورقان، رضوی تین مکہ مکرمہ میں گرے جن کے نام یہ ہیں: حرا۔ ثبیر۔ ثور۔

(شفا الغرام صہ ۲۸۲ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

غار المرسلات

وہ پہاڑ جو مسجد خیف شریف سے ملتا ہے اس میں غار ہے جسے غار المرسلات کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس غار مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا نشان موجود ہے۔ جب آرام کی غرض سے بیٹھے تو وہاں سے پتھر پگھل گیا اور نشان بن گیا لوگ حصول تبرک کے لئے اپنے سروں کو اس مقدس جگہ پر مس کرتے ہیں کہ اس پاک نسبت کی وجہ سے اللہ تعالےٰ انہیں جہنم کی آگ

سے بچائے گا۔ یہیں پر سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی اس روایت سے اسکی تائید ملتی ہے۔ آپ فرماتے:

نحن مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی غار بمنیٰ اذ نزلت علیہ والمرسلات"

• ہم حضور علیہ السلام کے ساتھ منیٰ کے ایک غار میں تھے کہ سورۃ المرسلات نازل ہوئی۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرما رہے تھے کہ اچانک ایک سانپ نمودار ہوا۔ حضور علیہ السلام نے ہمیں اُس کے مارنے کا حکم فرمایا۔ مگر وہ چھپ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وقیت شرکم کما وقیتم شرّھا"

وہ تمہارے شر سے بچ گیا تم اس کے شر سے۔

یہ غار شریف مسجد خیف شریف کے پچھلے پہاڑ میں ہے۔

(شفاء الغرام صـ ۲۵۳ ج۱)

جبل البکاء

بعض حضرات نے اس کا نام جبل المقلع بھی کہا ہے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رو دیا تھا اسی باعث اس کا نام جبل البکاء مشہور ہوا۔ یہ پہاڑ تنعیم سے حرم شریف کو جاتے ہوئے راستہ میں واقع ہے۔ (شفاء الغرام صـ ۲۸۶ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ و صحبہٖ و بارک وسلم

جبل عُمر رضی اللہ عنہ: سرزمین مکہ مکرمہ میں محلہ مسفلہ سے شروع ہو کر محلہ شبیکہ

تک پھیلے پہاڑ کو "جبل عمر" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس مقدس نام کے ساتھ اسکی شہرت کا باعث یہ ہے کہ اسی کے دامن میں خلیفۃ المسلمین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا مکان تھا۔ اسی باعث جبل عمر مشہور ہوا۔

(تاریخ مکہ صہ ۳۲۶ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالی اعلی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

● جبل البرم، جبل البرود، جبل ابن عمر، جبل ابی الفیط، جبل ابی یزید، جبل تفاجہ جبل الحبش، جبل العائذین، جبل حصن، جبل الجزل، جبل خلیفہ، جبل القط، جبل الدیلمی جبل الرقمتین، جبل زرذر، جبل الفرع، جبل الاحمر، جبل الابیض، جبل الاذاخر، جبل زنیقیا، جبل شیبہ، جبل الصفا، جبل المروہ، جبل الصفائح، جبل عرفہ، جبل العیرہ، جبل فلفل، جبل کنانہ، جبل کراء، جبل لعلع، جبل مرازم، جبل المغش، جبل المشاۃ، جبل السطر، جبل نبہان، جبل نفیع، جبل ہندی۔ ان پہاڑوں کی تفصیلات مطلوب ہوں تو تاریخ مکہ ازرقی جلد ثانی کے آخر کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وصلی اللہ تعالے حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

جنّتُ المعلّی

● مکہ مکرمہ کے مقدس قبرستان کو "جنت المعلّے" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

من اقبر فی ھذہ المقبرۃ بعث آمنا یوم القیمۃ

جو شخص مکہ مکرمہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا وہ قیامت کو امن سے اٹھے گا۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بہترین قبرستان مکہ مکرمہ کا قبرستان ہے ۔"

◆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مقدس قبرستان کے ستر ہزار افراد بلاحساب جنت میں جائیں گے۔ اور ہر ایک ستر ہزار کی سفارش کرے گا۔ (شفاء الغرام صہ ۲۸۴ جلد ۱)

◆ ابانصر ابن الفخار کہتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا جنت المعلےٰ سے کسی مدفون آدمی کو نکالا جارہا ہے اور کسی دوسری جگہ لیجایا جارہا ہے۔ انہوں نے نکالنے والوں سے پوچھا اسے کیوں نکالا جارہا ہے۔ جواب ملا یہ قبرستان تو پاکیزہ لوگوں کی جگہ ہے۔ یہ شخص دین کا دشمن ہے اس لئے یہ جگہ اس کے لئے نہیں۔ (شفاء الغرام صہ ۲۸۵ جلد ۱)

◆ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ محترمہ ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبرٰے رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کی شرافت دیانت پاکدامنی سے متأثر ہوکر حضور علیہ السلام کو پیغام نکاح بھیجا تھا۔ ان کی موجودگی میں حضور علیہ السلام نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا۔ ہجرتِ نبوی سے تین سال پہلے انتقال فرمایا، اسی جگہ آپ کی قبر شریف ہے وصال کے وقت آپ کی عمر ۶۵ برس تھی۔ (زرقانی ج ۱ ص ۲۲۶ ، مدینۃ الرسول ص ۱۹۷ ، سیرۃ ج ۱ ص ۳۱۲)

◆ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ میری نماز جنازہ حجاج بن یوسف نہ پڑھائے۔ ان دنوں حجاج مکہ کا گورنر تھا۔ وصال پر آپ کے دوست عبداللہ بن خالد نے رات کو نماز جنازہ پڑھائی۔ ۷۴ھ میں ۸۴ برس کی عمر میں وصال فرمایا۔ آل اسید آل سفیان کی قبروں کے ساتھ اسی مقدس قبرستان میں مدفون ہوئے۔ (شفاء ج ۲ ص ۲۸۶)

● ام المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ۷ھ حضور علیہ السلام کے نکاح میں آئیں۔ آپ حضور علیہ السلام کی آخری بیوی ہیں۔ آپ سے ۷۶ احادیث نبوی روایت ہیں۔ آپ نے ۵۱ھ میں مقام سَرِف میں وصال فرمایا۔ سیّدنا عبداللہ ابن عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ عبداللہ بن سلام، یزید بن اصم، عبداللہ ابن شداد، عبداللہ خولانی، نے قبر میں اتارا۔" (مدینۃ الرسول صہ ۲۱۷)

نوٹ: جوارِ مکہ مکرمہ میں مدفون ہونے کے پیشِ نظر تبرکاً ذکر کر دیا گیا ہے۔

● اس قبرستان میں دُعا قبول ہوتی ہے۔ (شفاء صہ ۲۸۵ جلد ۱)

● سرزمین مکہ مکرمہ میں ایک قبرستان مقبرۂ مہاجرین کے نام سے مشہور ہے۔ (شفاء صہ ۲۸۶ جلد ۱)

● مقبرۂ شبیکیہ بھی مشہور ہے۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ و صحبہٖ و بارک وسلم

مناسکِ حج سے متعلقہ مقامات

یوں تو مکہ مکرمہ کے سبھی مقامات مقدسہ ہی ہیں، اور ہر جگہ باعثِ برکت ہے۔ کہ حرم الور ہے تاہم بعض مقامات ایسے بھی ہیں جن کا کسی نہ کسی طرح سے مناسکِ حج سے تعلق ہے۔

بابِ بنی شیبہ

محرم کے لئے مستحب ہے کہ حرم شریف کو داخل اس دروازہ سے ہو کہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بابِ بنی شیبہ سے داخل ہوئے اور باب بنی مخزوم سے نکلے۔

التنعیم

یہ مقدس جگہ حرم شریف سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ اسی جگہ سے حضور علیہ السلام نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو احرام باندھنے کا حکم دیا اور اُن کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن کو ساتھ جانے کا ارشاد فرمایا۔ مدینہ منورہ روڈ پر یہ جگہ واقع ہے۔ اب یہاں ایک خوبصورت مسجد تعمیر ہو چکی ہے جسے مسجدِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالےٰ علےٰ حبیبہٖ محمد وآلہ وصحبہٖ وسلم

الجعرانہ

اس جگہ پر بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد طائف شریف سے واپسی پر احرام باندھا تھا۔ اب بھی طائف کی سمت سے آنے والے لوگ اسی جگہ سے احرام باندھتے ہیں حرم مکہ سے قریباً ۱۱ میل ہے۔ مجھے بھی ایک مرتبہ طائف سے واپسی پر اسی مقام سے احرام باندھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حرم شریف کے سامنے ڈرائیور حضرات آوازیں دیتے ہیں۔ "برا عمرہ" "چوتا عمرہ" بڑے سے مراد جعرانہ سے عمرہ ہے۔ "چوتے" سے مراد تنعیم سے عمرہ ہے۔ سہیل کہتے ہیں یہ جگہ ایک عورت ریطہ بنت سعد کی تھی۔ اس عورت کا لقب جُعرانہ تھا اِسی باعث یہ جگہ جعرانہ مشہور ہوئی۔ سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں۔ جب حضور علیہ السلام نے طائف سے واپسی پر یہاں قیام فرمایا تو

اس وقت یہیں پر مال غنیمت بھی تقسیم فرمایا تھا۔ آپ نے ۲۸ر شوال کو یہاں سے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔

• یوسف بن مالک فرماتے ہیں اس مقام جعرانہ سے تین سو انبیاء علیہم السلام نے احرام باندھا تھا۔ اور مسجد خیف میں ستر نبیوں نے نماز ادا کی۔ جعرانہ پر حضور علیہ السلام نے اپنا عصا گاڑا، جس سے پانی کا چشمہ اُبلا جو نہایت ٹھنڈا اور میٹھا تھا۔ (شفاء الغرام صہ ۲۹۳ جلد ۱)

◆ مشہور ہے اسی جگہ پر کنواں ہے اُسی نسبت سے لوگ پانی پیتے ہیں، یہاں سے پیاس بجھانے کا مجھے بھی شرف ملا ہے۔"

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

الجمار

یہ جگہ بھی منیٰ شریف میں ہے۔ رمی جمار کی اصطلاح بڑی متعارف ہے۔ جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ، جمرہ عقبیٰ۔ حج کے دنوں انہیں کنکریاں ماری جاتی ہیں "شیطانوں کو کنکریاں مارنا" حاجیوں میں متعارف ہے۔ دس ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو تینوں کو بالترتیب رمی کی جاتی ہے۔ اگر ۱۲ ذی الحجہ کو شام منیٰ میں ہی ہوجائے تو ۱۳ر کو رمی کرنے کے بعد سے جانا ہوگا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

الحجون

جنت المعلیٰ کے پہلو میں پہاڑ ہے یا اس پہاڑ کے پہلو میں جنت المعلیٰ ہے۔

مکہ مکرمہ کو داخل ہوتے بائیں اور نکلتے دائیں جانب پر ہے مشہور ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قبر اسی پہاڑ پر ہے مگر یہ بات خلاف تحقیق ہے۔
"ویستحب للمحرم دخول مکہ منہا"، محرم کو مستحب ہے کہ مکہ مکرمہ کو یہیں سے داخل ہو۔" (شفاء صہ ۲۹۵ جلد ۱)

الحدیبیہ

یہ وہی مقدس جگہ ہے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے آتے وقت قیام فرمایا۔ آپ محرم تھے۔ یہاں بیر شمسی بھی مشہور ہے۔ جدہ سے آتے ہوئے حدہ دوسرا مقام ہے۔ اس مقام کے متعلق تفصیلات کے لئے اسی کتاب میں صلح حدیبیہ کا عنوان پڑھیئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

کوہ ثبیر

منیٰ شریف میں یہ پہاڑ ہے جس کا ذکر جبالِ مکہ میں تفصیل سے آگیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ سے عرفات کو اس وقت چلتے جب اس کی چوٹی دھوپ سے چمک جاتی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم

ذوطویٰ

ہو سکے تو محرم یہاں غسل کرے مستحب ہے، نووی کہتے ہیں یہ مکہ مکرمہ کی نچلی جانب ہے۔ طریق عمرہ پر واقع ہے۔ چاروں مسالک کے آئمہ یہاں غسل کو

مستحب کہتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم

طریق ضبّ

یہ منیٰ و عرفات کے درمیان مقام ہے مستحب ہے کہ حاجی عرفات کو جاتے وقت اس پر چلے۔ منیٰ سے عرفات کو جاتے دائیں جانب واقع ہے۔ تاریخ مکہ میں علامہ ارزقی کہتے ہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس راستہ سفر فرمایا اور عرفات پہنچے۔ عطاء کہتے ہیں موسیٰ بن عمران بھی اسی راستہ گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم

منیٰ

سرزمین مکہ کا مقدس مقام ہے جسے حج مناسک سے گہرا تعلق ہے۔ ۸ ذی الحجہ کو حجاج سے عظیم شہر آباد ہو جاتا ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ تک حجاج ٹھہرتے ہیں۔ جو ۱۲ ذی الحجہ کو غروب آفتاب سے پہلے نہ جا سکیں انہیں ۱۳ کو بھی ٹھہرنا ہوتا ہے۔

◆ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور علیہ السلام سے عرض کی گئی آپ کے لئے منیٰ میں مکان بنوا دیا جائے آپ نے منع فرما دیا۔

◆ حضور علیہ السلام نے اس میدان کو وادی سرر فرمایا۔

◆ یہ میدان چھوٹا ہونے کے باوجود لاکھوں کے اجتماع کو کافی ثابت ہوتا ہے۔

◆ ابن عباس فرماتے ہیں یہ میدان حجاج کو یوں سما لیتا ہے جیسا رحم بچے کو۔

- اللہ تعالیٰ نے اس میدان کے لئے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں۔
- حامد تبریزی کہتے ہیں کہ میرا مشاہدہ ہے یہاں کی کنکریاں غیبی قوت دیتی ہیں۔
- تبریزی کہتے ہیں میں نے کبھی کسی چیل کو یہاں سے گوشت اُچکتے نہیں دیکھا۔
- مچھر کی کثرت کے باوجود منیٰ میں مچھر انتہائی کم۔ (شفاء ج۱ ص۳۲۴)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

عرفات

یہی وہ مقدس میدان ہے جہاں دُنیا بھر کے حجاج کرام کا وقوف کرنا بڑا ہی ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الحج عرفہ حج عرفہ میں قیام ہے۔ باقی احکام حج رہ جانے سے تلافی ہوسکتی ہے مگر وقوفِ عرفہ رہ جائے تو کوئی بدل نہیں۔ اسی میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع فرمایا۔ ایک لاکھ ۲۵ ہزار کا عظیم اجتماع تھا اور آواز مبارک ہر ایک کو سُنی جا رہی تھی۔

- عرفہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام اور حضرت ہوا کا یہاں تعارف ہوا کہ آدم علیہ السلام ہندوستان سے اور حضرت ہوا جدہ سے یہاں ملے۔ یا اس لئے کہا جاتا ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو مناسکِ حج سے متعارف کرایا۔ یا اس لئے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام ۹ ذی الحجہ کو سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ملے۔ یا اس لئے کہ آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام نے یہاں اعتراف عجز کیا۔ یا اس لئے کہ لوگ یہاں حاضر

ہو کر گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں ۔ یا اس لئے کہ عرف بمعنی خوشبو بھی ہے۔
جیسے اللہ تعالیٰ کو روزہ دار کے منہ کی مہک خوشبو سے زیادہ پسند ہے ۔
اسی طرح عرفات میں حاجی کا پسینہ پسند ہے۔
(شفاء صہ ۳۰۴ جلدا، نعیمی صہ ۱۷۴ ج ۲)

کتب میں اس یوم عرفہ کے کئی نام ہیں ۔ یوم عرفہ ، یوم اساس ، یوم اکمال ، یوم اتمام ، یوم رضوان ، یوم حج اکبر ، شفع ، وتر ، شاہد و مشہود وغیرہ ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

خطبہ حجۃ الوداع

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو جو آخری خطبہ فرمایا اسی مقدس میدان عرفات میں ہی تھا ۔ قارئین کرام کے لئے اس مقدس خطبہ کے اقتباسات نقل کئے جا رہے ہیں ۔

پہلا ارشاد

یا ایھا الذین انی لا ارانی وایاکم نجتمع فی ھذہ المجلس ۔ ترجمہ : لوگو میرا خیال ہے میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

دوسرا ارشاد

ان دماءکم واموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ھذا فی بلدکم ھذا فی شھرکم ھذا ستلقون ربکم فیسئلکم عن اعمالکم الا فلا ترجعوا بعدی ضلالًا یقتل بعضکم

رقاب بعض (بخاری باب حجۃ الوداع) ترجمہ: تمہارے خون تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیساکہ تم آج کے دن کی، اس شہر کی، اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال کرے گا۔ خبردار میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

تیسرا ارشاد الا کل شئی من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع ترجمہ: لوگو جاہلیت کی ہر بات میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

چوتھا ارشاد دماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربیعۃ بن الحارث کان مسترضعًا فی بنی سعد فقتلہ ھذیل۔ ترجمہ: جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیا میٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن حارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اُسے مار ڈالا تھا میں چھوڑتا ہوں۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

پانچواں ارشاد ربا الجاھلیۃ موضوعۃ واول ربا اضع

ربانا رباعباس بن عبد المطلب فانہ موضوع کلہ" ترجمہ: جاہلیت کے دور کا سود مٹا دیا گیا۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا ہے۔"

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

چھٹا ارشاد فاتقوا اللہ فی النساء فانکم اخذتموھن بامان اللہ واستحللتم فروجھن بکلمۃ اللہ ولکم علیھن الا یوطئن فرشکم احد تکرھونہ فان فعلن ذالک فاضربوھن ضربا غیر مبرح (ترجمہ) لوگو اپنی بیویوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے نام سے ذمہ داری سے تم نے ان کو بیوی بنایا اور خدا کے کلام سے تم نے اُن کا جسم اپنے لئے حلال بنایا ہے۔ تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسی مار ماریں جو ظاہر نہ ہو۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

ساتواں ارشاد ولھن علیکم رزقھن وکسوتھن بالمعروف وقد ترکت فیکم ما لن تضلوا بعدہ اعتصمتم بہ کتاب اللہ۔ ترجمہ: عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ اچھی طرح پہناؤ۔ لوگوں میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں اگر اُسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔"

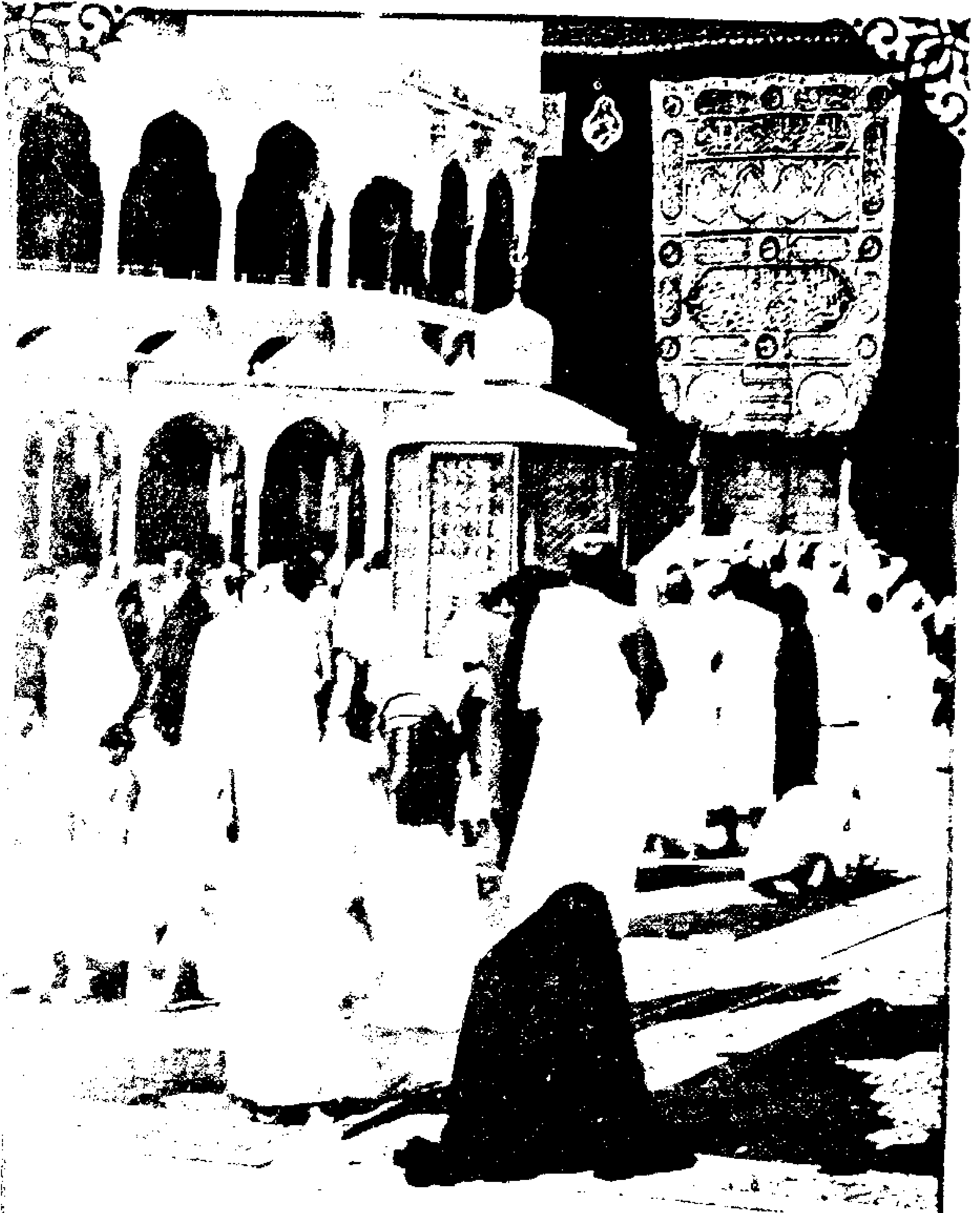
آٹھواں ارشاد ایھا الناس انہ لا نبی بعدی ولا امۃ بعدکم الا فاعبدوا ربکم وصلوا خمسکم وصوموا شھرکم وادوا زکوٰۃ اموالکم طیبۃ بھا انفسکم وتحجون بیت ربکم واطیعوا ولاۃ امرکم تدخلوا جنۃ ربکم۔

(معدن الاعمال) ترجمہ: لوگو میرے بعد نبی نہیں تمہارے بعد کوئی اُمت نہیں۔ اچھی طرح سُن لو اپنے رب کی عبادت کرو۔ پنجگانہ نماز ادا کرو سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو۔ مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ بیت اللہ شریف کا حج کرو۔ اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہے کہ تم اپنے رب قدوس کی جنت میں داخل ہو گے۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

نواں ارشاد وانتم تسألون عنی فما انتم قائلون قالوا نشھد انک قد بلغت وادیت ونصحت فقال باصبعہ السبابۃ یرفعھا الی السماء وینکتھا الی الناس اللھم اشھد اللھم اشھد اللھم اشھد ثلاث مرات۔ (مسلم باب حجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

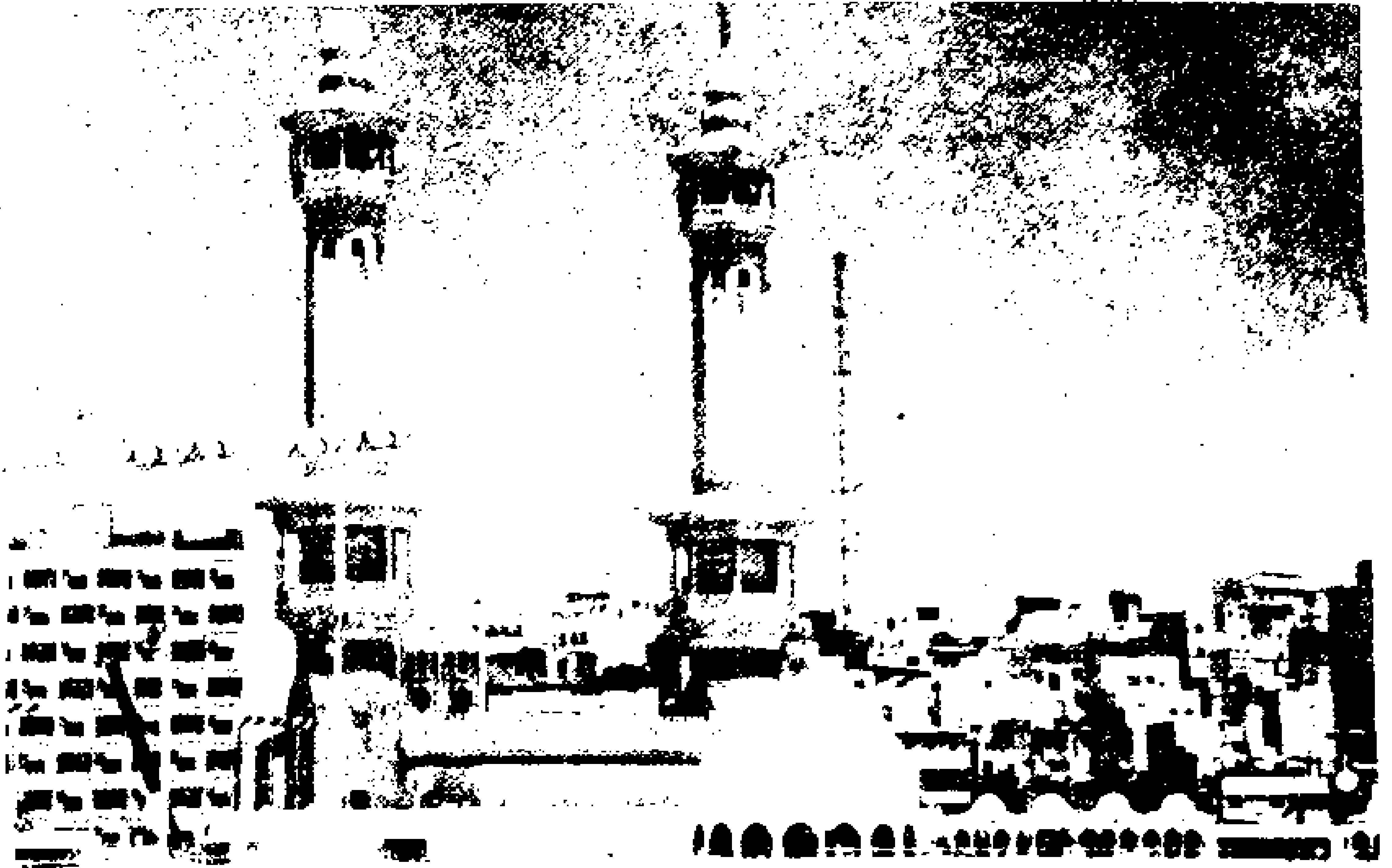
ترجمہ: لوگو قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی پوچھا جائے گا۔ مجھے بتاؤ تم کیا جواب دو گے سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ تعالےٰ کے احکام ہمیں پہنچا دیئے۔ آپ نے رسالت اور نبوت کا حق ادا



مقام ابراھیمؑ پر نفل ادا کر رہے ہیں۔ سامنے ملتزم ہے



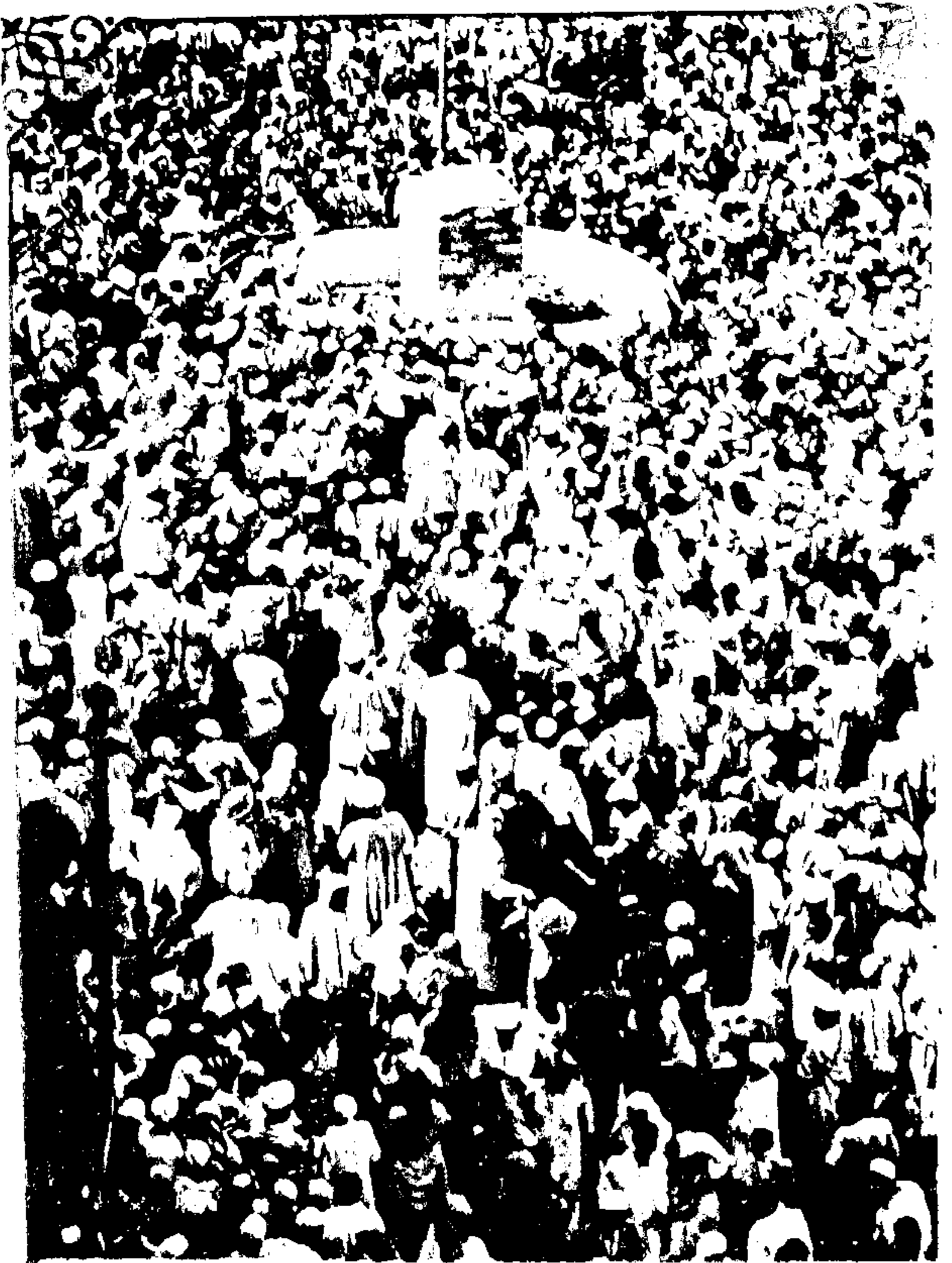
حجّاج صفا مروہ کی سعی کرتے ہوئے



حرم کعبہ کا بابُ الفتح



بلدیہ مکہ مکرمہ



شیطانوں کو کنکریاں ماری جا رہی ہیں

کر دیا۔ آپ نے اچھی طرح ہمیں نصیحت فرمائی۔ اسوقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور لوگوں کی طرف جھکاتے فرمایا اے اللہ سن لے۔ (گواہ ہو جاؤ) یہ تین مرتبہ فرمایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

دسواں ارشاد

الا لیبلغ الشاھد الغائب فلعل بعض من یبلغہ ان یکون اوعیٰ لہ من بعض من سمعہ۔ ترجمہ: دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ اُن لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں۔ تبلیغ کرتے رہو ہو سکتا ہے بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے۔ (رحمۃ للعالمین ص ۳۰۱ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

الوداعی خطاب کی جامعیت

بظاہر اس مختصر خطبہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیشمار اہم معاملات کو سمو دیا ہے اگر آپ اس مبارک خطبہ کو غور سے پڑھیں اور بار بار پڑھیں تو حقائق منکشف ہوتے چلے جائیں گے۔ مسلمانوں کے باہمی حقوق کا ربط ایک دوسرے کے مال وجان کی حفاظت، تبلیغ اسلام کی ذمہ داری، بیویوں کے حقوق کی پاسداری، خدا خوفی، سود کی حرمت، ناحق قتل کی مذمت، خون بہا کو معاف کرنا، کتاب اللہ سے مضبوط وابستگی، ختم نبوت کا مسئلہ، عبادات کی تاکید، حقوق اللہ کا خیال، ایماندار حکمرانوں کی اطاعت، بیویوں کی اصلاح

کا طریق کار، قیامت کے دن جوابدہی کے لئے تیاری، اپنے وصال کی خبر جیسے اہم واقعات کا ذکر موجود ہے۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلّم

عُرنہ

حاجی کو حکم ہے کہ اس جگہ وقوف نہ کرے یہ میدان عرفات کی حد ہے۔

"اِنّ الوقوف ببطن عرنہ مکروہ" (شفاء صفحہ ۳۰۶ جلد ۱) وادی عرنہ میں وقوف مکروہ ہے۔" دوسری روایت بھی اسی عنوان کی تائید ہے۔" عرفۃ کلھا موقف الا عرنہ" میدان عرفات سارے کا سارا موقف ہے مگر وادی عُرنہ"

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلّم

المشعر الحرام

اس جگہ پہ حاجی کے وقوف کو مستحب فرمایا گیا ہے۔ یہ وقوف دس ذی الحجہ کو صبح کے وقت ہے۔ یہ جگہ میدان مزدلفہ میں ہے۔ یہی جگہ ہے جہاں حجاج دُعا کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں اور مشعر الحرام کے نام سے ہی متعارف ہے۔ ابوعمر بن صلاح فرماتے ہیں اسے قزح بھی کہتے ہیں۔ یہ مزدلفہ کی انتہا پہ ہے۔ قرآن مقدس نے اس مقام کو وضاحت سے ذکر فرمایا۔

فاذا افضتم من عرفات فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام۔

جب میدان عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس خُدا کا ذکر کرو۔"

اسی مقام کو میقدہ بھی کہا جاتا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ عرفات سے واپسی

پر ساری رات یہاں آگ جلاتے" اسلام نے اس بیہودہ رسم کو ختم کر کے اللہ اللہ کرنے کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرفات میں حاجیوں کی بخشش کی دعا فرمائی تو حقوق اللہ معاف کر دیئے گئے پھر مزدلفہ میں دعا فرمائی تو حقوق العباد بھی بخش دیئے گئے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ لنعیمی ص۱۷۵ جلد ۲)

کداء

مکہ مکرمہ کے چند مقدس مقامات میں سے یہ بھی ایک مقدس جگہ ہے محرم کے لیے مستحب ہے کہ اس جگہ سے مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہو۔ اسے حجون ثانی بھی کہتے ہیں۔ اس وادی کا ذکر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے کلام میں بھی کیا ہے۔ ؎

عدمت ثنیتی ان لم تروھا
تثیر النقع عن کتفے کداء

حدیث شریف میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے لیے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو مقام کداء سے اندر تشریف لے گئے۔ علامہ ازرقی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام حجۃ الوداع کے موقعہ پر یہیں سے اندر تشریف لے گئے۔
(شفاء الغرام ص ۳۱۰ جلد ۱)

المازمان

یہ مقام مزدلفہ اور عرفات کے درمیان واقع ہے۔ حاجی کو مستحب ہے، جب عرفہ سے لوٹے تو اس جگہ چلے۔ ابن شعبان کہتے ہیں مازمان مکہ مکرمہ کی دو مشہور پہاڑیاں ہیں۔ علامہ نووی نے اپنی تحقیق کے مطابق ان پہاڑوں کو

مزدلفہ اور عرفات کے درمیان بتایا ہے۔ مازم لغت میں تنگ راستے کو کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے اہلِ مکّہ اب بھی المضیق کے نام سے یاد کرتے ہیں کہ یہ راستہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے اور تنگ ہے۔ (شفاء صد ۳۱۱ جلد۱)

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وسلم

محسّر

محسّر: یہاں سے تیز گزرنا مستحب ہے۔ یہ جگہ منٰی اور مزدلفہ کے درمیان واقع ہے۔ اسے وادیٔ نار بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے کہا محسّر اس لئے کہا جاتا ہے یہاں پر پہنچ کر لوگ تہلیل پڑھتے ہوئے تیزی سے گزر جاتے ہیں۔ محب طبری اور ابن خلیل کہتے ہیں اس وادی کو وادیٔ محسّر اس لئے کہا جاتا ہے کہ ابرہہ جب کعبہ ڈھانے کے لئے مست ہاتھیوں کو لایا اُن بدمست ہاتھیوں کی قیادت محمود نامی ہاتھی کر رہا تھا وہ سارے کے سارے یہاں تھک کر بیٹھ گئے آگے بڑھنے کی ہمت نہ رہی۔ سنگ باری بھی یہیں ہوئی۔ اس لئے حجاج سے کہا گیا کہ تیزی سے گزر جاؤ عذاب کی جگہ ہے تیزی سے نکل جاؤ۔ علامہ ازرقی فرماتے ہیں یہ وادی ۵۴۵ × ۵۰۰ گز ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے تیزی سے گزر گئے۔ (شفاء الغرام صد ۳۱۳)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

مُحَصَّب

مستحب ہے حاجی جب منٰی سے لوٹے تو یہاں کچھ قیام کرے اس جگہ کو محصّب اس لئے کہا جانے لگا کہ پانی کا بہاؤ اس مقام پر کنکر پتھر اکھٹے کر دیتا ہے۔ بعض نے کہا وادی محصّب اور ابطح ایک ہی شئی ہے۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وسلم

صفا ومروہ

مناسک حج سے متعلق مقامات میں سے یہ دونوں مقام بہت اہم ہیں۔ خلاق کائنات جل مجدہٗ نے ان کی عظمت کو اس طرح ارشاد فرمایا:۔

ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ط

ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کی جاتی ہے۔ صفا سے مروہ تک ایک چکر شمار ہوتا ہے اور اس طرح سات چکروں میں سعی مکمل ہوتی ہے۔ جعفر ابن محمد فرماتے ہیں آدم علیہ السلام کا نزول صفا پر ہوا۔ اور حضرت حوا مروہ پر اتاری گئیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام کے نام المصطفٰی کی نسبت سے یہ پہاڑی صفا کہلائی، امرأۃ عورت کو کہا جاتا ہے۔ یہاں پہلی خاتون کا نزول ہوا لہٰذا مروہ کہلائی۔

صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا واجب ہے۔ اس کے رہ جانے سے قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ ایک زمانہ میں اساف نامی ایک آدمی اور نائلہ نامی عورت نے کعبہ شریف میں ایک دوسرے کو بدنیتی سے ہاتھ لگایا۔ دونوں پتھر ہو گئے۔ انہیں عبرت کے طور پر اساف کو صفا اور نائلہ کو مروہ پر رکھ دیا کہ لوگ گناہ کے خیال سے بچیں۔ پھر دور جاہلیت شروع ہوا۔ تو ان بتوں کی تعظیم شروع کر دی گئی۔ صفا پر اساف کو مس کرتے مروہ پر نائلہ کو۔ مسلمانوں کو مدینہ منورہ پہنچ کر صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا پسند نہ ہوا کہ یہ بت پرستی سے مشابہت تھی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ ارشاد فرما کر صفا و مروہ کو نشانات قدرت قرار دیا۔ بتوں کو مٹا دیا گیا۔ اصل عبادت جاری رکھی گئی۔ (نعیمی ص ۵۲/۲)

میلان اخضران اس سعی کے درمیان واقع ہیں یہ سبز ستون ہیں حرم کے درمیان

حاجی کو تیز چلنا ہوتا ہے۔ عورتیں مستثنیٰ ہیں۔

(نکتہ) اساف اور نائلہ کے واقعہ سے معلوم ہوا توہین کعبہ سے عذاب نازل ہوتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کسی مبارک مقام پر بُرا کام شروع ہو جائے تو اس بُرائی کو ختم کیا جائے نہ کہ مقدس مقام کو، صفا و مروہ کی سعی باقی رکھی گئی اساف اور نائلہ اٹھا دیئے گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

مزدلفہ

مکہ مکرمہ کے مقدس مقامات میں سے ایک مقام مزدلفہ بھی ہے۔ عرفات سے واپسی پر حجاج کا یہاں ٹھہرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔ مزدلفہ کو مزدلفہ اس لئے کہا جاتا ہے لوگ یہاں اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں۔ یا اس لئے کہ آدم و حوا علیہما السلام یہاں اکٹھے ہوئے تھے یا اس لئے یہاں مغرب اور عشاء کی دو نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔ وقوف مزدلفہ رہ جانے پر دم لازم آتا ہے۔

وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد و آلہٖ وصحبہٖ وسلم

مشعر حرام

اس مقدس مقام پر بھی حاجی کا ٹھہرنا مستحب ہے، یہاں دُعا کرے عبادت کرے نماز صبح یہاں ادا کرے۔ مشعر حرام مزدلفہ میں ایک پہاڑ کا نام ہے اِسی کو قزع اور میقدہ بھی کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ عرفات سے واپسی پر تمام رات یہاں آگ جلاتے۔ اسلام نے حکم دیا یہ بیہودہ بات چھوڑ کر یہاں

پہنچ کر اللہ کا ذکر کرو۔

فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام (قرآن حکیم)

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں عرفات و مزدلفہ کو اپنے ظاہری معنی کو صحیح جانتے ہوئے کیا گیا ہے کہ حاجی جب معرفت الٰہی کے میدان سے لوٹے تو راستہ میں ایک مقام ستر روحی آتا ہے جسے مشعر الحرام بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں پر مشاہدہ جمال ہوتا ہے، یہاں پہنچ کر بھی رب کا ذکر کرو۔"

وصلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مطاف

مقدس مقامات سے ایک یہ بھی ہے جس سے حاجی کو قریبی تعلق ہے۔ کعبہ شریف اور مقام ابراہیم کے درمیانی حصہ اور کعبہ شریف کی ساری سمتوں سے ملنے والی جگہ کا نام ہے۔

وصلی اللہ تعالےٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وسلم

مقام ابراہیمؑ

مکہ مکرمہ کے وہ مقدس مقامات جن سے حاجی کو کسی نہ کسی طرح ربط ہے۔

ان میں ایک مقام ابراہیم بھی ہے۔ قرآنِ مقدس نے فرمایا:۔

واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی

طواف کے بعد حاجی کو حکم ہے کہ وہ دو رکعت نماز "مقام ابراہیم" کے قریب پڑھے۔

- یہ پتھر مبارک حجر اسود کی طرح جنت سے اُتارا گیا۔

● اسی پتھر مبارک پر کھڑے ہو کر سیّدنا خلیل علیہ السلام نے کعبہ شریف تعمیر فرمایا۔

● یہی مقدس پتھر ہے جس پر آپ نے قدم رکھا اور سیدنا اسمٰعیل کی اہلیہ نے سر دھویا۔

● یہی مقدس پتھر ہے جو آپکو سواری پر چڑھنے اُترنے کا کام دیتا۔

● یہی مقدس مقام ہے جس کا اطلاق حرم شریف کے کسی حصہ پر بھی ہو جاتا ہے مجاہد اور نخعی کا یہی قول ہے۔

● حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیّدنا فاروق اعظم کا ہاتھ پکڑ کر یہ پتھر دکھایا جس کا نام مقام ابراہیم ہے۔ فاروق اعظم نے عرض کی حضور جب یہ پتھر اتنا معظم ہے تو اسے مصلّٰی کیوں نہ بنا لیا جائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تب آفتاب غروب ہونے سے پہلے "واتخذو من مقام ابراہیم مصلّے" کا حکم نازل ہوا۔ سیّدنا فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے تین معاملات میں میری رائے سے موافقت فرمائی۔ پہلی یہ کہ مقام ابراہیم کو مصلّٰی بنا دیا گیا یہی میں چاہتا تھا۔ دوسری یہ کہ اُمہات المؤمنین کے پردہ کرنے کا مشورہ میں نے پیش کیا تو پردہ کا حکم نازل ہوا تیسری یہ کہ ایک موقعہ پر حضور علیہ السلام نے ازدواج مطہرات سے توجہ ہٹائی تو میں نے امہات المؤمنین سے کہا اگر حالات اچھے نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو نعم البدل دے گا۔ تو سورۂ تحریم کی آیات اُتریں۔

● اگرچہ یہ مقدس پتھر جنت کا ہے مگر اس کی تعظیم کا باعث جنت نہیں بلکہ قدم خلیل اللہ علیہ السلام ہے۔ جیسے لفظ "من مقام" سے نمایاں ہو رہا ہے۔

● اگرچہ لاکھ کا ثواب تو پورے حرم شریف میں ہے کہیں بھی نماز پڑھ

لی جائے مگر اس مبارک پتھر کے قریب ہو کر نماز کا حکم اسکی عظمت کو نمایاں کر رہا ہے۔

● سیدنا خلیل علیہ السلام نے جس پتھر پہ کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کے لئے بلایا تھا، جس کا ذکر قرآن مقدس فرماتا ہے۔ اذن فی الناس بالحج یہی مبارک پتھر ہے۔

(نعیمی صـ۶۶۴ جلد۱، شفاء الغرام صـ۲۰۲ ج۱، تاریخ مکہ صـ۳۶۴ ج۲)

● اس پتھر کے اندر سیدنا خلیل علیہ السلام کے مقدس قدموں کے نشانات نمایاں دکھائی دے رہے ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قدموں کے یہ نشان کعبہ کے قبلہ ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ (مظہری)

● حضرت مجاہد فرماتے ہیں جب ابراہیم علیہ السلام نے اس پتھر پہ کھڑے ہو کر لوگوں کو حج کے لئے بلایا تو یہ پتھر جبل ابو قبیس سے بھی اونچا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز کو پوری کائنات میں پہنچا دیا۔ (تفسیر کبیر صـ۷۰ ج۴)

● ابن مردویہ فرماتے ہیں مقام ابراہیم کعبہ شریف کے اندر تھا۔ فتح مکہ پہ حضور علیہ السلام نے باہر نکال کر باہر نصب کیا۔

● سیدنا فاروق اعظم کے دور میں شدید سیلاب سے پتھر دور بہہ گیا پھر تلاش کر کے یہاں نصب کیا گیا۔

● یہ پتھر باہر نصب ہونے سے پہلے لکڑی کے صندوق میں تھا لوگ زیارت کرنے جاتے تو صندوق کھول کر سیدنا خلیل علیہ السلام کے پاؤں کے نشانات میں زمزم شریف ڈال کر تبرک کے طور پر پیتے تھے۔ (اعلام الاعلام صـ۳۰ ج۴)

● عبداللہ بن عثمان نے ۱۶۰ھ میں خلیفہ مہدی عباسی کو یہ پتھر بطور تحفہ پیش کیا تو خلیفہ نے محبت سے چوما ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کر کے قدموں

کے گڑھوں میں زمزم ڈال کر پیا۔ پھر اندرون خانہ بھی ایسے ہی کیا گیا۔ پھر اسے واپس مقام پر لوٹا دیا گیا۔ خلیفہ نے تحفہ لانے والے کو زمین کا ایک پلاٹ دیا، جو سات ہزار درہم میں فروخت ہوا۔ (اعلام الاعلام ص ۲۹۴)

◆ خلیفہ مہدی نے ۲۹۱۶ تولے سونا کا طوق بنا کر مقام پر چڑھایا، خلیفہ متوکل نے تین ہزار تولہ سونا کا طوق چڑھایا۔ اس ضمن میں مزید تفصیلات کے لئے مرآۃ الحرمین ص ۲۴۳ جلد ۱، اعلام الاعلام، تاریخ القویم اور تاریخ مکہ کا مطالعہ مزید مفید ثابت ہوگا۔

وصلی اللہ تعالٰی علٰی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

غلافِ کعبہ کی تاریخی حیثیت

◆ کعبہ انور کی عظمت کے پیش نظر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی غلاف چڑھایا جاتا تھا۔

◆ غلاف کعبہ کی مبارک رسم کا آغاز سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے ہوا۔ (تاریخ مکہ ص ۲۷ جلد ۱)

◆ علامہ ازرقی فرماتے ہیں سب سے پہلے کعبہ شریف کو غلاف تبع اول نے چڑھایا۔ (اخبار مکہ ص ۲۴۹ جلد ۱)

◆ علامہ ازرقی علیہ الرحمۃ نے اخبار مکہ میں اسی عنوان کے تحت تبع کے بارہ میں تفصیلات بیان کی ہیں۔

◆ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ دورِ جاہلیت میں خالد بن جعفر بن کلاب

نے غلاف پہنایا۔ (تاریخ مکہ ص ۱۴۷)

● سیدنا عباس بن عبد المطلب کی والدہ نے بھی کعبہ شریف کو غلاف پہنایا۔

● قصی بن کلاب نے اپنے دور میں غلاف چڑھانے کا اہتمام کیا اور اس کے اخراجات قبائل پر تقسیم کئے۔ (تاریخ مکہ ص ۱۴۸)

● حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن یمن کا بنا ہوا غلاف کعبہ شریف پر چڑھایا۔

● سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کعبہ پر قباطی کا غلاف چڑھایا۔

● سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہر سال نیا غلاف چڑھاتے تھے۔

● سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک سال میں دو۲ مرتبہ غلاف چڑھایا۔ پرانے غلاف کو دفن کر دیا جاتا تھا جب ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا دفن کر دینے سے بہتر ہے اسے فروخت کر کے اس کی رقم عرب میں تقسیم کر دی جائے۔ (تاریخ مکہ ص ۱۵۰ جلد ۲)

● سیدنا عبد اللہ بن عمر ہر سال قربانی کے جانوروں پر عمدہ کپڑا ڈال کر انہیں ذبح کرتے پھر یہی کپڑے کعبہ میں لٹکا دیتے۔ (تاریخ مکہ ص ۱۴۸)

● امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سال میں دو مرتبہ غلاف چڑھاتے تھے ایک مرتبہ محرم شریف کو دوسری مرتبہ ۲۹ رمضان المبارک کو آپ کعبہ شریف کے لئے انتہائی بہترین خوشبو لگاتے۔ (اخبار مکہ باب کسوۃ الکعبہ)

● مصر میں غلاف تیار ہونے کا آغاز سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔

● یزید بن معاویہ نے دیباج خسروانی کا غلاف چڑھایا۔

- خلیفہ ہارون الرشید کے چڑھائے گئے غلاف کو امام فاکہیؒ نے دیکھا تھا جس پر یہ لکھا تھا، بندۂ خدا امیر المؤمنین خلیفہ ہارون الرشید کو اللہ تعالیٰ برکت دے اور اس کی عزت کو دوبالا کرے۔ (تاریخ مکہ صفحہ ۱۵۴ جلد ۲)
- ۱۹۰ھ میں فضیل بن ربیع نے تیونس سے تیار کرایا، غلاف کعبہ شریف پر چڑھایا۔ (تاریخ کعبہ صفحہ ۲۳۵)
- ۱۹۷ھ فضل بن سہل اور طاہر حسین نے غلاف چڑھایا۔
- ۳۰۱ھ میں ابی الحسن جعفر نے سفید غلاف چڑھایا۔ ۳۸۴ھ میں یحییٰ بن یمان نے تیونس سے لاکر زرد غلاف چڑھایا۔
- ۳۹۷ھ حاکم بامر اللہ نے سفید قباطی کا غلاف چڑھایا۔ ۴۲۳ھ میں الظاہر لاعزاز ابن اللہ نے، ۴۳۷ھ سے ۴۴۴ھ تک ناصری خسرو، ۴۶۶ھ ابی نصر نے ۴۵۵ھ میں الصلیحی نے غلاف چڑھایا۔
- ۵۳۲ھ میں تاجر ابوالقاسم رامشت نے غلاف پیش کیا۔
- احمد ناصر الدین عباسی اپنے دورِ خلافت ۵۷۵ھ سے ۵۹۲ھ تک ہر سال غلاف چڑھاتا رہا۔
- خلیفہ مامون الرشید نے اپنے ۲۰ سالہ دورِ خلافت میں ہر سال تین مرتبہ غلاف چڑھایا۔
- فاطمی خلفاء حاکم العبیدی، خلیفہ حفیدہ المستنصر، خلیفہ الصلیحی، خلیفہ ابوالنصر ہمیشہ سفید غلاف چڑھاتے، خلیفہ ابوالنصر نے ہندوستان کا تیار شدہ سفید، ۴۶۶ھ میں سلطان سبکتگین نے زرد، ناصر عباسی نے سبز غلاف چڑھائے۔ (۶۴۳ھ سے اب تک سیاہ غلاف آرہا ہے)۔ (تاریخ مکہ ص۱۵۵ ج ۲)
- خلیفہ جعفر متوکل علی اللہ کے دور میں ہر تین ماہ بعد نیا غلاف چڑھایا جاتا۔ (اخبار مکہ ص۱۷۸)
- ۶۴۳ھ میں منصور بن ربیعہ البغدادی نے سیاہ رنگ کا غلاف پہنایا۔
- ۶۶۱ھ [illegible]

◆ ۷۵۰ھ میں الناصر محمد بن قلادون نے غلاف شریف کے لیے ایک گاؤں خرید کر وقف کر دیا، مراۃ الحرمین کے اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے تین گاؤں بیسوس، سندبیس اور ابی الغیط خرید کر وقف کیے تھے جن کی سالانہ آمدنی ۸۹۰۰۰ درہم تھی جو اس کام پر خرچ ہوتی۔ (تاریخ کعبہ ص ۲۴۷، تاریخ مکہ ص ۱۵۷ جلد ۲)

◆ ۸۰۰ھ میں فرج بن برقوق نے غلاف پیش کیا جو سنہری کڑھائی سے مزین تھا۔

◆ ۸۱۹ھ سے ۸۲۴ھ تک سفید غلاف چڑھایا جاتا رہا۔ ۸۲۵ھ میں پھر سیاہ غلاف پہنایا گیا۔

◆ ۸۲۶ھ میں ملک اشرف برسبائی نے ۸۵۶ھ میں ملک جقمق نے ۸۶۵ھ میں ملک ناصر ابا سعید نے ۸۷۸ھ میں مصر سے آنے والے حجاج نے ۹۲۲ھ میں سلطان قانصوا الغوری نے غلاف چڑھایا۔

◆ حجاز پر سلطنت عثمانیہ کے آغاز ۹۲۲ھ سے ۱۲۲۱ھ تک غلاف مصر سے بن کر جاتا رہا۔ اسی دوران مصر نے غلاف بھیجنا بند کر دیا۔ سلطنت عثمانیہ کے ختم ہونے پر مصر نے پھر غلاف بھیجنا شروع کر دیا۔

◆ ۱۳۴۱ھ میں شریف مکہ اور اہل مصر کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تو غلاف واپس کر دیا گیا۔ ۱۳۴۲ھ میں حسین بن علی نے عراق سے تیار کرایا۔ غلاف "القیلان" سے منگوالیا کہ اگر مصر سے غلاف نہ آیا تو یہ چڑھا دیا جائے گا، مگر مصر نے بروقت بھیج دیا اور عراق کا غلاف محفوظ کر لیا گیا۔ (تاریخ مکہ ص ۱۶۳ جلد ۲)

◆ ۱۳۴۶ھ سے غلاف کعبہ شریف کے لیے باقاعدہ طور پر مکہ مکرمہ میں ہی انتظام کر لیا گیا ہے۔ غلاف بنانے والا ادارہ پورا سال مصروف عمل رہتا ہے۔ مجھے اس ادارہ کو دیکھنے کی سعادت ملی ہے۔

◆ غلاف شریف

کا دورہ کیا، ریشم پسند نہ آیا تو بمبئی، بنارس سے جائزہ لیا۔ ۸۰ سو افراد کا انتخاب کیا مشہور کاریگروں میں صبغۃ اللہ، صیفی اللہ، مسیح اللہ سرفہرست ہیں۔

غلاف کعبہ کے سلسلہ میں مزید معلومات کے لیے اخبارِ مکہ باب کسوہ کعبہ، تشفاء الغرام ذکر کسوۃ کعبہ، جامع اللطیف صہ ۱۰۴، الکلام علی کسوۃ الکعبہ کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا۔

پاکستان اور غلاف کعبہ

غلاف کعبہ تیار کرنے کی سعادت ایک موقعہ پاکستان کے حصہ میں آئی۔ ۱۹۶۳ء میں ناصر و سعود کشمکش ذرا شدت اختیار کر گئی، سعودی حکومت مصر سے غلاف لینے اور مصر نے غلاف بنا کر دینے سے معذرت کر دی۔ اس کشمکش سے پاکستان کو سنہری موقعہ ملا۔ سعودی حکومت سے دوسرے اسلامی ممالک نے بھی خواہش کی کہ غلافِ کعبہ بنانے کا اعزاز نہیں دیا جائے، مگر "ایں سعادت بزورِ بازو نیست" غلاف شریف لاہور کی ایک فرم نے تیار کیا جسمیں خاص خیال کیا گیا کہ کوئی کاریگر بے وضو نہ ہو۔ غلاف شریف مکمل ہو جانے پر ہر پاکستانی بے حد مسرور تھا۔ پاکستانی مسلمان جذبات و عقیدت کے لحاظ سے پوری دنیا میں اپنی مثل نہیں رکھتے، حکومت سے عوامی تقاضا شروع ہو گیا کہ غلاف کعبہ کی زیارت کروائی جائے۔ چنانچہ سپیشل ٹرین کا اہتمام کیا گیا غلافِ کعبہ بنانے کے انتظامات جماعت اسلامی کے ذمے تھے اور جماعت مذکور نے اس سے سیاسی فائدہ اٹھایا اور جماعتی فروغ چاہا مگر ایسا نہ ہو سکا۔ شاید یہی عدم خلوص تھا کہ یہ غلاف چڑھایا نہ جا سکا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گاڑی کے

کر کس وقت کہاں رُکے گی، لوگوں کے ریکارڈ توڑ ہجوم ہوتے، مرد وخواتین، بچے جوان بوڑھے سبھی گھنٹوں انتظار میں رہتے کہ غلافِ کعبہ کی زیارت کرنا ہے جونہی دُور سے گاڑی نظر آتی، مجمع کی آنکھیں بھیگ جاتیں، آہ وبکا کا عالم دیدنی ہوتا لوگ دعاؤں میں مصروف ہو جاتے۔ گاڑی چلنے میں گھنٹوں تاخیر ہو جاتی، ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ ڈبے کے اندر جا کر غلافِ کعبہ کو ایک نظر دیکھ سکے، جسے زیارت ہو جاتی خوشی سے پھولے نہ سماتا جو بھیڑ کے باعث محروم رہ جاتا وہ خون کے آنسو روتا، گاڑی کے نگاہوں سے اوجھل ہو جانے تک لوگ اسٹیشن چھوڑ کر جانا بے ادبی سمجھتے تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا کہ غلاف کو کعبہ سے نسبت ہو گئی ہے ابھی غلاف، کعبہ کو لگا بھی نہیں مگر شرف مِل گیا ہے، قربانی کا جانور ذبح ہونے سے پہلے ہی باعث احترام بن جاتا ہے۔

میرے نزدیک وہ سیاسی جماعتیں باعثِ نفرت ہیں جنہوں نے ائمہ حرمین شریفین کو بلا کر سیاسی مفاد اُٹھائے اور عوام میں وہ اعزاز نہ رہنے دیا جو ہونا چاہیے تھا۔ خطیب مسجد نبوی شریف کی پہلی آمد کو ذرا نظر میں لائیں کہ اسلام آباد کا ایئرپورٹ عرق گلاب سے دھویا گیا، ہزاروں روپے کی عطر بیزی کی گئی، منوں کے حساب سے پھول نچھاور کئے گئے، وزراء سفراء دست بستہ قطار میں کھڑے تھے کہ مسجد نبوی شریف کا امام ہے مصافحہ کی باری نہیں آتی تھی۔ یہی کیفیت پہلی مرتبہ خطیب حرم شریف کی تھی مگر سیاسی لوگوں نے انہیں بار بار بُلا کر اپنے مقاصد تو پورے کئے مگر ان کے اعزاز و اکرام کا احساس نہ کیا۔

کاش ائمہ حرمین شریفین بھی یہ محسوس کر لیتے کہ پاکستان کا ہر فرد اُن کے لئے اپنے سینے میں بے پناہ جذباتِ محبت رکھتا ہے۔

کتاب تاریخ مکہ میں "بنارس اور ہردوار کی پوجا پاٹ سے تعبیر کرکے لاکھوں مسلمانوں کے ایمانوں پر جارحانہ حملہ کیا ہے۔ میدان قیامت میں اس کی جوابدہی کے لئے انہیں تیار رہنا چاہیئے۔ میدان قیامت میں ان کے خلاف استغاثہ میں کروں گا۔ انشاءاللہ۔

وصلی اللہ علے حبیبہ وآلہ وصحبہ وسلم

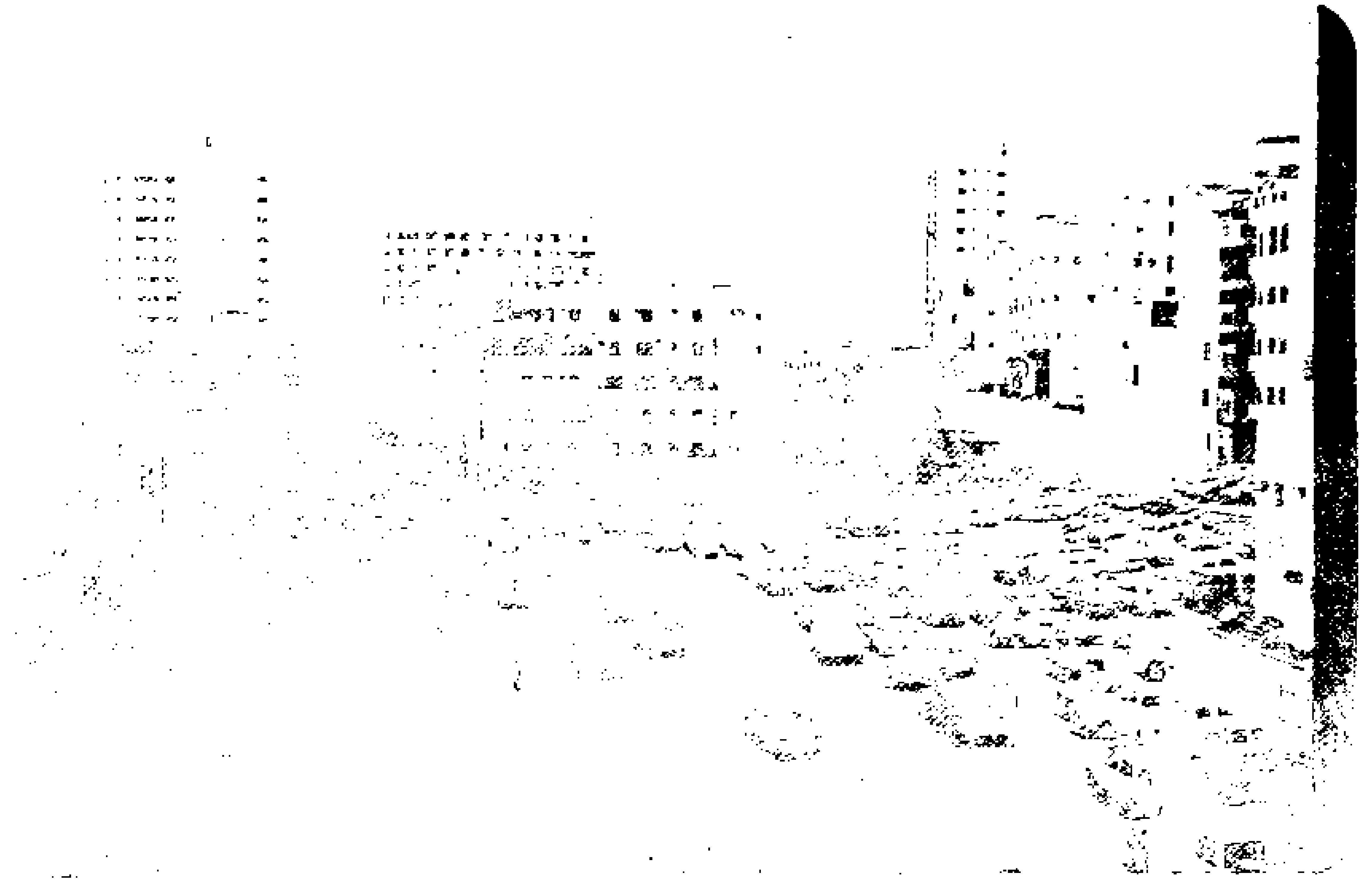
بحیرا راہب کی حق گوئی

مکہ مکرمہ کے اہم واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بحیرہ نے حضور علیہ السلام کی شہادت دی

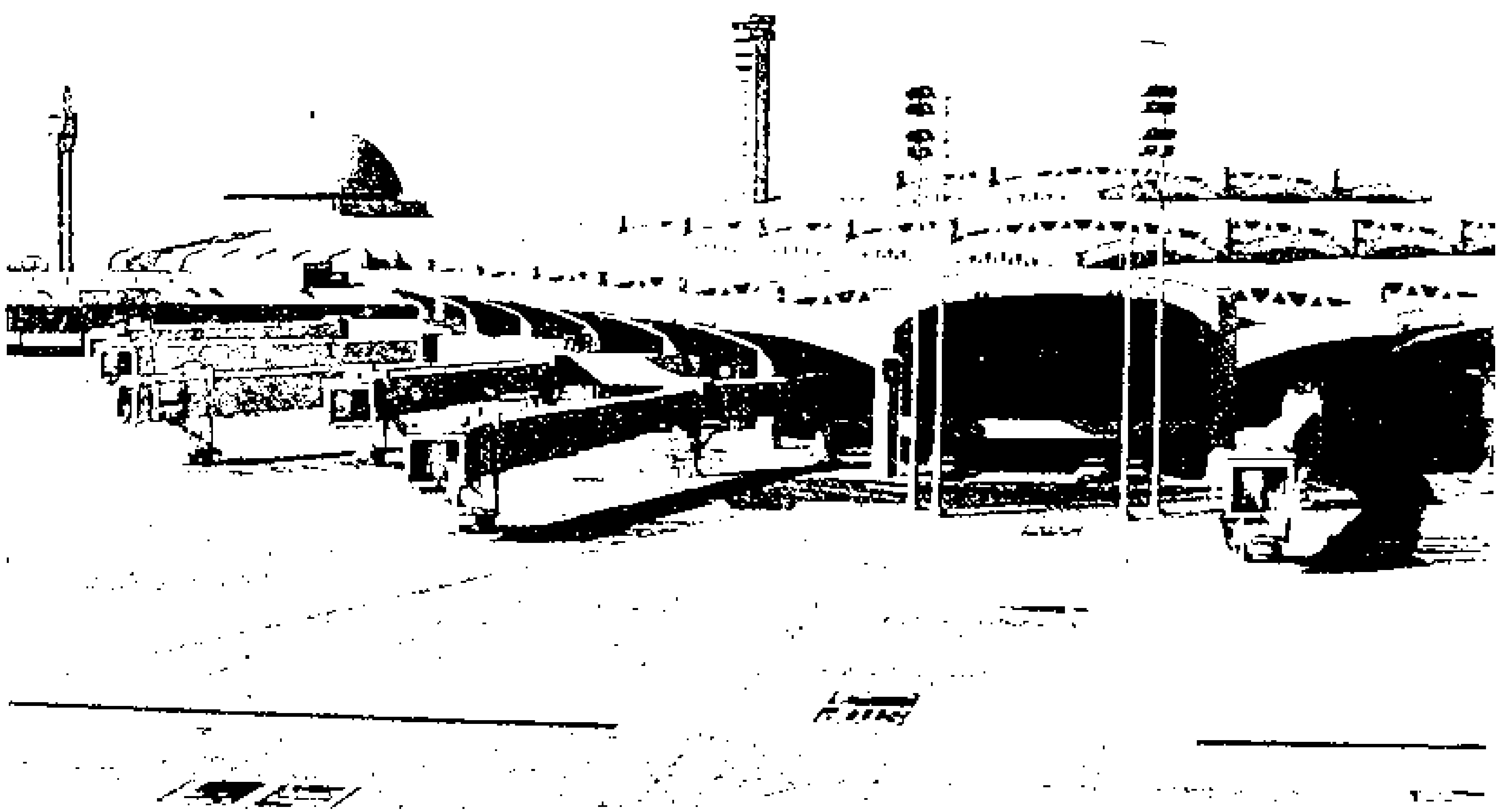
حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۲ سال کی عمر میں اپنے چچا ابوطالب کے ساتھ شام کا سفر کیا تو راستہ میں بحیرا راہب کی ملاقات ہوئی۔ یہ شخص تورات و انجیل کا ماہر تھا، کتب سماویہ میں نبی آخرالزمان کی علامات پڑھ چکا تھا جونہی یہ قافلہ اسکی عبادت گاہ کے قریب سے گزرا تو اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھتے ہی کہہ دیا، یہ وہی نبی ہے جس کا ذکر توراۃ وانجیل میں موجود ہے۔

(زرقانی ص۱۹۴ ج۱، رحمۃ للعلمین ص۴۵، سیرت النبی ص۱۲۹)

سیدنا ابوموسیٰ سے روایت ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا اور ہاتھ پکڑ کر کہا: "ہٰذا سید المرسلین، ہٰذا رسول رب العالمین" یہ سب جہانوں کا سردار ہے یہ رب کائنات کا رسول ہے۔" اس سے پوچھا گیا تجھے کیسے پتہ چلا یہ اللہ کا رسول ہے تو بحیرا نے کہا میں نے دیکھا ہر درخت نے سجدہ کیا۔ بحیرا نے قافلے کا کھانا پکایا، سبھی درخت کے سایے میں بیٹھ گئے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سایہ نہ بچا تو آپ دھوپ میں بیٹھ گئے فورًا درخت نے آپ پر سایہ کر دیا۔ بحیرا نے کہا یہی اسکی نبوت کی دلیل ہے۔ بحیرا راہب کے اس اعلان نے مکہ مکرمہ کیا پورے عالم اسلام میں تہلکہ مچا دیا، اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والاصفات موضوع بحث بن گئی۔ مکہ مکرمہ کے ... [illegible]



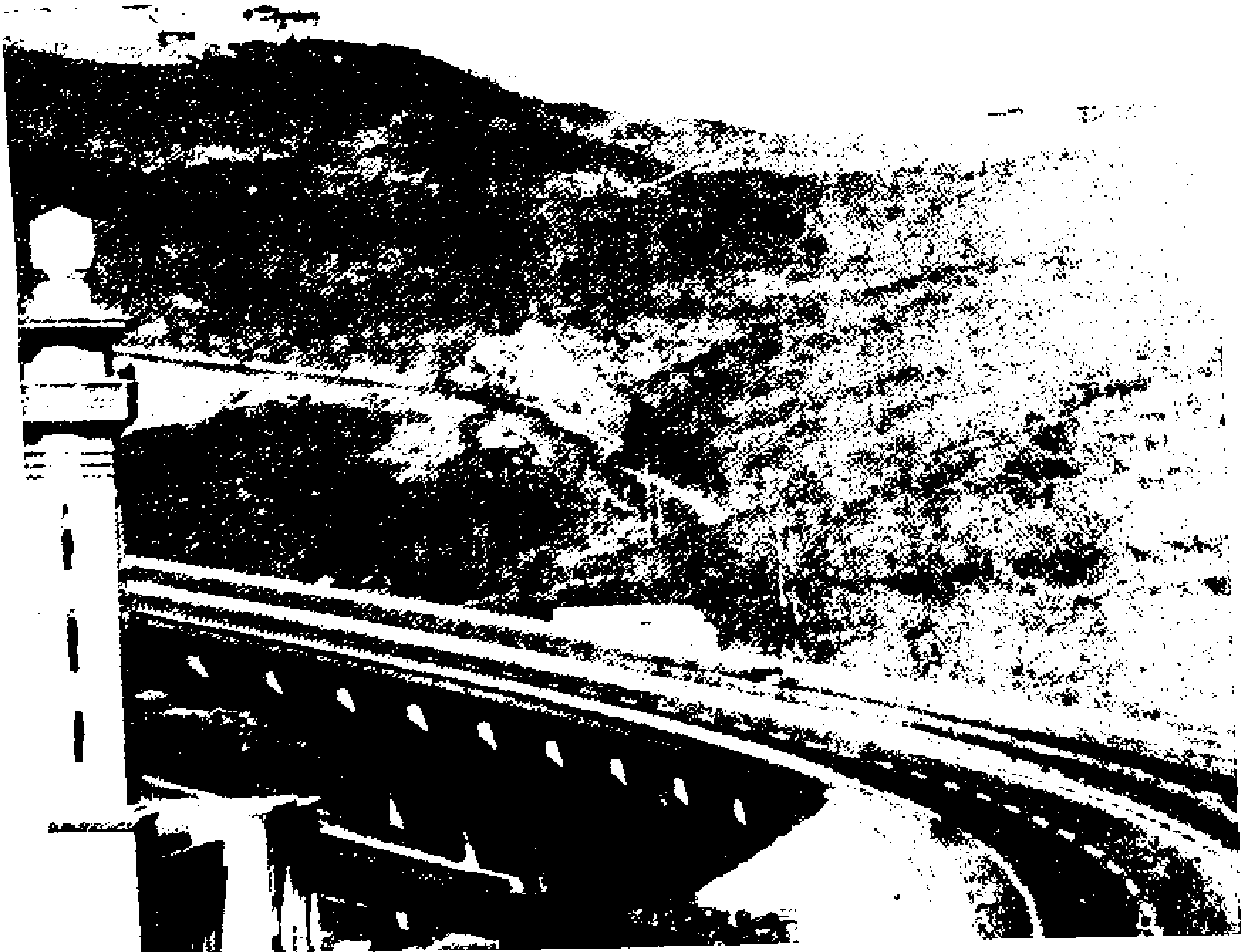
جدہ شریف کی عمارات



جدہ ایئرپورٹ



سی پورٹ پر احرام باندھنے والے حجاج کا ایک منظر



پہاڑ کے دامن میں ایک شاہراہ



باب عبدالعزیز کے سامنے شاہراہ کا ایک منظر



غلافِ کعبہ کے بنانے والی ایک مشین



قطار میں کھڑی ہوئی اومنی بسیں

نمایاں ذکرِ خیر ہونے لگا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ والہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

سر ولیم کا غلط دعویٰ

حیرت ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور بحیرا راہب کی ملاقات سے جس قدر مسلمانوں کو لگاؤ ہے عیسائی بھی پیچھے نہیں اور کسی نہ کسی طرح کھینچا تانی سے اس واقعہ کو عیسائیت کی صداقت پر محمول کرتے ہیں۔ سر ولیم میوکر، ڈاپیر مرگوں کوس کا دعویٰ ہے کہ بحیرا راہب نے بصریٰ کی ایک عبادت گاہ میں محمد کو نسطوری عقائد کی تعلیم دی آپ کے نا تربیت یافتہ دماغ نے نہ صرف اتالیق کے مذہبی بلکہ فلسفیانہ خیالات کا گہرا اثر لیا۔"

(معرکہ جنگ و مذہب مؤلفہ ڈریپر، سیرت النبی جلد ۱ ص ۱۳۰)

اس ضمن میں ولیم، ڈریپر سے چند سوالات کیے جا سکتے ہیں:۔ کیا ۱۲ سال کا بچہ چند منٹ کی محفل میں اتنا بڑا مذہبی ذخیرہ ازبر کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو تمہارا جھوٹ ہے۔ اگر کر سکتا ہے تو مانو وہ بچہ عام انسان نہیں سید البشر ہیں، نبی ہی نہیں سید الانبیاء ہیں۔ اگر اسلام بحیرا راہب کی تعلیم ہے تو آپ کو انکار کیوں؟ اسلام ابنیت مسیح صلیب مسیح، تثلیث ایسے نظریات کی تردید کرتا ہے آپ نالاں کیوں ہیں بلکہ بخوشی اس تردید کی تائید کریں کہ بقول شما یہ بحیرا راہب کی تعلیم ہے۔

(وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ محمد والہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم)

حلف الفضول

سر زمین مکہ مکرمہ کے اہم واقعات سے واقعہ حلف الفضول کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ سر زمین مکہ مکرمہ میں امن قائم کرنے کی غرض سے فضل ابن فضالہ،

فضیل بن حارث، فضل بن دواعہ نے ایک معاہدہ مرتب کیا جو انہیں کے ناموں پر حلف الفضول کے نام سے مشہور ہوا۔ زبیر بن عبدالمطلب نے اس معاہدہ کی تحریک کی تھی۔ یہ میٹنگ عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ہوئی تھی۔ اس میں مظلوم کی حمایت کا عہد ہے اس معاہدہ کے ۲ مشہور شعر یہ ہیں۔

ان الفضول تحالفوا وتعاقدوا ❊ ان لا یقیم ببطن مکۃ ظالم

تینوں فضل نامی اشخاص نے عہد کیا کہ مکہ مکرمہ میں کوئی ظالم نہیں رہ سکے گا۔

امرٌ علیہ تواھدوا وتواثقو ❊ فالجار والمعتر فیھم سالم

اس پر سب نے پختہ عہد کیا کہ مکہ مکرمہ میں پڑوسی اور آنیوالا سب محفوظ ہوں گے۔

◆ حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس معاہدہ کے وقت عبداللہ بن جدعان کے مکان پر میں بھی موجود تھا اگر اس معاہدہ کے مقابلے میں مجھے سرخ اونٹ پہنچائے جاتے تو میں ہرگز پسند نہ کرتا۔

(طبقات ابن سعد ص ۸۲/۱۶۰ ، روض الانف ص ۱۹ ، سیرت ابن ہشام)

◆ عبداللہ ابن جدعان سیدہ عائشہ صدیقہ رضی کے چچازاد بھائی تھے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، کبھی کبھی موسم گرما میں عبداللہ بن جدعان کے گلشن کے سایہ میں کھڑا ہو جاتا تھا۔ (روض الانف ص ۱۹) وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ وصحبہ وسلم

منصب تحکیم

سرزمین مکہ کے اہم واقعات میں واقعہ تحکیم بھی بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ تعمیر کعبہ شریف کے سلسلہ میں ابتدائی صفحات میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے — بعثت نبوی سے پانچ سال قبل تعمیر کعبہ ہوئی جس میں فیصلہ تھا کہ خرچ ہونے والا سارا مال ہر لحاظ سے پاک وطیب ہو گا اس تعمیر میں تمام قبائل نے حصہ لیا کہ محروم کوئی نہ

رہ جائے۔ بیت اللہ شریف کے مختلف حصوں کو مختلف قبائل میں تقسیم کر دیا گیا۔ ولید ابن مغیرہ نے جدہ جا کر چھت کے لیے سامان خریدا، ایک رومی کاریگر باقوم نامی کی خدمات بھی حاصل کیں کہ تجربہ کار تھا۔ اب پہلی تعمیر کو شہید کرنا تھا ولید بن مغیرہ نے آغاز کیا اور سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بنیادیں نظر آگئیں۔ ایک قریشی نے پھاوڑا مارا تو سرزمین مکہ میں عظیم دھماکہ ہوا جس کی وجہ سے کھدائی آگے نہ کی اور وہیں سے تعمیر شروع کر دی۔ تعمیر مکمل ہونے پر حجرِ اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کا وقت آیا تو شدید اختلافات پیدا ہو گئے تلواریں کھینچ لیں، سرزمین مکہ جنگ و جدل اور میدان قتل و غارت دکھائی دینے لگی، پانچ دن اسی کشمکش میں گزر گئے کون قبیلہ پتھر رکھے ہر ایک کی انتہائی خواہش تھی کہ حجرِ اسود رکھنے کا اعزاز اسکو ملے تو ابو امیہ بن مغیرہ مخزومی نے تجویز دی کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے مسجدِ حرام میں داخل ہو اُسی کو حکم بنا کر فیصلہ کرا لو، سبھی اس رائے پر متفق ہو گئے اور تمام لوگ حرم میں پہنچ گئے کہ دیکھئے یہ سعادت کسے ملتی ہے۔ اہلِ مکہ ایسے خوش نصیب، بلند بخت انسان کو دیکھنے کے بے تاب تھے جسے حکم مانا جائے گا، متعجب تھے وہ کون ہو گا جس کے آنے سے جنگ و جدل کا میدان کارزار امن میں بدل جائے گا، دیکھئے وہ کون ہے جس کی ایک جھلک بچوں کو یتیم ہونے، خواتین کو بیوہ ہونے سے بچائے گی، نہ معلوم وہ کون ہو گا جو جنگ کے بھڑکنے والے شعلوں کو بجھا دے گا، اچانک جنگ و جدل کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں بجلی چمکی، پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیئے آمد کیا تھی جس نے خزاں کو بہار میں، جنگ کو امن میں، دکھ کو سکھ میں، ظلمت کو نور میں بدل دیا۔ اس طرح یہ منصب تحکیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ میں آیا جو درحقیقت حصہ تھا ہی آپ کا، پورے حجاز میں اس کا اہل کوئی دوسرا تھا ہی نہیں، سب کی زبانوں سے بے ساختہ نکلا:۔

"ھذا محمد الامین رضینا ھذا محمد"

یہ تو محمد امین ہیں ان کے حکم بنانے پر ہم راضی ہیں یہ تو محمد امین ہیں۔"

آپ نے آگ سے لٹھنے والے شعلوں کو حکمت عملی سے اس طرح بجھایا،

ایک چادر منگوا کر حجر اسود کو اس میں رکھ کر فرمایا ہر قبیلے کا سردار اس چادر کو تھام لے تاکہ کوئی اس سعادت سے محروم نہ رہ جائے۔ سارے کے سارے چادر کو تھام کر حجر اسود کو اٹھائے اسجگہ پہنچے جہاں حجر اسود کو نصب کرنا تھا وہاں پہنچ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود اپنے ہاتھ سے بیت اللہ شریف کی دیوار میں نصب فرمادیا۔

(سیرت ابن ہشام صد ۶۵ جلدا، طبری ص۲۰ ، زرقانی صد ۲۰۳ جلدا)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ وبارک وسلم

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ سے نکاح

سرزمین مکہ مکرمہ کے اہم واقعات سے ایک یہ بھی ہے کہ مکہ مکرمہ کی ایک صاحبِ ثروت خاتون خدیجۃ الکبریٰ نہایت شریف پاکباز عفیفہ خاتون تھیں آپ کو طاہرہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت دیانت اخلاص کا عام چرچا ہوا تو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے آپکی طرف پیغام بھیجا، اگر آپ میرا مالِ تجارت ملک شام لے کر جائیں تو دوسروں کی نسبت آپ کو دوہرا معاوضہ دوں گی۔ آپ نے پسند فرمایا اور اُن کے غلام میسرہ کے ساتھ سفر کیا۔

- دورانِ سفر میسرہ نے آپ کے بہت سے کمالات مشاہدہ کئے۔ میسرہ کہتے ہیں دوپہر کی شدید دھوپ میں آپ پر فرشتے سایہ کرتے تھے۔ اس مرتبہ بہت سا نفع ملا میسرہ نے واپسی پر سارے حالات سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو سنائے۔ حضرت خدیجۃ

الکبریٰ نے آپ کو مقررشدہ حصّہ سے بھی زیادہ معاوضہ دیا۔

(طبقات ابن سعد ص۸۳ ج۱، مدینۃ الرسول ص۱۵۵، خصائص کبریٰ ج۱ ص۹۱)

◆ حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے یہ سارے واقعات جو میسرہ سے سنے ورقہ بن نوفل کو سُنا دیئے۔ ورقہ نے کہا اگر یہ واقعات درست ہیں تو یقیناً یہ آخری نبی ہیں۔ اب حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو آپ سے نکاح کا شوق ہوا کہ نبی آخرالزمان کے اہل بیت میں شامل ہوں۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں تین قسم کے افراد شامل ہیں۔

(۱) جو گھر پیدا ہوئے گھر ہی وصال ہوگیا۔ جیسے صاحبزادگان

(۲) گھر پیدا ہوئے باہر چلے گئے۔ جیسے صاحبزادیاں

(۳) باہر پیدا ہوئے گھر آ گئے۔ جیسے ازواج مطہرات

◆ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کے مشورے سے یہ پیغام نکاح قبول فرمالیا۔ آپ کے چچا ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا۔ (روض الانف ج۱ ص۱۲۲، مدینۃ الرسول ص۱۹۶)

◆ اس وقت حضور علیہ السلام کی عمر ۲۵ برس کی تھی اور سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی ۴۰ سال۔

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کے تفصیلی حالات و واقعات معلوم کرنے کے لیے ہماری کتاب مدینۃ الرسول اور مدارج النبوۃ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

نزول وحی

مکہ مکرمہ کے عظیم واقعات سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حسبِ معمول غارِ حرا میں مصروفِ عبادت تھے کہ یکایک جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ پہلی وحی نازل ہوئی (اقرأ باسم ربک الذی خلق) نزول

کا معنی اوپر سے نیچے اترنا اور کلام کے اندر اترنا نقل وحرکت کا ہونا مشکل ہے۔ لہٰذا کلام کے اترنے کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں۔

• ۔۔۔ پہلی صورت یہ ہے کہ کلام کسی چیز پہ لکھا جائے اور اُس شئے کو منتقل کر دیا جائے، اس طرح پہلی کتب سماویہ کا نزول ہوا کہ الواح پر لکھدی گئیں اور پھر فرشتہ کے ذریعے سے وہ الواح نبی تک پہنچا دی گئیں۔ جیسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر تورات کی لکھی ہوئی تختیاں دیدی گئیں۔

• ۔۔۔ کہ کسی کے ذریعے یہ بات کہلا کر بھیج دی جائے۔

• ۔۔۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بغیر کسی واسطہ سننے والے سے بات کرلیجائے۔ قرآن مقدس کا نزول دوسری اور تیسری صورت میں ہوا ہے۔ سیدنا جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوتے تھے اور آکر آیاتِ قرآنیہ سناتے تھے، یہ نزول بذریعہ قاصد ہوا۔ بعض آیات مبارکہ بغیر واسطہ جبریل علیہ السلام بھی عطا ہوئیں، جیسے سورۂ بقرہ کی آخری آیات حضور علیہ السلام کو شب معراج عطا فرمائی گئیں۔ غارِ حرا میں نزول وحی ۷، ار رمضان پیر کے دن ہوا اور جبرئیل کی وساطت سے ہوا۔ جبلِ حرا کے عنوان کے تحت غار حرا اور اسکے قدر و منزلت کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ اِس سے قبل سرزمین مکہ مکرمہ کو یہ شرف نہ تھا کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوں اور کلام الٰہی کا نزول ہو۔ اس ضمن میں تفصیلات مطلوب ہوں تو ہماری کتاب "علم القرآن" کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔

یہی دن بعثت نبوی کا پہلا دن ہے۔ یہ واقعہ صرف مکہ کے لیے نہیں بلکہ پوری دُنیا کو چونکا دینے والا تھا۔ تعلیم وتعلم کے متعلق یہ پہلی وحی اسوقت نازل ہوئی ہے جب یورپ میں جہالت و وحشت کا دور تھا۔

• انگلستان میں برٹن اور سیکسن وحشی قومیں آباد تھیں۔ فارتھمبرلینڈ، مڈلینڈ، کون ٹیز، فارنوک، سونوک کے علاقوں میں ودون بت کو پوجا جا رہا تھا۔

- فرانس ۔ برن ہلڈ ، سگ برٹ ، فرے دی گونٹن دی ، میں بے شمار بیہودگیاں کی جارہی تھیں۔
- ایران میں ان دنوں زن ، زر اور زمین کے جھگڑے ہی سب کچھ سمجھے جارہے تھے۔
- ہندوستان توہم پرستی کا شکار ہوچکا تھا۔
- چین میں ہر کام کے لیے الگ بت مقرر کئے جاچکے تھے۔
- مصر میں عیسائیت زوروں پر تھی۔ عیسٰی علیہ السلام کی مقدس انجیل کو داغدار بنایا جارہا تھا۔
- عرب کا قیاس انہیں ممالک پر کیجئے۔ دنیا کی اس بد ترین حالت پر خدائے قدوس کو رحم آیا اور اصلاح عالم کے لیئے اسی سرزمین مکہ مکرمہ کا انتخاب فرمایا اور اپنے محبوب پاک علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی۔

وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

پہلی وحی اور اہمیت علم

اِس ضمن میں مختلف روایات ہیں کہ سب سے پہلے کونسی وحی نازل ہوئی ، تاہم متحقق بات یہی ہے کہ سب سے پہلے " اقرار باسم ربک الذی خلق " نازل ہوئی۔ حاکم نے مستدرک میں بیہقی نے الدلائل میں سیدہ عائشہ صدیقہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔

طبرانی نے کتاب الکبیر میں ابورجاعطاردی سے سعید بن منصور نے اپنی سنن ۔ ابوعبیدہ نے اپنی کتاب فضائل القرآن میں ابن ابی شیبہ نے کتاب المصاحف میں عبید بن عمیر نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ ابوبکر محمد بن حارث نے ابوالعباس عبیداللہ ابن محمد بغدادی

سے حسان بن ابراہیم کرمانی نے جابر بن زید کی روایت سے "اقراء باسم ربک الذی خلق" کے پہلے اترنے کی تائید کی ہے۔ سب سے پہلی وحی میں تعلیم، قراۃ اور کتابت کی طرف واضح اشارہ ہے، جس سے اسلام میں تعلیم و تعلّم، درس و تدریس اور کتابت کی تائید پائی جاتی ہے۔

- اسلام ہی وہ مقدس دین ہے جس نے علم کی سرپرستی کی اور اسے فروغ دیا اسلام کی آمد سے قبل عرب تو جہالت کے گہرے سمندر میں غرق تھے اور تعجب ہے کہ اس جہالت پر انہیں فخر بھی تھا۔
- یہود و نصاریٰ میں صرف بائبل کے حروف تک علم کی پرواز تھی۔ ہندوستان میں صرف شریمتی بھگوان کی حکومت تھی۔ بہت زیادہ ترقی کی صورت میں مہابھارت اور رامائن کے قصے علم کی معراج تصور ہوتے تھے۔ یہی حال چین و ایران کا تھا۔ یورپ قطعاً جہالت کدہ تھا۔
- اسلام نے اہل علم کے درجات کو فرمایا۔ ارشاد ہوتا ہے:

یرفع اللہ الذین اٰمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات

اللہ تعالیٰ بلند فرماتا ہے درجات ایمان والوں کے اور اہل علم کے۔"

- اسلام نے علم کی عظمت کو اس طرح نکھارا ہے۔ کتا جو نجس ہے تعلیم و تعلم کے باعث وہ منصب حاصل کر لیتا ہے کہ اس کا کیا ہوا شکار انسان کے کئے ہوئے شکار کا حکم رکھتا ہے۔ قرآن مقدس فرماتا ہے:۔

مَا علمتم مِنَ الجَوَارِحِ مکلّبِیْن (مائدہ)

ان دلائل سے واضح ہے کہ اسلام علم کی فضیلت کا بہت بڑا مظہر ہے۔

اس پہلی وحی کے کلماتِ مبارکہ پر پھر غور کیجئے:۔

اقراء باسم ربک الذی خلق ۝ خلق الانسان

من علق ہ اقرا وربک الاکرم ۵ الذی علم بالقلم علّم الانسان مالم یعلم ۵ اپنے رب کے نام سے پڑھئے جس نے تخلیق فرمائی ، انسان کو منجمد لوتھڑے سے پیدا کیا ، پڑھیے اپنے رب کے نام سے جو عزت والا ہے اُس نے قلم کے ذریعے علم کی تعلیم دی اُسی نے انسان کو وہ تعلیم دی جس کو وہ نہیں جانتا تھا ۔

◆ اس مقدس ارشاد میں باسمِ ربّک پر خاص توجہ دیں جس سے واضح محسوس ہوتا ہے اسلام کسی قسم کے علم کے خلاف نہیں ، سیاست ہو یا تمدن تاریخ ہو یا جغرافیہ ، فلسفہ ہو یا ہیئت ، انگلش ہو یا ریاضی ۔ شرط یہ ہے کہ اس پر "اسم رب" کی مُہر ضروری ہے کہ وہ علم خلافِ اسلام استعمال نہ ہو ۔

◆ قرآن مقدس نے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے بارہ میں اس طرح بھی فرمایا :

ویعلمکم الکتاب والحکمۃ

کہ وہ کتاب و حکمت کے معلّم ہیں ،

ہر دو آیات سے علم کی فضیلت واضح ہے ۔

◆ اسلام ہی نے علم کی سرپرستی کر کے اس کے دروازے اس طرح کھول دیئے کہ عرب و عجم کا امتیاز اُٹھ گیا ، ہر قوم نے استفادہ کیا اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا ۔ ہندوستان سے سوڈان تک بلاد خراسان سے سرحد مراکش تک دروس علمیہ کا افتتاح خیر القرون ہی میں ہو گیا تھا ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری ، امام ہمام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ ، سیبویہ ، بوعلی زجاج ائمہ لغت ، اسماعیل بن محمد جوہری ، مجد الدین ابو طاہر ، ابو الفرج ، ابن خلدون مشہور مورخ برہان الدین ۔ مقریزی سبھی علم کے بلند روشن مینار ہیں ۔ مگر ان میں عربی النسل کوئی بھی نہیں ۔ کوئی بخارا کا ہے کوئی فارس کا کوئی تیونس کا ہے

تو کوئی مالٹا کا۔

♦ ـــ اللہ تعالیٰ نے امتِ مسلمہ کو یہ شرف بخشا کہ اُس نے اسلام کی روشنی میں علم کی خدمت کی۔ قرآن مقدس سے استنباط کر کے تصانیف کے میدان استوار کر دیئے۔ تجوید تلاوت کے لئے "علم التجوید" مدون ہوا۔ قرآنی آیات کی تشریح کے لئے "علم التفسیر" کا آغاز ہوا۔ عربیت کی ضرورت کے لئے "علم الادب" کی بنیاد پڑی۔ علم لغت، نحو، صرف، انشاء، معانی، بیان، بدیع اسی پہلی وحی الٰہی کی روشنی میں ہیں۔ علم فقہ، علم اصول فقہ، علم جدل، علم کلام، علم تاریخ، علم طبقات الارض، علم جغرافیہ، علم معیشت، علم النفس، علم تصوف، علم الوعظ، علم الفرائض، علم جبر و مقابلہ، ان کے علاوہ سینکڑوں علوم کی خدمت کی اور انہیں اوجِ کمال پر پہنچایا، ان علوم پر بیشمار کتابوں کے ذخیرے جمع ہوئے جن کا شمار ہی مشکل ہے۔ علم طب، کیمیا، ہندسہ ہیئت، سیاست، فلاحت، تجارت، عمارت، غرض یہ علم کی ساری کڑیں، اقراء اور "علّم الانسان مالم یعلم" کی واضح تفسیر ہے۔

♦ پہلی وحی کے نزول کے بعد جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے تو کیفیت یہ تھی:۔

وانصرف فجعل لا یمر علی شجر ولا حجر الا سلم علیہ

آپ واپس ہوئے راستہ میں جس شجر اور حجر پر آپ کا گزر ہوتا وہ آپ کو السلام علیک یا رسول اللہ کہتا۔ (خصائص کبریٰ ص۹۳ جلد ۱)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

وَرقہ بن نوفل کی شہادت

سرزمین مکہ مکرمہ کے واقعات میں ایک یہ بھی ہے کہ ایک عیسائی عابد نے سیّد عالم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی دی ۔ غارِ حرا کا سارا واقعہ حضور علیہ السلام نے ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو سنایا تو آپ نے مبارک دی۔

فقالت ابشر فواللہ لایفعل اللہ بك الا خیرا

فابشر فانك رسول اللہ حقا۔ (فتح الباری صـ۳۱۵ جـ۲۶ کتاب التفسیر)

عرض کی مبارک، خدا کی قسم! اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ بھلائی کے علاوہ کچھ نہ کرے گا، آپکو مبارک! آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔"

◆ اس کے بعد سیدہ خدیجۃ الکبریٰ مزید شواہد کے لئے اپنے چچا زاد بھائی ورقہ ابن نوفل کے ہاں حضور علیہ السلام کو لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل کتب سماویہ کے بڑے ماہر تھے اس وقت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے ورقہ سے کہا: اسمع من ابن اخیك ورقہ اپنے بھتیجے کی بات سنو، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غارِ حرا کا پورا واقعہ سنایا۔ تو ورقہ نے کہا: فلما سمع کلامہ ایقن بالحق واعترف بہ (فتح الباری صـ۳۱۷ جلد۱۲) ورقہ نے جب آپ کا کلام سنا تو فوراً حق کا یقین آگیا اور ورقہ نے اعتراف کیا اور تسلیم کیا۔

ایک روایت میں ورقہ کے یہ الفاظ بھی ہیں: ۔ ابشر فانی اشھد انك الذی بشر بہ ابن مریم وانك علی مثل موسیٰ نبی مرسل وانك تؤمر بالجھاد۔ آپ کو خوشخبری ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ وہی نبی ہیں جن کی بشارت مسیح ابن مریم نے دی اور آپ موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی مرسل ہیں اور آپکو جہاد کا حکم دیا جائے گا۔

◆ مثیل موسیٰ کا یہ معنی نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام آپ کے مثل ہیں اور ہم مرتبہ ہیں۔ بلکہ یہ جیسے شریعت موسوی حدود، تعزیرات، جہاد و قصاص، حلال و حرام کے احکام پر مشتمل ہے ایسے ہی آپ کی شریعت ہوگی۔

- اس واقعہ شہادت کے بعد سرزمین مکہ میں قبولِ اسلام کی رو چلی کہ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عفیف کندی رضی اللہ عنہ سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ، سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، عمار و صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عمر بن عتبہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ ورقہ کی شہادت کے بعد مکہ مکرمہ میں اتنے عظیم لوگوں کا دائرہ اسلام میں آجانا عظیم تہلکہ تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد و آلہ وصحبہ وبارک وسلم

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

سرزمین مکہ کا یہ واقعہ بھی کم نہیں کہ قریش کا ایک عظیم سپوت ایک عظیم مرد آہن سیدنا حمزہ دربار رسالت میں سرخم کر دیتا ہے۔ اس واقعہ نے بھی اہل مکہ کو چونکا دیا تھا واقعہ یہ ہوا ایک دن حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابوجہل نے سخت درشت کہا، حضور علیہ السلام نے اپنی شان عفو و درگذر کے پیش نظر کوئی جواب نہیں دیا، عبداللہ بن جدعان کی لونڈی نے یہ سارا معاملہ دیکھا تھا۔ حضور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس تشریف لائے تو لونڈی نے تفصیل سنائی، سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے غیرت کھائی اور ابوجہل کو ایک جماعت میں بیٹھے دیکھ کر زور سے کمان ماری کہ شدید زخمی ہو گیا، ابوجہل کے ساتھی اس کے کام نہ آسکے۔ سیدنا حمزہ نے فرمایا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے میں خود اس کے دین پر ہوں۔

- حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پہنچے تو نفس و شیطان نے بہکانے کی کوشش کی کہ تو نے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا۔ سیدنا حمزہ فرماتے ہیں میں نے بارگاہ قدس میں دعا کی:۔

اللّٰھم ان کان رشدًا فاجعل تصدیقہٗ فی قلبی والا فاجعل لی منہ وقت فیہ مخرجًا۔

(مستدرک صہ ۱۹۲ جلد ۳)

اے اللہ اگر یہ ہدایت ہے تو میرے دل کو مطمئن کر دے ورنہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے۔

◆ سیّدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ایک رات شدید پریشانی میں گزری۔ ساری رات سو نہ سکا۔ حرم شریف میں حاضر ہو کر التجا کی الٰہی مدد فرما، دولتِ اطمینان بخش دے۔ دُعا اس قدر مقبول ہوئی کہ فوری سکون ملا۔ آپ دربار رسالت میں حاضر ہوئے، اور عرض کی: "اشھد انک لصادق" (روض الانف صہ ۱۸۵ ج ۱)

آپ اللہ کے سچے رسول ہیں"۔

◆ آپ نے چند اشعار بھی پڑھے:

واحمد مصطفیٰ فینا مطاع ۞ فلا تغشوہ بالقول العنیف

احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں واجب الاطاعت ہیں۔ اِن کے اعلان حق کو بدکلامی سے مت ٹھکراؤ۔

اذا تلیت مسائلہ علینا ۞ تحدر دمع ذی اللب الحصیف

جب اس کے ارشادات پڑھے جاتے ہیں، تو ہر سلیم العقل انسان کے بیساختہ آنسو بہہ جاتے ہیں۔

فلا واللہ لانسلمہٗ بقوم ۞ ولما نقض فیھم بالسیوف

اللہ کی قسم جب تک ہم میدان جنگ میں فیصلہ نہ کر لیں حضور علیہ السلام کو کسی کے سپرد نہیں کریں گے۔

(زرقانی شریف صہ ۲۵۴ جلد ۱، سیرۃ المصطفیٰ صہ ۱۳۵/۱)

◆ — سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام سے قبل ہی ایسے اوصاف مبارکہ پائے جاتے تھے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کے بھائی حارث بن عبد المطلب ابو طالب، زبیر، ابولہب عنیداق، مقوم سبھی آپ کے شرف فضل کے زبردست قائل تھے۔

◆ — سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کے رضاعی بھائی تھے ایک دفعہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت امامہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی ترغیب دلائی، تو آپ نے انکار کر دیا۔ فرمایا! امامہ میرے رضاعی بھائی حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہے۔ (بخاری شریف)

◆ — حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں گذشتہ رات جنت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضرت جعفر ملائکہ کے ساتھ اڑ رہے ہیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تخت پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ (مستدرک ابن حاکم کتاب معرفۃ الصحابۃ صد ۱۹۶)

◆ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام سے درخواست کی کہ انہیں جبریل علیہ السلام دکھائے جائیں۔ تو ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام کعبہ میں تشریف لائے، حضور علیہ السلام نے فرمایا، چچا دیکھئے یہ جبریل علیہ السلام ہیں آپ نے دیکھا اور بے خود ہو گئے۔

(طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۳۷)

◆ سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا میدان میں آنا تھا کہ مکہ مکرمہ کے چوٹی کے افراد حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے۔ ضمار بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ، صہیب ابن سنان رضی اللہ عنہ، خباب بن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، زنیرہ رضی اللہ عنہا، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش رحمت میں آ گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد
وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

معجزہ شق القمر

سرزمین مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارہ سے چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا بھی ایک اہم اور عظیم واقعہ ہے۔ جس سے اہل مکہ کے دل دہل گئے اور بجائے مان لینے کے طبائع میں سختی پیدا ہو گئی عظیم جادوگر کہہ دیا (معاذ اللہ) شق القمر کے سلسلہ میں اسی کتاب کے عنوان "جبل ابو قبیس" میں شق القمر کی مزید تفصیل موجود ہے۔ ملاحظہ کریں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

سرزمین مکہ مکرمہ میں ۶ ؁ نبوی میں یہ اہم واقعہ پیش آیا۔ جس سے حجاز کے سرغنہ افراد کی گردنیں جھک گئیں۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کا اصل سبب تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ ہے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اے رب قدوس! ابو جہل اور عمر بن الخطاب میں جو تجھے زیادہ پسند ہے اسی سے اسلام کو عزت دے۔

◆ ابن عساکر فرماتے ہیں پھر حضور علیہ السلام کو بذریعہ وحی فرما دیا گیا کہ ابو جہل اسلام نہیں لائے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر بن الخطاب کے لیے دعا فرمائی:

"اللھم اید الاسلام بعمر بن الخطاب خاصۃ"

اے اللہ تعالیٰ عمر بن الخطاب سے اسلام کو قوت بخش۔" (زرقانی صہ ۲۷۲ ج ۱)

◆ سیدنا فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ قبول اسلام سے پہلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین مخالف تھا۔ ابو جہل نے اعلان کیا جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

قتل کردے اُسے ایک سَو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ فاروق اعظم فرماتے ہیں مَیں اس کے لالچ میں آگے بڑھا اور راستہ میں دیکھا کچھ لوگ ایک بچھڑے کو ذبح کرنے لیجا رہے ہیں۔ اچانک یہ آواز میرے کانوں میں گونج گئی۔

یاآل ذریح، امر نجیح رجل یصیح بلسان فصیح یدعو الیٰ شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ

(فتح الباری ج ۷ صہ ۱۳۸ باب اسلام عمر، زرقانی صہ ۲۷۵ ج ۱)

ترجمہ: اے آلِ ذریح کامیاب امر ہے ایک آدمی صاف زبان سے لوگوں کو بلا رہا ہے، کہ اللہ کے بغیر کوئی الٰہ نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

سیّدنا فاروق اعظم فرماتے ہیں اس آواز نے مجھے چونکا دیا، مگر میں اپنے مشن سے رُکا نہیں بڑھتا گیا۔ راستہ میں میری ملاقات نعیم بن عبداللہ سے ہوئی، اُس نے مجھے غضب ناک دیکھ کر پوچھا عمر کہاں؟ میں نے کہا محمد کو قتل کرنے جارہا ہوں۔ نعیم نے کہا ہوش کرو ایسا سخت قدم اُٹھا کر تم خود کیسے بچ سکو گے۔ پھر اپنے گھر کا تو خیال کرو، آپ کو علم نہیں آپکی بہن فاطمہ، بہنوئی سعید، وہ تو کبھی کے اسلام قبول کرچکے ہیں۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصّے میں آگئے، سیدھے بہن کے گھر گئے دیکھا بہن اور بہنوئی کو جناب حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دینی تعلیم دے رہے ہیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندر داخل ہوگئے اور سخت درشت کہا، بہنوئی کو مارا، بہن چھڑانے آئیں تو انہیں اس قدر مارا کہ جسم سے خون بہہ نکلا۔ بہن نے کہا عمرؓ جو چاہتے ہو کرڈالو اسلام قبول کرچکے ہیں۔ اے دشمنِ خدا ہمیں اس لیے ماررہا ہے کہ ہم نے ایک خدا کو مان لیا ہے۔ بہن کی اس تقریر پر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اچھا وہ کتاب جو تم پڑھ رہے تھے دکھاؤ، بہن نے ہمت و جرأت سے کہا: "انک رجسٌ وانہ لا یمسہ الا المطھرون فقم فتوضأ" ترجمہ: تو نجس ہے اور



بلدیہ مکہ مکرمہ کا ایک دفتر



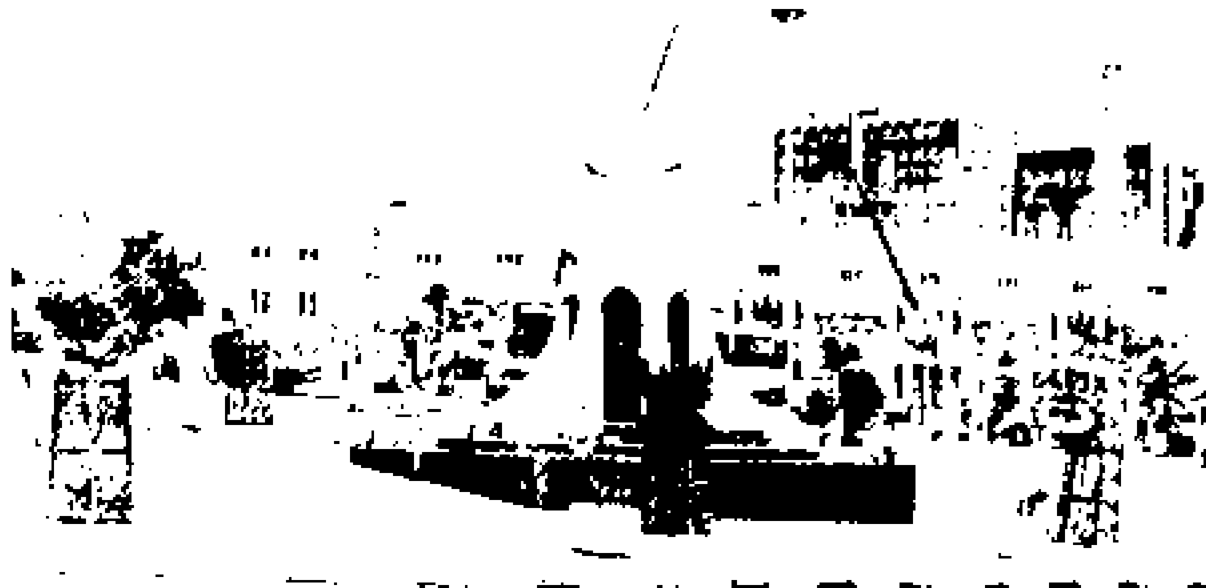
جبل ہندی پہ
چڑھنے کی سیڑھیاں



منیٰ کو پیدل جانے والوں کا راستہ

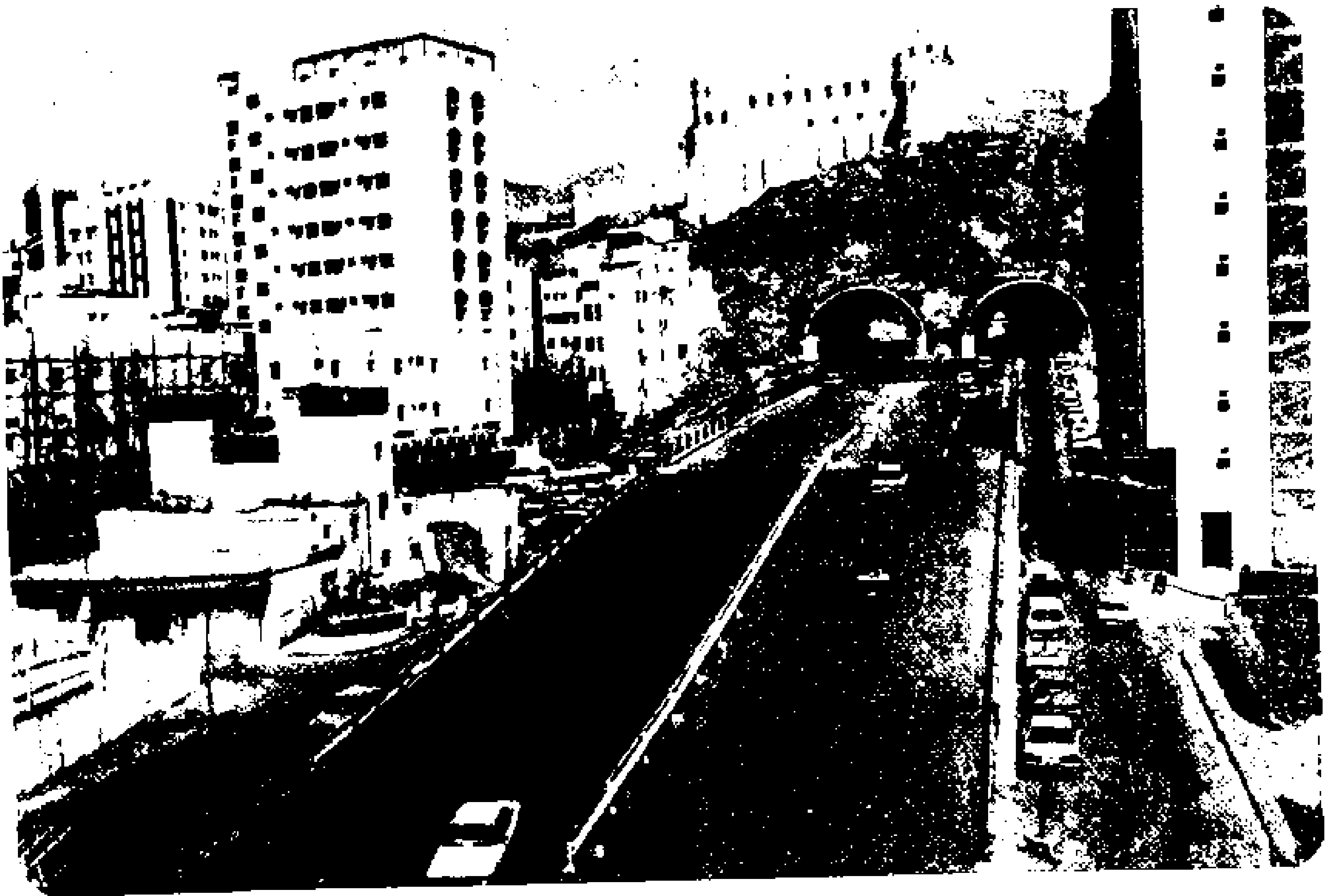


باب ابراہیم کے سامنے کا منظر



مکہ شریف سے جدہ کو جاتے ہوئے صراحی والا چوک

قربان گاہ



پہاڑ سے سرنگوں والا راستہ



[illegible]

قرآن پاک کی شان یہ ہے کہ اُسے پاک لوگ ہی مس کر سکتے ہیں "

- فاروق اعظم اٹھے وضو یا غسل کیا، قرآن مقدس کو پکڑ کر پڑھا، سورۃ طٰہٰ کی یہ آیہ مبارکہ سامنے آئی : انّنی انا اللہ لا الٰہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری بے ساختہ کہا "کتنا ہی اچھا کلام ہے"

دربار رسالت میں حاضری

حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا عمر تجھے مبارک ہو معلوم ہوتا ہے کہ سیدالانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کی دُعا تیرے حق میں قبول ہو گئی۔ فاروق فرماتے ہیں خباب ! مجھے جلد دربار رسالت میں لے چلو۔ دارِ ارقم میں صحابہ کرام کا اجتماع تھا۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے کر حاضر ہوئے اندر آنے کی اجازت چاہی مگر عمر فاروق کو دیکھ کر دروازہ کھولنے کی کوئی جرأت نہیں کرتا تھا۔ سیدنا حمزہ نے فرمایا، آنے دو، دیکھا جائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہدایت دے دی تو سلام قبول کرلے گا، ورنہ فکر نہ کرو اس کا قتل کرنا کوئی مشکل نہیں۔ دروازہ کھل گیا۔ دارِ ارقم کا یا بخشش کا، دروازہ کھلا رحمت باری کا، دروازہ کھلا نگاہِ مصطفٰے کا، دروازہ کھلا عنایاتِ الٰہیہ کا، سیدنا عمر فاروق فرماتے ہیں دو شخصوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے کھڑا کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے انہیں فرمایا، چھوڑ دو اور حضور نے میرا کرتہ کھینچ کر فرمایا خطاب کے بیٹے اسلام لاؤ، کیسا عجیب منظر تھا۔

- سراپا جرم سراپا کرم کے حضور حاضر ہے۔ سراپا خطا سراپا عطا کے دربار میں ہے۔

فاروق اعظم کی نگاہِ شرم ہے محبوب پاک علیہ السلام کی نگاہِ کرم ہے حضور علیہ السلام کے ہاتھ بارگاہِ قدس میں اُٹھے۔ عرض کی ! اللّٰھم اھدہ اے اللہ اسے ہدایت دے۔ اے اللہ دین کو عمر بن الخطاب کے ذریعہ مزید فروغ دے۔ عمر رضی اللہ عنہ

بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں: اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وانک رسول اللہ گواہی دیتا ہوں اللہ کے بغیر کوئی الٰہ نہیں اور بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں" دارِ ارقم نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی۔ عمر فاروق کے قبولِ اسلام کا تفصیلی واقعہ مسندِ بزاز، معجم طبرانی، دارقطنی، دلائل ابی نعیم میں موجود ہے۔

● قبولِ اسلام پر اہل زمین ہی نہیں آسمان کے فرشتے بھی خوش تھے۔

(زرقانی ص۲۷۴ ج۱، عیون اثر ص۱۲۶ ج۱)

آپ کے اس انقلابی اقدام سے اسلام کا غلبہ شروع ہوگیا۔ سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین دن بعد آپ حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

شعب ابی طالب

سرزمین مکہ مکرمہ کے اہم واقعات سے واقعہ شعب ابی طالب بھی ہے۔ سیدنا حضرت حمزہ اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قبول اسلام کے بعد کفر کا زور ٹوٹتا گیا، اور آئے دن اسلام کی قوت بڑھتی گئی۔ اسلامی قوت کو دبانے کے لیے قریش نے بنو ہاشم سے سوشل بائیکاٹ کا حربہ استعمال کیا۔ ایک معاہدہ لکھا کہ کوئی بھی بنو ہاشم سے میل جول تعلقات نہیں رکھے گا۔ اس ظالم معاہدہ کو منصور بن عکرمہ نے لکھا اسی وقت قدرت نے اسے سزا دی، انگلیاں شل ہوگئیں اور ہاتھ ہمیشہ کے لیے بیکار ہوگیا۔ اس صورت حال سے پریشان ہو کر جناب ابو طالب نے شعب ابی طالب میں پناہ لی۔ قریش کی طرف سے یہ بائیکاٹ مسلسل تین سال تک رہا۔ بنو ہاشم کے لیے یہ دن بڑے کٹھن تھے۔ بھوک پیاس سے بچوں کے بلبلانے کی آواز آتی تو سنگدل خوش ہوتے۔ (طبقات ابن سعد ص۱۳۹ ج۱)

● اِس قید و بند میں زندگی دوبھر ہوتی چلی گئی، سیّدنا سعد بن وقاص فرماتے ہیں ایک مرتبہ انہیں اونٹ کی کھال کا سوکھا چمڑا ملا جو دھو کر جلایا اور کوٹ کر سفوف کی شکل میں استعمال کیا۔ تین سال بعد سب سے پہلے ہشام بن عمر کو خیال آیا کہ وہ ظلم کر رہے ہیں خود مزے سے رہ رہے ہیں اور بنو ہاشم مصائب میں، رات کی تاریکی میں غلہ پہنچا دیا کرتے۔ ایک دن زہیر سے بات ہوئی پھر مطعم بن عدی سے تبصرہ ہوا پھر ابوالبختری اور زمعہ بن اسود کو اپنا ہم خیال بنایا۔ انہوں نے معاہدہ توڑنے کا فیصلہ کر لیا۔ زمعہ نے قسم اُٹھا کر کہا یہ معاہدہ پھاڑ دیا جائے گا کہ ظالمانہ ہے۔ ابوجہل مجلس کا عنوان بھانپ گیا اور مزاحم نہ ہوا۔ (طبری ص ۲۲۸، ۲۲۶، ابن ہشام ج ۱ ص ۱۳)

● اسی دوران حضور علیہ السلام نے ابوطالب کو اطلاع دی کہ معاہدہ کو دیمک نے کھا لیا ہے صرف باسمک اللّٰھم کے الفاظ بچے ہیں۔ ابوطالب نے یہ واقعہ قریش کو سنا دیا اور کہا میرے بھتیجے کے منہ سے نکلی ہوئی بات کبھی غلط نہیں ہوئی، چنانچہ دیکھا گیا تو یہی صورت حال تھی، تمام قریش شرمسار ہوئے اس طرح یہ ظالمانہ معاہدہ اختتام کو پہنچا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

معراجِ مقدّس

سرزمین مکہ مکرمہ کے اہم واقعات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر معراج بھی ہے۔ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر طائف کے بعد یہ عظیم معجزہ رونما ہوا۔ مشکلات و آزمائش کی گھڑیاں بیت گئیں، غموں اور دکھوں نے بستر لپیٹ لیا۔ راحت و سکون نے آستان نبوت پر جبّہ سائی کی۔ شعب ابی طالب، سفرِ طائف، وفات سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ کے صدمات کے بعد معراج شریف کا وقوع گویا "ان مع العسر یسرا" کے ارشاد کی واضح تفسیر ہے۔ یہ مقدس سفر ۱۱ نبوی کے بعد ہوا۔ حضور علیہ السلام

ستائیسویں رجب شریف کی شب میں اس انعام سے نوازے گئے۔

(شرح المواہب اللدنیہ صہ ۳۰۷ جلد ۱)

- قرآن مقدس کا واضح ارشاد اس سفرِ مقدس کی کھلی دلیل ہے۔

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ

پاکی ہے اُسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جس کے گرد اگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔"

- مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک کے سفر کو اسرا اور مسجدِ اقصیٰ سے آسمانوں تک کی سیر کو معراج، آسمانوں سے قاب قوسین تک کو اعراج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(فوائد الفواد شریف صہ ۲۰۸/۱۷)

ہجرت گاہ کو دیکھا

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر چلے، جبرائیل علیہ السلام ساتھ ہیں یا براق پر پیچھے سوار ہیں۔ (زرقانی، خصائص الکبریٰ باب المعراج)

- راستہ میں ایسی زمین پر گزر ہوا جس میں کھجور کے درخت بہت تھے۔

جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں، حضور یہاں اُتر کر نماز نفل پڑھ لیجئے، اُتر کر نماز پڑھی جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں آپ نے یثرب (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی ہے جہاں آپ ہجرت کریں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

وادیٔ سینا اور بیت اللحم سے گزر

وادیٔ سینا سے گزر ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہاں نماز نفل ادا کریں نماز پڑھی گئی تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی حضور آپ نے وادیٔ سینا میں شجرۃ موسیٰ علیہ السلام کے قریب نماز پڑھی ہے جہاں ربّ قدوس جل مجدہٗ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا تھا۔ پھر ایک اور خطّہ پر گزر ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھنے کو کہا، نماز پڑھی گئی تو جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی' یہ مدائن ہے' حضرت شعیب علیہ السلام کی قیام گاہ ہے۔ کچھ آگے گئے تو پھر جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھنے کو عرض کی، نماز پڑھی گئی تو عرض کی یہ مقام بیت اللحم ہے جہاں عیسیٰ کی ولادت ہوئی۔ خصائص کبریٰ ص۱۵۸ ج۱، فتح الباری ص۱۵۴ ج۷)

وصلے اللہ علے حبیبہ وصحبہ وسلم

بدکرداروں پر گزر

رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس مقدس سفر میں حضور علیہ السلام کا گزر بدکردار لوگوں پر بھی ہوا جو مبتلائے عذاب تھے۔

- ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کی زبانیں قینچیوں سے کاٹی جارہی تھیں، کٹنے کے بعد پھر درست ہوجاتیں، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی حضور یہ لوگ آپ کی امّت کے خطیب و واعظ ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور خود نہیں کرتے تھے۔ (العیاذ باللہ) (خصائص کبرے ص۱۷۲ ج۱، فتح الباری ص۱۵۳ ج۷)

- ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے سامنے خوبصورت انداز میں پکا ہوا گوشت بھی ہے اور انتہائی بدبودار متعفن گوشت بھی ہے مگر یہ لوگ اچھا مہک دار پکا ہوا نہیں کھاتے اور گندے کو پسند کررہے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی حضور یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس حلال وطیب بیوی موجود مگر زانیہ بدکردار خاتون سے ہمبستری کرتے ہیں۔

یا وہ عورت ہے جو حلال وطیب خاوند چھوڑ کر زانی شخص سے وابستہ رہتی ہے۔

◆ ــــ ایک اور قوم پر گزر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے، کچلے جانے کے بعد پھر درست ہو جاتے تھے پھر کچلے جاتے تھے جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی حضور یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز میں سستی کرتے تھے۔

◆ ــــ ایک اور قوم کو دیکھا جن کی شرمگاہوں پر بوسیدہ گندے چھیتڑے لپٹے ہوئے ہیں اور جانوروں کی طرح کھاتے پیتے ہیں کانٹے کھا رہے ہے زقوم استعمال کر رہے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔

◆ ــــ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس سفر میں ایک شخص کو دیکھا جو نہر میں تیر رہا ہے اور پتھر کھا رہا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں حضور یہ شخص سود خور ہے۔

(خصائص کبریٰ صد ۱۵۸ ج۱)

◆ ــــ ایک اور قوم پر گزر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور اپنے چہروں کو چھیل رہے تھے، جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی یہ وہ لوگ ہیں جو آدمیوں کا گوشت کھاتے تھے یعنی غیبت کرتے تھے ان کی عزت پر اعتراض کرتے تھے

(خصائص کبریٰ صد ۱۵۶ ج۱)

◆ ــــ حضور علیہ السلام کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا، اُس نے حضور علیہ السلام کو اپنی طرف بُلایا جبرائیل علیہ السلام نے نہ جانے دیا۔ ایک بوڑھے پر گزر ہوا اس نے بھی بلایا مگر جبرائیل علیہ السلام نے آگے چلنے کو کہا، جبرائیل امین نے عرض کی وہ بوڑھی عورت دُنیا تھی وہ بوڑھا مرد شیطان تھا، دونوں کا مقصد آپ کو اپنی طرف مائل کرنا تھا۔ (خصائص کبریٰ صد ۱۵۵ ج۱، ابن کثیر صد ۸ ج۲)

(وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم)

حضور علیہ السلام کا اوّل و آخر ہونا

راہ گزرتے ایک جماعت نے کہا:

السّلام علیک یا اوّلُ ، السّلام علیک یا آخرُ ، السلام علیک یا حاشرُ

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی، حضور وہ سلام کہنے والے حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ علیہم السلام تھے۔ (خصائص الکبریٰ صہ ۱۵۵ ج۱) حضرت ابن عباسؓ سے ہے حضور علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ (خصائص صہ ۱۵۶ جلد ۱)

قرآن مقدس کی آیت مبارکہ ھو الاول والآخر والظاہر والباطن کے متعلق شیخ المحدثین شاہ محمد عبدالحق محدثِ دہلوی نے بھی فرمایا:

"یہ آیت مبارکہ اللہ کی حمد بھی ہے اور حضور علیہ السلام کی نعت بھی"

(مدارج النبوۃ صہ ۷ جلد ۱)

- حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اولیت اِسی بنا پر ہے کہ آپکی تخلیق موجودات میں سب سے اوّل ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے "اوّل ما خلق اللہ نوری" پہلی شئے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔
- آپ مرتبہ نبوت میں بھی اول ہیں۔ کنت نبیًّا وان اٰدم لمنجدل فی طینہ" میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں ہی تھے۔
- آپ ہی سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں:- اوّل من اٰمن باللہ و بذالک امرت وانا اول المؤمنین" اللہ تعالیٰ پر جو سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں اور اُس کے حکم کی تعمیل کی اُن میں سب سے پہلے میں مومن ہوں۔
- انا اوّل من تنشق عنہ الارض" جب زمین شق ہوگی اور لوگ اس سے نکلیں گے

- انا اوّل من یوذن لہ بالسجود" سب سے پہلے میں سجدہ کرنے کی اجازت پاؤں گا۔
- انا اول من یدخل باب الجنۃ" سب سے پہلے میں جنت میں داخل ہوں گا۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان آخر بھی ہے : ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" آپ اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔
- کتابوں میں آپکی کتاب آخری دینوں میں آپ کا دین آخری ہے، چنانچہ فرمایا: نحن الآخرون السابقون" تمام سبقتوں کے باوجود بعثت میں ہم آخری ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علےٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم

آل انبیاء کانفرنس

حضور علیہ السلام جب مسجد اقصیٰ میں پہنچے تو آپ نے اور جبرائیل علیہ السلام نے دُو رکعت نماز ادا فرمائی۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۶۷ جلد ۱)

- آپ کے انتظار میں انبیاء علیہم السلام پہلے ہی موجود تھے۔ (زرقانی ج ۶ ص ۴۴)

اذان ہوئی، صفیں بنا لی گئیں، انتظار ہے نماز کون پڑھائے۔ حضور فرماتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے کر دیا۔ میں نے نماز پڑھائی۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی جتنے انبیاء علیہم السلام آئے ہیں سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ (خصائص کبریٰ ص ۱۵۸ ج ۱، زرقانی شریف میں ہے آسمان سے فرشتے بھی نازل ہوئے انہوں نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔

خطاب ابراہیمی علیہ السلام

اِس پُر نور کانفرنس میں پہلا خطاب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کا ہوا آپ نے اپنے ربِّ قدوس کے حضور نذرانہ حمد وثنا اس طرح پیش کیا۔

الحمد للہ الذی اتخذنی خلیلا واعطانی ملکًا

عظیما وجعلنی امۃ قانتا وانقذنی من النار وجعلھا علی بردا وسلاما۔ ترجمہ: حمد ہے اُس ربّ قدوس جلّ مجدہٗ کی جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھے عظیم سلطنت بخشی، مجھے آگ سے بچایا اور اُسے ٹھنڈک اور سلامتی بنایا۔

کلماتِ موسوی

دوسرا خطاب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ہُوا جس کا مضمون یہ ہے:۔

الحمد للہ الذی کلّمنی تکلیما وجعل ھلاک اٰلِ فرعون ونجاۃ بنی اسرائیل علیٰ یدی وجعل من امتی قوما یھدون بالحق ترجمہ: اس ذات بابرکات کا شکر ہے جس نے مجھ سے براہ راست کلام فرمایا، فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کی نجات میرے ہاتھوں ظاہر فرمائی اور میری امّت میں ایسی قوم پیدا کی جو انصاف کرتی ہے۔

کلماتِ داؤدی علیہ السلام

الحمد للہ الذی جعل لی ملکًا عظیمًا وعلّمنی الزبور والن لی الحدید و سخر لی الجبال یسبحن والطیر واعطانی الحکمۃ وفصل الخطاب۔ ترجمہ اُس ذات بابرکات کا شکر ہے جس نے عظیم مُلک سے نوازا اور زبور سکھائی اور لوہا نرم کیا، پہاڑ اور پرندے بیڑ تابع فرمان بنائے جو میرے ساتھ تسبیح پڑھتے ہیں۔ علم وحکمت کی دولت مجھے بخشی اور کامیاب خطاب کی نعمت دی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلّم

کلماتِ سلیمانی علیہ السلام

الحمد لله الذی سخّرلی الریاح وسخّرلی الشیاطین یعملون ما شئت من محاریب و تماثیل کالجواب وقدور راسیات و علّمنی منطق الطیر و آتانی من کلّ شئ فضلاً و سخّرلی جنود الشیاطین والانس والطیر و فضلنی علی کثیرٍ من عباده المؤمنین و اتانی ملکًا عظیمًا ط **اس ذات بابرکات کا شکر ہے کہ جن، ہوا، جنات، شیاطین کو میرے تابع فرمان بنادیا، پرندوں کی زبان سکھادی جن و انسان جانور پرندے میرے تابع کئے اور مجھے بہت ایمانداروں پر فضیلت بخشی اور بہت بڑا ملک عطا کیا۔"**

کلماتِ عیسوی علیہ السلام

الحمد لله الذی جعلنی کلمة وجعل مثلی مثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون وعلمنی الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل وجعلنی اخلق من الطین کهیئة الطیر فانفخ فیه فیکون طیرًا باذن الله وجعلنی ابرئ الاکمه والابرص واحی الموتیٰ باذن الله۔ **اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے کلمہ بنایا۔**

اور سیدنا آدم علیہ السلام کی طرح بغیر باپ کے پیدا فرمایا۔ پرندے

معجزہ بخشا توراۃ و انجیل کا علم بخشا۔"

صدارتی خُطبہ

الحمد للّٰہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للنّاس بشیراً ونذیراً وانزل علی الفرقان فیہ تبیان لکلّ شیٔ وجعل امّتی خیر امۃ اخرجت للناس وجعل امتی ھم الاولین والاٰخرین وشرح لی صدری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحًا وخاتما۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور تمام جہانوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا۔ اور مجھ پر قرآن مقدس اتارا جس میں ہر شئے کا واضح بیان ہے اور میری اُمّت کو بہترین اُمّت بنایا اور اوّلین و آخرین قرار دیا۔ میرے سینے کو کھول دیا میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھ کو فاتح بنایا اور خاتم بنایا۔"

تصدیق ابراہیمی علیہ السلام

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو سیدنا خلیل علیہ السلام نے تمام انبیاء علیہم السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا: بھذا افضلکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، انہیں خصائص کبریٰ کے لحاظ سے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے آگے نکل گئے ، اس کے بعد آپ مسجد اقصیٰ سے باہر آئے تو آپ کو تین پیالے پیش گئے ایک پانی کا ایک شراب کا اور ایک دُودھ

عرض کی، یارسول اللہ! آپ نے دین فطرت کو پسند کیا اگر آپ پانی کو پسند کرتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی، شراب پسند فرماتے تو امت گمراہ ہو جاتی۔

(زرقانی صـ ۴۸ جلد ۶)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

براق یا سیڑھی

مسجد اقصیٰ سے باہر تشریف لائے تو آسمانوں پر جانے کیلئے براق تھا یا سیڑھی اس ضمن میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمانوں پر جانے کے لیے سیڑھی پیش کی گئی۔

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما فرغت مما کان فی البیت المقدس اُتی بالمعراج ولم ارشیًا قط احسن منہ وھو الذی یمد الیہ میتکم عینہ اذا حضر فاصعدنی فیہ صاحبی حتی انتھی لی الی باب من ابواب السماء یقال لہ باب الحفظہ۔

(البدایہ والنہایہ صـ ۱۱۵ جلد ۳)

(شرح المواہب للزرقانی صـ ۵۵ ج ۶)

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

ہجرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سرزمین مکہ مکرمہ کے اہم واقعات میں سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہجرت بھی اہم واقعہ ہے۔ جب سرزمین مکہ مکرمہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین

سے لیے کسی قسم کی دشواریاں اور نفاذ اسلام کے لئے مشکلات پیش آئیں تو آپ کو خواب میں ہجرت کی جگہ دکھائی گئی۔ نام ظاہر نہ ہوا، صرف یہ دکھایا گیا آپ ایک بستی کی طرف ہجرت فرمارہے ہیں جو کھجوروں والی سرزمین ہے۔ آپ تأمل میں تھے کہ بذریعہ وحی مدینہ طیبہ کا تعین کر دیا گیا۔ (زرقانی جلد ۱) یہ بھی فرما دیا گیا کہ مدینہ منورہ بحرین، قنسرین تینوں شہروں میں سے کسی میں آباد ہو جائیں جہاں جائیں گے وہی دارالہجرۃ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا حکم پاکر اور مظالم قریش کو حد سے متجاوز دیکھ کر تمام مسلمانوں کو جو مکہ مکرمہ میں آباد تھے اجازت دے دی کہ اپنی جان کے تحفظ کے لئے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جائیں۔ مسلمانوں نے یہ حکم سنتے ہی اپنے گھروں کو خالی چھوڑا، عزیزوں رشتہ داروں کی جدائی کو برداشت کرکے امن وسلامتی کی زندگی بسر کرنے کے لئے مدینہ منورہ کی طرف جانے لگے تو قریش مکہ کو یہ بھی گوارا نہ ہوا اور ہجرت کرنے والوں کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کرنے لگے۔ (تاریخ اسلام)

ہجرت کرنے والوں میں سب سے پہلے ہجرت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی حضرت ابوسلمہ رضہ بیوی بچوں سمیت تیار ہوئے تو اہلِ مکہ نے ابوسلمہ رضہ سے کہا کہ تم اپنی بیوی کو نہیں لے جاسکتے وہ ہماری بیٹی ہے ادھر ابوسلمہ رضہ کے ورثاء بھی پہنچ گئے انہوں نے بچے کو چھین لیا۔ ابوسلمہ رضہ تنہا مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ ابوسلمہ رضہ کا جذبہ ایمانی ملاحظہ فرمائیں کہ بیوی رہ گئی بچے کو چھوڑا مگر مدینہ منورہ سے منہ نہیں موڑا۔

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (جو بعد میں ام المؤمنین) بنیں، نے انتہائی دکھ اور تکلیف میں ایک سال گزارا، آپ فرماتی ہیں کہ ایک سال بعد ایک شخص کو رحم آیا اور میرا بچہ مجھے واپس دے گیا اور مدینہ منورہ جانے کی اجازت مل گئی۔ فرماتی

ہیں میں اکیلی اونٹ پر سوار ہوگئی، بچے کو گود میں لے لیا مدینہ طیبہ کی راہ لی۔ مقام تنعیم (یہ جگہ مکہ مکرمہ میں ہے لوگ یہاں سے عمرہ کا احرام باندھتے ہیں) پر عثمان بن طلحہ نے مجھے دیکھا تو میں نے سارا واقعہ سنادیا۔ عثمان بن طلحہ نے میرے اونٹ کی مہار تھام لی اور سفر کے قائد بن گئے، منزل آتی تو اونٹ بٹھا کر دُور چلے جاتے میں اُتر جاتی تو اونٹ کو دُور لے جاتے اور خود کسی درخت کے سایے میں لیٹ جاتے۔ آپ فرماتی ہیں؛ اللہ کی قسم میں نے عثمان بن طلحہ سے زیادہ کسی کو شریف نہ پایا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ صحابہ کرام مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدنا صدیق اکبر اور علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا باقی کوئی بھی نہ رہا۔" [1]

(مدینۃ الرسول ص ۵۶)

(ابن ہشام، زرقانی، تاریخ اسلام)

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ محمد وآلہٖ واصحابہٖ وسلم



[1] مزید معلومات کے لئے ہماری تصنیف "مدینۃ الرسول" کا مطالعہ کریں۔

مصنّف کی دیگر تصانیف

- مدینۃ الرسول
- آئینۂ حق
- حضور الحرمین
- فیوضات فریدی
- راہنمائے حج
- علم القرآن
- شہباز قدس
- کلمات طیبات
- منزل شوق
- المکالمۃ العلمیہ
- مکتوبات مدینہ
- المائدہ روحیات
- نظام مصطفےٰ میں ذمیوں کے حقوق
- اسلام اور انفاق فی سبیل اللہ
- ماہ رمضان اور نزول قرآن
- احترام والدین اور اسلام
- اسلام اور حفظانِ صحت
- الجہاد
- عصمتِ انبیاء
- صدیق و عتیق
- تذکرہ سیدنا فاروق اعظم
- لاتثلیث فی التوحید
- شمشیر جوابیہ
- فلسفۂ نماز
- نصر القراء
- قادیانیوں سے بائیکاٹ کی شرعی حیثیت
- مساجد اور اسلام
- بہائی اصول ناقابل قبول
- فلسفۂ زکوٰۃ
- خاندان بنو ہاشم
- اسلام اور سوشلزم
- فلسفۂ قربانی
- جنگِ مصر
- قلبِ سلیم
- مسیح کون ہے؟
- مقالات ابوالنصر